247

ISLAMIC RESEARCH CENTRE
JAMIA SALAFIA, REORI TALAB
VARANASI INDIA

کیا اقلیمِ ہند میں اشاعتِ اسلام صُوفیا کی مرہُونِ منّت ہے؟

تالیف

غازی عُزیر

www.KitaboSunnat.com

ناشر
ادارۃ البحوث الاسلامیہ جامعہ سلفیہ بنارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد **(Upload)** کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ **(Download)** کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الإهداء
إلى فضيلة الشيخ حافظ محمد صلاح الدين يوسف المحترم
من المؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا اقلیم ہند میں اشاعت اسلام صوفیاء کا مرہون منت ہے؟

تألیف
غازی عزیر

ناشر
ادارۃ البحوث الإسلامیہ بالجامعۃ السلفیہ، بنارس

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : کیا اقلیم ھند میں اشاعتِ اسلام صوفیاء کا مرہون منت ہے؟
مصنف : غازی عُزیر
کاتب : عبدالکبیر اعظمی
ناشر : ادارۃ البحوث الاسلامیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، الہند
اشاعت اول : محرم ۱۴۱۳ھ ۔ جولائی ۱۹۹۲ء
مطبع : نشاط آفسٹ پریس، فیض آباد، ٹانڈہ

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ سلفیہ، ریوڑی تالاب، وارانسی ۔ ۲۲۱۰۱۰

۲۔ جریدہ ترجمان ۴۱۱۶ اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

۳۔ ربانی بکڈپو، نزد [illegible] گرلس اسکول (علوی مسجد) مدنپورہ، وارانسی ۲۲۱۰۰۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست عنوانات

	عرض ناشر	9
۱	عرض مؤلف	۱۱
۲	کیا اقلیم ہند میں اشاعت اسلام صوفیاء کا مرہون منت ہے؟	۱۵
۳	برصغیر میں علم حدیث کی اشاعت اور اس کی ابتداء	۱۸
۴	پہلی دوسری صدی ہجری میں علم حدیث کا ہند میں فروغ	۲۰
۵	ہندوستان میں صحابہ کرام کا ورود مسعود :	۲۲
۱	والئ بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی	۲۳
۲	حضرت حکم بن ابی العاص الثقفی	۲۴
۳	حضرت مغیرہ بن ابی العاص الثقفی	۲۵
۴	حضرت حکم بن عمرو التغلبی	۲۵
۵	حضرت صحار بن عباس العبدی	۲۶
۶	حضرت عبداللہ بن عمیر الاشجعی	۲۷
۷	حضرت سہل بن عدی بن مالک بن حرام الخزرجی	۲۷
۸	حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان الاموی	۲۸
۹	حضرت عاصم بن عمرو التمیمی	۲۸
۱۰	حضرت ربیع بن زیاد الحارثی	۲۸
۱۱	حضرت عبیداللہ بن معمر عثمان التیمی القرشی	۲۹
۱۲	حضرت مجاشع بن مسعود بن ثعلبہ السلمی	۳۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	۱۳	حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب العبشمی القرشی	۳۰
	۱۴	حضرت سنان بن سلمہ بن المحبق الہذلی	۳۱
	۱۵	حضرت منذر بن جارود العبدی	۳۲
	۱۶	حضرت عمرو بن عثمان بن سعد التیمی	۳۲
	۱۷	حضرت خریت بن راشد الناجی	۳۳
	۱۸	حضرت تمیم الداری	۳۳
۶		ہندوستان میں تشریف لانے والے تابعین کرام :	۳۴
	۱	سعد بن ہشام بن عامر انصاری المدنی	۳۴
	۲	مہلب بن ابی صفرہ	۳۵
	۳	قطری بن الفجاءۃ	۳۶
	۴	حسن بن ابی الحسن البصری	۳۶
	۵	راشد بن عمرو بن قیس الازدی	۳۷
	۶	حارث بن مرۃ العبدی	۳۸
	۷	موسیٰ بن یعقوب الثقفی	۴۳
	۸	ابوشیبہ یوسف بن ابراہیم التیمی الجوہری	۴۳
	۹	زیاد بن الحواری العبدی	۴۴
	۱۰	زائدہ بن عمیر الطائی الکوفی	۴۴
	۱۱	ابوقیس زیاد بن رباح القیسی البصری	۴۵
	۱۲	یزید بن ابوکبشہ الشامی	۴۷
	۱۳	موسی السیلانی	۴۸
	۱۴	سعید بن اسلم بن زرعہ الکلابی	۴۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵	ابن اسید بن اخنس الثقفی	۴۹
۱۶	عبدالرحمٰن بن ابو زید البیلمانی	۵۰
۷	ہندوستان میں اتباع تابعین کا وجود اور ان کی علمی خدمات :	۵۱
۱	اسرائیل بن موسیٰ البصری	۵۱
۲	ابو سلیمان ایوب بن یزید بن قیس بن زرارہ	۵۱
۳	ابو محمد رجا بن السندی	۵۲
۴	محمد بن عبدالرحمٰن بیلمانی	۵۳
۵	ربیع بن صبیح السعدی البصری	۵۳
۶	ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی الہاشمی	۵۴
۷	حباب بن فضالہ الذہلی الیمامی	۵۶
۸	چوتھی صدی ہجری کے دوران اسلامی فتوحات کے اشاعتِ اسلام پر اثرات	۵۹
۹	مسلم سلاطینِ ہند کے عہد میں اسلام کی کسمپرسی کا عالم	۶۵
۱۰	تصوف اشاعتِ اسلام کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ	۷۵
۱۱	تصوف کی حشر سامانیوں کے متعلق ایک غیر مسلم مؤرخ کی شہادت	۷۷
۱۲	ہندوستان میں صوفیاء کی آمد اور ان کی مساعی	۸۰
۱۳	صوفیاء کی اشاعتِ اسلام کے ضمن میں مساعی کا ایک معروضی تجزیہ	۸۴
۱۴	چھٹی صدی ہجری کے ایک محدث اور ان کی مساعی کا جائزہ (علامہ رضی الدین الصغانی)	۹۶
۱۵	ساتویں سے دسویں صدی ہجری تک کے بعض علماء حق اور ان کی علمی خدمات :	۱۰۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	۱ شیخ علی المتقی بن حسام الدین جونپوری	۱۰۱
	۲ شیخ محمد بن طاہر پٹنی	۱۰۱
۱۶	گیارہویں صدی ہجری کے بعض علماء اور ان کی علمی خدمات :	۱۰۴
	۱ قاضی نصیر الدین برہان پوری	۱۰۵
	۲ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۱۰۶
	۳ شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۱۷
۱۷	بارہویں صدی ہجری کے علماء اور ان کی علمی خدمات :	۱۲۶
	۱ مرزا مظہر جان جاناں	۱۲۸
	۲ محمد فاخر زائر الہ آبادی	۱۲۸
	۳ شاہ عبدالرحیم دہلوی	۱۲۹
	۴ علامہ نور الدین ابو الحسن محمد بن عبدالہادی السندی	۱۳۰
	۵ شیخ محمد معین الدین سندھی	۱۳۱
	۶ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۳۱
۱۸	تیرہویں صدی ہجری کے علماء اور ان کی علمی خدمات :	۱۴۰
	۱ قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۴۳
	۲ ابو اسحاق محدث لہراوی اعظمی	۱۴۴
	۳ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۴۵
	۴ شاہ اسمٰعیل شہید	۱۴۷
	۵ شاہ محمد اسحاق دہلوی	۱۴۹
	۶ شیخ عبداللہ غزنوی	۱۴۹
۱۹	چودہویں صدی ہجری کے علماء اور ان کی علمی خدمات :	۱۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

	۱ شیخ عبدالجبار غزنوی	۱۶۶
	۲ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی	۱۶۷
	۳ شیخ ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی	۱۶۷
	۴ شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی	۱۶۸
	۵ نواب صدیق حسن خاں قنوجی	۱۷۲
	۶ علامہ سید حسین بن محسن یمنی	۱۷۳
	۷ شیخ عبداللہ محدث غازی پوری	۱۷۵
	۸ علامہ شمس الحق عظیم آبادی	۱۷۶
	۹ علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری	۱۷۸
۲۰	ہندوستان میں محدثین کی خدمات کے ثمرات بزبان سید سلیمان ندوی	۱۸۰
۲۱	عالم اسلام کا ہندوستانی علماء کی خدمات پر خراج تحسین	۱۸۰
۲۲	حاصل کلام	۱۸۵
۲۳	فہرست مراجع و مصادر	۱۸۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

برصغیر ہندو پاک میں اسلام اور مسلمانوں سے متعلق متعدد امور توجہ طلب ہیں، کیونکہ ان سے متعلق جو تفصیلات عام لوگوں کو معلوم ہیں وہ زیادہ تر غلط اور بہت کم صحیح ہیں، ان امور میں بعض کا تعلق عقائد سے ہے بعض کا عمل سے اور بعض کی حیثیت صرف علمی و نظری ہے۔ برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور اسلام کی اشاعت سے متعلق موضوع بھی بعض غلط فہمیوں یا غلط بیانیوں کا شکار رہا ہے، چونکہ ہندوستان میں اسلام کے آغاز و اشاعت کی بات اکثر تقریری و تحریری حوالوں میں آتی ہے، اور اسلامی تاریخ کے اس جزئیہ کی دیگر اعتبارات سے بھی اہمیت ہے، اس لئے ضرورت تھی کہ برصغیر میں اسلام کی آمد و اشاعت کی ایک ایسی معتبر تاریخ پیش کر دی جائے جس میں اشاعت اسلام میں حصہ لینے والی شخصیات کے کردار بھی سامنے آجائیں اور کسی مخصوص طبقہ کے ساتھ کوئی زیادتی بھی نہ ہو۔ اس ناچیز نے مختلف یونیورسٹیوں سے اپنے تعلق کے دوران یہ محسوس کیا کہ ان کے عربی ادب و اسلامیات و دینیات کے شعبوں میں "ہندوستان میں علم حدیث و محدثین" کے موضوع پر متعدد علمی کام ہوئے ہیں، اور ان میں بعض کام بہت معیاری بھی ہیں، لیکن عام اسلامی زندگی میں محدثین کرام کی مساعی جمیلہ کا جس قدر اثر ہونا چاہیئے اتنا نظر نہیں آتا، البتہ فقہ و تصوف سے وابستہ شخصیات، ان کے کارنامے اور حکایات کا چرچا نسبتہً زیادہ ہے۔ صوفیاء سے متعلق کرامات اور زہد و بے نفسی کے واقعات کا تو ایک انبار ہے، ان میں سے اگر کسی چیز کا معتبر ذریعہ سے ثبوت ہوتا اور وہ کتاب و سنت کی تعلیمات سے متصادم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتی تو اسے تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی، لیکن عوام وخواص میں کشف وکرامت کے نام پر جو کچھ مروج ہے اس کا اکثر حصہ شریعت کی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے۔

تصوف کی تعظیم وتمجید کیلئے ایک بات یہ بھی مشہور کی گئی کہ برصغیر ہندوپاک میں اسلام کی اشاعت میں صوفیاء کا کردار بیحد عظیم ہے۔ تاریخی طور پر اگر یہ بات ثابت ہوجاتی تو اسے تسلیم کرنے میں کوئی حرج نہ تھا، لیکن ایک خالص تاریخی وعلمی مسئلہ کو عقیدت واحترام کے زور پر ثابت کرنا آج کے علمی معیار ومقام کے شایانِ شان نہیں۔ خوشی کا مقام ہے کہ محترم غازی عزیر صاحب نے اس موضوع پر قلم اٹھایا، اور مستند حوالجات سے مذکورہ دعویٰ کو پرکھا، موصوف کی اس تحقیق کا خلاصہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

"ہندوستان میں اسلام صوفیاء کے ذریعہ نہیں بلکہ فقط محدثین کرام اور علمائے حق کے ذریعہ آیا، اور آج جو کچھ ہندوستان میں موجود ہے وہ انہی محدثین عظام کی انتھک کاوشوں اور بے لوث خدمات کا ثمرہ ہے۔"

غازی صاحب کا تعلق جماعت اہلحدیث کے ایک بیحد معروف علمی خاندان سے ہے، انہوں نے مذہب اور سائنس دونوں کی اعلیٰ تعلیم باقاعدہ حاصل کی ہے، تصحیح عقائد و اعمال ان کا خاص موضوع ہے، ان کے محققانہ مضامین ہندوپاک کے موقر علمی وجماعتی مجلات میں بکثرت شائع ہوتے ہیں، اور قدر کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں، موصوف کی بعض کتابیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں۔

جامعہ سلفیہ محترم غازی صاحب کی کتاب "کیا اقلیم ہند میں اشاعتِ اسلام صوفیاء کی مرہونِ منت ہے؟" شائع کرتے ہوئے مصنف کا شکر گذار ہے، اور دعاء کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب سے تمام قارئین کو مستفید فرمائے، اور مصنف وناشر کو اجر جزیل مرحمت فرمائے، وصلی اللہ علی النبی وسلم۔

جامعہ سلفیہ، بنارس
۲۱ محرم ۱۴۱۱ھ

(مقتدیٰ احسن محمد یاسین ازہری)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"عرضِ مؤلف"

پیش نظر کتابچہ دراصل راقم کا ایک مضمون ہے جسے راقم نے جناب حکیم محمد اجمل خاں صاحب شکراوی (مدیر "مجلہ اہل حدیث" گڑگاؤں) کی ایماء پر آج سے تقریباً چودہ سال قبل اپنی طالب علمی کے زمانہ میں مرتب کیا تھا لیکن دفتر "مجلہ" کی بدنظمی کے باعث کاغذات کے انبار میں کہیں دب کر شائع نہ ہو پایا اور نہ ہی باوجود طلب کرنے کے واپس مل سکا تھا۔ گزشتہ سال پرانے کاغذات کی ذاتی فائل کی ورق گردانی کے دوران اتفاقاً "مجلہ اہل حدیث" کو بھیجے جانے والے مضمون کے مسودہ کے چند اوراق دستیاب ہو گئے جن کو نظرِ ثانی اور بعض ضروری حک و اضافہ کے بعد زیرِ عنوان "اقلیم ہند میں اشاعتِ اسلام صوفیاء کی کاوشوں کا ثمرہ نہیں، محدثین اور علماء کی مساعی کا پھل ہے" ازسرِ نو ترتیب دیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ مضمون کافی طویل ہو گیا تھا اور عام طور پر معیاری دینی رسائل اپنی تنگ دامنی کے باعث زیادہ طویل مضامین شائع نہیں کر پاتے لہٰذا اس کو بڑی تقطیع کے تقریباً چالیس صفحات تک بمشکل مختصر کیا جا سکا ——— الحمد للہ یہ مضمون ہندوستان کے دو مشہور دینی مجلوں "تحقیقات اسلامی"[1] اور "صوت الحق"[2] میں شائع ہو کر

---

[1] سہ ماہی "تحقیقات اسلامی" علی گڑھ ج ۱۱ عدد شمارہ ۳ مجریہ ماہ جولائی تا ستمبر ۱۹۹۲ء

[2] پندرہ روزہ "صوت الحق" مالیگاؤں ج ۵، اعداد ۱۲-۲۳، ۲۰ اپریل تا ۲۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول عام کا باعث بنا۔

برادرم محترم ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس حفظہ اللہ (استاذ جامعہ سلفیہ بنارس) نے حالیہ مکتوب میں اپنی پسندیدگی کے اظہار کے ساتھ اس مضمون کو کتابی شکل میں شائع کروانے کا مشورہ دیا چنانچہ راقم الحروف نے ضروری محسوس کیا کہ جو اقتباسات بخوف طوالت مضمون سے حذف کر دئے گئے تھے ان کو بڑھا کر کتابچہ کو مزید مدلل اور مفید بنا دیا جائے، لہذا اپنے تمام ضروری مشاغل ترک کر کے فوری طور پر اس طرف متوجہ ہوا۔ اللہ عزوجل کا بے پناہ شکر و احسان ہے کہ اس نے زیر نظر کتابچہ کو ان مفید اضافوں کے ساتھ مرتب کرنے کی توفیق بخشی۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

چونکہ زیر نظر کتابچہ کی ترتیب کے دوران بعض ضروری مراجع و مصادر باوجود کوشش بسیار کے بھی یہاں سعودیہ میں دستیاب نہ ہو سکے لہذا بعض مقامات پر کچھ تشنگی باقی رہ گئی ہے، ہو سکتا ہے بعض مقامات پر سنین وفات مختلف ہو گئے ہوں یا بعض علماء کے اسماء گرامی یا ان کی تصانیف کا تذکرہ نامکمل ہو یا ان کے اساتذہ و تلامذہ کا ذکر ناقص ہو، لہذا قارئین سے استدعا ہے کہ اگر کسی جگہ ایسا کوئی نقص پائیں تو راقم کو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ اس کتابچہ کے نقش ثانی کو مزید مدلل اور بہتر بنایا جا سکے۔

ناسپاسی ہوگی اگر ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری اور ڈاکٹر رضاء اللہ محمد ادریس صاحبان حفظہما اللہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ جن کی مساعی جمیلہ کے باعث یہ کتابچہ زیور طبع سے آراستہ ہو سکا اور رفیق محترم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب تاج محمد چودھری کا بھی کہ جن کی مسلسل معاونت کے باعث راقم اپنے مقالات وکتب کے جملہ مسودات کی عکسی نقول وغیرہ کی فکر سے بے نیاز رہا ہے ، فجزاہم اللہ أحسن الجزاء ۔

والسلام

غازی عُزیر

ص ب "۲۰۰۸۷"

الخبر ۳۱۹۵۲

المملكة العربية السعودية

۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

۱۰ر نومبر ۱۹۹۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"کیا اقلیمِ ہند میں اشاعتِ اسلام صوفیاء کا مرہونِ منت ہے؟"

عوام اور اہلِ علم ہر دو طبقات میں ایک غلط فہمی بکثرت یہ پائی جاتی ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت و توسیع صوفیاء کی مرہون منت ہے لیکن اس فکر کا اصل موجد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا ایک سابق استاذ پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ ہے جس نے اپنی کتاب "PREACHING OF ISLAM" (اسلامی تبلیغ) میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ "برصغیر پاک و ہند میں صوفیائے کرام نے اسلام پھیلایا ہے۔"[1]

پروفیسر آرنلڈ کے اس انکشاف کے بعد کسی مورخ یا محقق نے اس دعویٰ کی حقیقت جاننے کی سرے سے کوئی کوشش نہیں کی بلکہ اس بلا دلیل دعویٰ کو ایک مسلمہ حقیقت سمجھ کر بلا چوں و چرا تسلیم کر لیا گیا چنانچہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مشہور استاذ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے "تاریخ مشائخ چشت[2]" وغیرہ میں، مولانا سید ابوالحسن علی الندوی نے "تاریخ دعوت و عزیمت[3]" میں، وحید احمد مسعود نے "سوانح خواجہ معین الدین چشتی[4]" میں، شیخ محمد اکرام نے "آبِ کوثر[5]" میں، آئی۔ اینچ۔ قریشی نے "THE MUSLIM

---

[1] ص ۲۵۴-۲۹۷، [2] ۱/۳۵-۳۶، [3] ۳/۱۵، [4] ص ۲۶۲-۲۷۵، [5] ص ۲۱۷-۲۵۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز احمد نے "STUDIES IN ISLAMIC CULTURE" میں[6] "COMMUNITY OF INDOPAK" میں اور رچرڈ میکسویل ایٹن نے "SUFIS OF BIJPUR"[7] وغیرہ[8] میں بھی اس افسانہ کو حقیقت کے روپ میں پیش کیا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے خواجہ معین الدین چشتی کو "اس ملک میں اسلامی سلسلہ کے بانی"[9] کے نام سے موسوم کیا ہے اور فرماتے ہیں

"حقیقتاً ہندوستان کی فتح کا سہرا اسکندر اسلام
سلطان محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ) کے سر اور مستحکم و مستقل
اسلامی سلطنت کے قیام کی سعادت سلطان شہاب الدین
محمد غوری (م ۶۰۲ھ) کے حصہ میں تھی اور آخری طور پر اس کی
روحانی تسخیر اور اخلاقی و ایمانی فتح حضرت خواجہ بزرگ
شیخ الاسلام معین الدین چشتی (م ۶۲۷ھ) کے لیے مقدر رہ
چکی تھی۔"[10]

محترم علی میاں مزید فرماتے ہیں:

"اس طرح ہندوستان میں جو کچھ خدا کا نام لیا اور اسلام
کا کام کیا گیا وہ سب چشتیوں اور ان کے مخلص و عالی ہمت
بانی سلسلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے حسنات اور
کارناموں میں شامل کیے جانے کے لائق ہے اور اس میں

---

[6] ص ۶۴-۶۵، [7] ص ۱۳۴، [8] ص ۱۵۵-۱۵۶، [9] تاریخ دعوت و عزیمت ۱۵/۳، [10] نفس مصدر ۲۲/۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک نہیں کہ اس ملک پر اس سلسلہ کا حق قدیم ہے۔"[11]

شیخ محمد اکرام کا دعویٰ ہے کہ "بابا فرید الدین گنج شکر نے کوئی ایسا نظام قائم کیا تھا جس کے ماتحت اشاعت اسلام کا کام ملک کے مختلف حصوں میں انجام پاتا رہا۔"[12]

آئی اچ قریشی بیان کرتے ہیں کہ "برصغیر میں چشتی سلسلہ کے بانی خواجہ معین الدین ہیں۔ ہندوستان میں ان کی آمد اور ان کے ذریعہ سلسلہ چشتیہ کی ترویج کو ہندوستان میں اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ عام طور پر یہ مانا جاتا ہے کہ اسلام کی تبلیغ و توسیع اور مسلمانوں کی اصلاح و تزکیہ کے سلسلہ میں ان کی خدمات کے بہت دور رس اثرات مترتب ہوئے ہیں۔"[13]

عزیز احمد صاحب فرماتے ہیں:

"بیشتر صوفی سلسلے اور انفرادی طور پر صوفیاء بھی غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنے کی کوشش کو اپنی بنیادی اور روحانی ذمہ داری تصور کرتے تھے۔"[14]

میر خورد نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو ہندوستان میں اسلام کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں ان کی مزعومہ عظیم خدمات کے پیش نظر "نائب رسول فی الہند"[15] کا خطاب دیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ:

---

[11] تاریخ دعوت و عزیمت ۲۹/۳۔

[12] آب کوثر ص ۲۸۵، ملخصاً۔ [13] THE MUSLIM COMMUNITY OF INDO-PAK SUBCONTINENT, PAGE 64-65 [14] STUDIES IN ISLAMIC CULTURE IN THE INDIAN ENVIRONMENT, P54

[15] سیر الاولیاء ص ۵۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قیامت تک اس ملک میں جو بھی اسلام کی دولت سے مشرف ہو گا نہ صرف اس کا ثواب بلکہ نسلاً بعد نسلٍ ان کی اولاد کا ثواب جاریہ بھی ان کی روح کو ملتا رہے گا۔"[16]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی بھی اشاعتِ اسلام میں صوفیاء کی کوششوں کے معترف تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں میں جو جماعت سب سے زیادہ تبلیغ دین الٰہی میں ذوق شوق سے سرگرمِ سعی رہی وہ صوفیائے کرام کی جماعت ہے۔"[17]

حالانکہ ایسا کہنا نہ صرف خلافِ واقعہ ہے بلکہ تاریخ اسلام کے ایک تابناک باب کو عالم گمنامی میں دفن کر دینے کے مترادف ہے۔ کتب تاریخ و سیر و رجال کے غائر مطالعہ سے یہ حقیقت اظہر من الشمس بن کر ابھرتی ہے کہ ہندوستان میں اسلام صوفیاء کے ذریعہ نہیں بلکہ فقط محدثین کرام اور علمائے حق کے ذریعہ آیا، اور آج جو کچھ ہندوستان میں موجود ہے وہ انہی محدثین عظام کی انتھک کاوشوں اور بے لوث خدمات کا ثمرہ ہے۔

برصغیر میں علمِ حدیث کی اشاعت اور اس کی ابتداء:

برصغیر پاک و ہند میں محدثین اور علم حدیث کی اشاعت کے موضوع پر بہت سے علماء و محققین نے زورِ قلم صرف کیا ہے لیکن اس سلسلہ میں اکثر علماء کی تحقیق ناقص معلومات پر مبنی ہیں چنانچہ ان کے نزدیک بلادِ ہند

---

[16] نفس مصدر ص ۲۰۰، [17] تصوف اور تعمیر سیرت ص ۱۰۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں علم حدیث کا رواج چھٹی صدی ہجری کے بعد ہوا ہے، پہلے کی پانچ صدیاں اس علم سے خالی بتائی جاتی ہیں اور عام طور پر یہ باور کرایا جاتا ہے کہ پہلی چھ صدیوں تک بلاد ہند میں حدیث کی تعلیم و تدریس، روایتِ حدیث اور محدثین نیز ان کی تصانیف کا سرے سے کوئی وجود نہیں تھا۔ جن بعض لوگوں نے اس سے قبل محدثین کے وجود کو تسلیم کیا ہے وہ بھی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اگرچہ فن حدیث ہندوستان میں چھٹی صدی ہجری سے قبل موجود تھا لیکن اس فن میں علمائے وقت کو کوئی قابل لحاظ مقام و مرتبہ حاصل نہ تھا۔ بعض علماء نے تو ہندوستان میں علم حدیث کی آمد کو دسویں صدی ہجری تک پیچھے ڈھکیل دیا ہے چنانچہ شیخ محمد زاہد کوثری حنفی کے حوالہ سے شیخ محمد ابوزہو مصری اپنی کتاب "الحدیث والمحدثون" میں لکھتے ہیں :

> "ارض ہند و پاک میں اشاعت حدیث :۔ برصغیر پاک و ہند کے رہنے والوں نے حدیث نبوی کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں ۔ دسویں صدی ہجری سے قبل یہ لوگ علوم نظریہ اور فقہی احکام میں منہمک رہتے تھے۔ اسی وقت سے یہ لوگ حدیث نبوی، اس کے علوم کی درس و تدریس، نقد اسانید کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔" ۱۸ھ

اس ناقص تحقیق سے بلاد ہند کی دینی و علمی تاریخ میں بڑا اخلا محسوس ہوتا ہے۔ دراصل اس غلط فہمی کا بڑا سبب خاطر خواہ تتبع و تحقیق کا

۱۸ھ الحدیث والمحدثون مترجم غلام احمد حریری ص ۵۸۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقدان ہے۔ پھر جس طرح کہ فقہاء ماوراء النہر کی تصانیف نے ائمہ احناف کی امہات الکتب کو پیچھے ڈھکیل دیا تھا اسی طرح اولین دور کے ان محدثین اور علماء کے علمی کارناموں (یعنی تصانیف، مدارس اور تلامذہ وغیرہ) کو بھی ہمارے علمائے عجم کے فکری سیلان اور ان کے شیوع ورواج نے اس بری طرح بہا ڈالا کہ اس دور کی تاریخ کے صفحات بالکل کورے نظر آتے ہیں۔

پہلی و دوسری صدی ہجری میں علم حدیث کا ہند میں فروغ

پیش نظر مضمون میں اقالیم ہند وسندھ میں علم حدیث کے فروغ کے لیے کی جانے والی ابتدائی چند صدیوں کی شیوع کی خالص عربی تاریخ کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے جو ہندوستان میں علم حدیث کا عہد زریں کہلائے جانے کا مستحق ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق برصغیر کے چند علاقے پہلی صدی ہجری کی ابتداء ہی میں علم حدیث اور "اخبرنا" و "حدثنا" کے جانفزا کلمات سے باقاعدہ آشنا ہو گئے تھے۔ صوفیاء کے ورود کی ابتداء تو پانچویں صدی ہجری میں ہوئی ہے۔ پہلی جماعت جس نے اپنے قول وعمل سے باشندگانِ ہند کو علم حدیث سے روشناس کرایا وہ ان صحابہ کرام پر مشتمل تھی جو عہد عمر فاروق رضی سے عہد یزید (یعنی ۱۵ھ تا ۶۴ھ) تک مختلف اوقات ومواقع پر ہندوستان تشریف لائے۔ یہ جماعت ان نفوس قدسیہ پر مشتمل تھی جو برصغیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کے اولین مبلغ آپ کے ارشادات گرامی کے پہلے داعی، اپنی ذات میں آں صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ وعمل کے آفتاب جہاں تاب کی کرنوں کے آئینہ دار، اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ اخلاق، اعمال، عادات، اطوار، کردار اور معاملات وغیرہ کے باعث اپنے مخاطب ہندوستانیوں کو بہت جلد متاثر کرنے والے تھے۔ ان نفوسِ قدسیہ کی آمد سے ہی اس دیارِ کفر و ضلالت میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول بالخصوص فرائض، سنن، احکام، حلال و حرام اور اس دور کے رواج و مزاج کے مطابق حسب موقع اور حسب ضرورت احادیث و آثار کا چرچا ہوا پھر جب باقاعدہ احادیث کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا تو یہاں انہی حضرات سے احادیث و آثار کی روایت کا سلسلہ بھی چلا۔ خلافت راشدہ کے دوران ہندوستان تشریف لانے والے صحابہ کرام کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ تحریر فرماتے ہیں :

> "سندھ میں محمد بن قاسم کی فتوحات سے پہلے حضرات عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانوں میں صحابہ نے اطراف کے اکثر علاقے فتح کر لئے تھے۔ وہ شام، مصر، عراق، یمن اور اوائل ترکستان کے وسیع و عریض اقالیم میں پہنچے اور علاقہ ماوراء النہر، اوائل بلاد مغرب و افریقہ اور اوائل بلادِ ہند میں بھی داخل ہوئے"۔[19]

اسی طرح ڈاکٹر این میری شمل "شہپرِ جبریل" (GABRIEL'S WINGS) میں لکھتی ہیں :

> "خلیفۂ ثانی حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمان عساکر نے سندھ اور گجرات کے بعض حصوں پر قبضہ کر لیا تھا اور

---

[19] البدایۃ والنہایہ ۹/۸۸، معرفۃ الرجال ص۲۲۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد کے خلفاء کے عہد تک یہ تسلط برقرار رہا۔" [۲۰]

چونکہ خلافتِ راشدہ اور اموی دورِ خلافت میں سندھ، مکران اور سجستان کی فتوحات فارس کی مہمات میں شامل تھیں اور انہی راستوں سے غازیانِ اسلام بلادِ ہند کی طرف آئے لہٰذا ادبِ بلادِ ہند سے مراد سندھ، مکران، سجستان اور بلوچستان وغیرہ کے علاقے ہیں جو کہ اقلیم فارس سے متصل ہیں۔

ہندوستان میں صحابہ کرامؓ کا ورودِ مسعود :-

بعض محققین بیان کرتے ہیں کہ ارض برصغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچیس [۲۵] صحابہ کرام کے ورود مسعود سے بہرہ ور ہوئی ہے جن میں سے بارہ [۱۲] حضرت عمر بن الخطابؓ کے عہدِ خلافت میں، پانچ [۵] حضرت عثمان بن عفانؓ کے عہد میں، تین [۳] حضرت علی بن ابی طالبؓ کے دور میں، چار [۴] حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے عہد میں اور ایک [۱] حضرت یزید بن معاویہ کے عہد میں تشریف لائے تھے۔ ان صحابہ کے علاوہ مختلف اوقات میں بلادِ عرب سے اقالیمِ ہند میں متعدد تابعین و تبع تابعین قدم رنجہ فرماتے رہے جن کے شب و روز کا مشغلہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت تھا۔ یہ باشندگانِ ہند کو دینِ فطرت کے تہذیبی و ثقافتی دائرہ میں شامل کرنے اور ان کو ان پاکیزہ اخلاق و کردار اور تعلیم و شائستگی کی ارفع و اعلیٰ اقدار سے بہرہ مند کرنے کی سعی کرتے رہے جن کو اسلام میں اساس کی حیثیت حاصل ہے

---

[۲۰] شہپر جبریل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض ص ۱۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض اس مقصد کے لیے بلاد عرب سے ہندوستان تشریف لانے والے تابعین کی تعداد تقریباً سینتیس ۳۷ اور تبع تابعین کی تعداد تقریباً پندرہ ۱۵ بیان کی جاتی ہے۔ ہندوستان تشریف لانے والے تمام صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اصل اعداد و شمار یقیناً اس تعداد سے کہیں زیادہ ہوں گے جن کا تذکرہ فی الحال راقم کو مختلف قدیم کتب میں مل سکا ہے۔ یہ مختصر مضمون ان تمام نفوسِ قدسیہ کے تفصیلی تذکرہ کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا، اس کے لیے تو کئی ضخیم دفتر درکار ہوں گے، لیکن پھر بھی قارئین کے تجسس کے پیش نظر ذیل میں ارضِ ہندوستان کو اپنے وجود مسعود سے رونق بخشنے والے معزز صحابہ و تابعین کرام میں سے چند کے مختصر حالات پیش خدمت ہیں:

والی بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضؓ کو طائف کا امیر بنایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اپنے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمر رضؓ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دور میں آپ رضؓ کو طائف کی امارت پر برقرار رکھا، بعد میں بحرین و عمان کی ولایت کی ذمہ داری آپ رضؓ کو سونپ دی گئی تھی۔ آپ رضؓ ایک عظیم مجاہد تھے۔ علامہ ابن حزم الظاہری رحؒ فرماتے ہیں:

> "عثمان بن ابی العاص رضؓ اپنے بھائیوں میں بہترین صحابی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں طائف کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ انھوں نے ہندوستان کے تین شہروں میں جہاد کیا ہے۔"

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضؓ سے ان کے بھتیجے یزید بن الحکم بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی العاص، ان کے موالی حکم، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ، نافع بن جبیر بن مطعم، ابو العلاء بن الشخیر اور مطرف بن الشخیر وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول ہے کہ "ان سے اہل مدینہ اور اہل بصرہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔" امام احمد بن حنبلؒ نے حسن بصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "میں نے عثمان بن ابی العاصؓ سے افضل کسی کو نہیں پایا۔ ہم لوگ ان کے مکان پر جاکر ان سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔" حضرت عثمان الثقفی کے تفصیلی حالات کے لیے تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، معرفۃ الثقات للعجلیؒ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجرؒ اور الاستیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی مالکیؒ وغیرہ[21] ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت حکم بن ابی العاص الثقفیؓ:۔

مشہور مورخ احمد بن یحییٰ البلاذری بیان کرتے ہیں کہ "عہد فاروقی ۱۵ھ میں والی بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے اپنے بھائی حکم بن ابی العاص الثقفیؓ کو گجرات کے شہر بھروج کی مہم پر روانہ کیا تھا چنانچہ بہ مقام اسلام کے زیر نگیں آگیا تھا۔[22]" پھر ۲۳ھ میں حکم بن ابی العاصؓ کی سرکردگی ہی میں مکران کا علاقہ بھی فتح ہوا۔[23]

حکم بن ابی العاص الثقفیؓ کو امام بخاریؒ، امام ابن حبانؒ اور حافظ

---

[21] تقریب التہذیب ۲/۱۰، تہذیب التہذیب ۷/۱۲۸، معرفۃ الثقات ۲/۱۲۹، الاصابہ ۲/۴۵۳، الاستیعاب ۳/۹۰، [22] فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۳۸، [23] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۶/۱۴۱، تاریخ اسلام ۲/۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عبدالبرؒ وغیرہ نے بصرہ کے علماء محدثین میں شمار کیا ہے لیکن بعض علماء نے ان سے مروی بعض احادیث کو مرسل بتایا ہے چنانچہ عجلیؒ نے انھیں "ثقہ تابعی" لکھا ہے جب کہ ابن سعد، ابو حاتم اور ابن حجر رحمہم اللہ نے ان کے متعلق صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانے کی صراحت کی ہے۔ ان سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں معاویہ بن قرۃ کا نام قابل ذکر ہے۔ حضرت حکم بن ابی العاص بن نصر بن عبد بن دھمان الثقفیؓ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے التاریخ الکبیر للبخاریؒ معرفۃ الثقات للعجلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، تجرید اسماء الصحابۃ للذھبیؒ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیرؒ، فتوح البلدان للبلاذریؒ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجرؒ اور الاستیعاب فی اسماء الصحابہ للقرطبی مالکیؒ وغیرہ[۲۴] ملاحظہ فرمائیں

(۳) حضرت مغیرہ بن ابی العاص الثقفیؓ :-

آپؓ بھی حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ کے بھائی تھے۔ عہد فاروقی میں والیٔ بحرین و عمان حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفیؓ نے آپؓ کو سندھ کے شہر دیبل پر لشکر کشی کے لیے روانہ کیا تھا۔ حضرت مغیرہؓ نے اس معرکہ میں فتح پائی تھی۔ ملاحظہ ہو فتوح البلدان للبلاذری[۲۵] وغیرہ۔

(۴) حضرت حکم بن عمرو الثعلبیؓ

۲۴؎ معرفۃ الثقات للعجلی ۱/۳۱۲، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۳/۱۲۰، تجرید اسماء الصحابہ للذہبی ۱/۱۳۵، الاصابہ لابن حجر ۱/۳۴۴، الاستیعاب للقرطبی ۱/۳۱۵،

۲۵؎ فتوح البلدان للبلاذری ص ۴۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کے متعلق مورخین نے کئی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت حکم التغلبیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے جنھوں نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت (یعنی سنہ ۲۳ھ) میں مکران کا محاصرہ کیا اور وہاں کے راجا کو شکست فاش سے ہمکنار کیا۔ ابوحاجب سوادہ بن العاصم، ابوالشعثاء دلیجہ بن القفیس، جابر بن زید الافروی اور عبداللہ بن الصامت وغیرہ نے آپؓ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ تفصیلی حالات کے لیے الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجرؒ اور تاریخ الطبری[۲۶] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۵) حضرت صحار بن عباس العبدی:۔

حضرت صحار نے عہد فاروقی (یعنی سنہ ۲۳ھ) میں حضرت حکم بن عمرو التغلبیؓ کی امارت میں مکران کے محاصرہ اور جنگ میں شرکت کی تھی۔ آپ ہی وہ صحابیٔ رسولؐ تھے جنھیں حضرت حکم بن عمرو التغلبیؓ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کے پاس فتح مکران کی خوش خبری اور حاصل شدہ مالِ غنیمت لے کر روانہ کیا تھا۔

محمد بن اسحاق الندیم اپنی "فہرست" میں فرماتے ہیں کہ "صحار العبدی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو۲ یا تین۳ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ایام معاویہؓ میں ان کا شمار خطباء اور نسابین میں ہوا کرتا تھا"۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں منصور بن منصور اور ان کے دو صاحبزادے (جعفر بن صحار العبدی اور عبدالرحمن بن صحار العبدی) ہیں۔ تفصیلی حالات

---

[۲۶] الاصابہ لابن حجر ۱/۳۴۶، تاریخ الطبری ۴/۱۸۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے الفہرست لابن الندیمؒ، الاصابہ لابن حجرؒ اور الاستیعاب للقرطبی مالکیؒ[26] وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمیر الاشجعیؓ:

حضرت ابن عمیر الاشجعیؓ بھی عہد فاروقی یعنی ۲۳ھ میں مکران، فارس اور سجستان کے معرکوں میں شریک تھے اور آپ نے شاندار خدمات انجام دی تھیں۔ سجستان سے متصل علاقہ سندھ میں بھی آپ کی فوجی سرگرمیوں کی شہادت ملتی ہے۔ ابن الوقدان نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابن مندہؒ اور ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمیر اشجعیؓ کی مروی احادیث کی تخریج کی ہے۔ تفصیلی حالات کے لیے الاصابہ لابن حجرؒ اور الاستیعاب للقرطبیؒ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[28]

(۷) حضرت سہل بن عدی بن مالک بن حرام الخزرجیؓ:

حضرت عمر بن الخطابؓ نے آپؓ کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس بصرہ اس فرمان کے ساتھ بھیجا تھا کہ وہ آپ کو ہندوستان کے جہاد پر روانہ کریں، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے حضرت سہل بن عدیؓ کو کرمان کی مہم پر روانہ کیا۔ کرمان آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔ تفصیلی حالات کے لیے الاصابہ لابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔[29]

۲۷ھ الاصابہ لابن حجر ۲/۱۷۰-۱۷۱، الاستیعاب للقرطبی مالکی ۲/۱۹۳، ۲۸ھ الاصابہ لابن حجر ۲/۳۴۶، الاستیعاب للقرطبی ۲/۳۵۳، ۲۹ھ الاصابہ لابن حجر ۲/۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان الاموی :

عہد فاروقی میں حضرت سہل بن عدی رضی اللہ عنہ کی امارت میں آپ رضی اللہ عنہ نے کرمان کے معرکہ میں جہاد کیا تھا۔ ابوالشیخ رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ تفصیلی حالات کے لیے الاصابہ لابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف مراجعت[۳۰] مفید ہو گی۔

(۹) حضرت عاصم بن عمرو التمیمی رضی اللہ عنہ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سہل بن عدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سجستان کے معرکہ پر روانہ کیا تھا۔ اس مہم پر آپ نے خوب داد شجاعت پیش کی۔ محدثین کے نزدیک آپ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانا اور آں صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت حدیث درست نہیں ہے۔ مزید ترجمہ کے لیے الاصابہ اور الاستیعاب وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[۳۱]۔

(۱۰) حضرت ربیع بن زیاد الحارثی رضی اللہ عنہ :

امام بخاری رحمہ اللہ، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ وغیرہ نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے، لیکن بعض کے نزدیک آپ کو شرفِ صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے ۲۹ھ میں آپ کو سجستان کی مہم کے لیے امیر مقرر کیا تھا اور یہ علاقہ آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا تھا۔ عبیداللہ بن ابی بکرہ نے انھیں خراسان و بلخ کا والی مقرر کر کے بھیجا تو یہ علاقے بھی آپ کے ہاتھوں ہی فتح ہوئے۔ سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" اور "المبرد فی الکامل" میں مذکور ہے کہ

۳۰؎ ایضاً ۲/۳۲۸ ۔ ۳۱؎ ایضاً ۲/۲۳۸، الاستیعاب ۲/۱۳۵ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"امیر بصرہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے ان کو مکران و کرمان کے شہ سواروں کا امیر مقرر فرمایا تھا۔" آپ سے کوئی مسند حدیث مروی نہیں ہے۔ آپؓ نے فقط حضرت عمر بن خطابؓ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابن حبیب اور ابن کلبی وغیرہ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔ مطرف بن الشخیر اور حفصہ بنت سیرین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے چچ نامہ، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، الاستیعاب، تقریب التہذیب، المبرد فی الکامل، الثقات لابن حبانؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ اور التاریخ الکبیر وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔[۳۲]

(۱۱) حضرت عبید اللہ بن معمر بن عثمان التیمی القرشیؓ :-

آپؓ کو حضرت عثمانؓ نے ۲۹ھ میں مکران کی مہم پر روانہ فرمایا تھا۔

علامہ قرطبی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ "حضرت عبید اللہ بن معمر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی معیت میں فتح کابل وغیرہ میں شرکت کی تھی۔ آپ صاحب ثغرہ (گنداوا) تھے۔" لڑکپن میں آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور صحبت نبوی پائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ حضرات عمر، عثمان اور طلحہ رضی اللہ عنہم سے آپ نے حدیث کی روایت کی ہے۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں عروہ بن الزبیر، ابن سیرینؒ اور آپ کے فرزند عمر بن عبید اللہ بن معمر وغیرہ شامل ہیں۔ ابو عاصمؒ، بغویؒ اور ابن مندہؒ وغیرہ نے آپ سے مروی حدیث کی تخریج کی ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ: "علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضرت عبید اللہ بن معمرؓ نے صحبت رسولؐ پائی تھی یا نہیں"۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے التاریخ الکبیر للبخاریؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، الاصابہ لابن حجرؒ اور الاستیعاب للقرطبیؒ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔[۳۳]

---

۳۲ چچ نامہ ص ۷۳، الاصابہ ۱/۲۹۲، الاستیعاب ۱/۵۰۳، تقریب التہذیب ۱/۲۴۴۔

۳۳ الاصابہ ۲/۴۳۲، الاستیعاب ۲/۴۲۵ - ۴۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ حضرت مجاشع بن سعود بن ثعلبہ السلمی رضی اللہ عنہ :۔ آپ نے ۲۱ھ میں قفس اور کرمان کے علاقوں کو فتح کیا۔ جب دشمن کی ہزیمت خوردہ افواج کے مکران میں جمع ہونے کی خبر آپ تک پہنچی تو حضرت مجاشع نے مکران پر حملہ کر کے اسے بھی زیر کیا تھا۔ دولابی نے بیان کیا ہے کہ : "حضرت مجاشع نے بلادِ ہند میں سے کابل وغیرہ کے معرکوں میں حصہ لیا اور ان علاقوں کو زیر کیا تھا۔ آپ وہاں کے مندروں میں داخل ہوئے اور بڑے بت کی آنکھوں میں سے جواہرات نکال لیئے"۔ بعض مؤرخین یہ بتاتے ہیں کہ : "آپ نے وہ جواہرات لیئے نہیں تھے بلکہ وہاں کے لوگوں کو یہ تعلیم دینے کے لیئے بت کی آنکھوں سے نکالے تھے کہ یہ بت نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی کو نقصان"۔ امام بخاری وغیرہ کا قول ہے کہ حضرت مجاشع کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پانے کا شرف حاصل ہے۔ صحیحین میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ ابو ساسان الرقاشی، حصین بن المنذر، یحییٰ بن اسحاق، ابو عثمان النہدی، کلیب بن شہاب اور عبدالملک بن عمیر وغیرہ نے آپ سے احادیث کی روایت کی ہے۔ مزید حالات کے لیئے الاصابہ لابن حجر، الاستیعاب للقرطبی اور تقریب التہذیب لابن حجر وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ [۳۴]

۱۳۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب العبشمی القرشی رضی اللہ عنہ :۔ امام بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کے متعلق صحبت نبوی پانے کی صراحت کی ہے۔ آپ نے یوم الفتح کو اسلام قبول کیا اور غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

[۳۴] تقریب التہذیب لابن حجر ۲/۲۲۹، الاصابہ ۳/۳۴۲، الاستیعاب ۳/۴۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وسلم کے ساتھ شریک جہاد ہوئے تھے۔ یہ وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھوں نے عہدِ عثمانی میں سجستان، زابلستان، رخج، کابل، داور، سندھ اور مکران کی بعض مہمات میں مجاہدانہ سرگرمیاں دکھائی تھیں۔ ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ: "عبداللہ بن عامر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کو سجستان، خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں کے لیئے امیر مقرر کیا تھا۔ ان مہموں میں آپ کے ساتھ حسن بن ابی الحسن، مہلب بن ابی صفرہ اور قطری ابن الفجاءۃ وغیرہ شریک تھے۔ یہ علاقے آپ کی سرکردگی میں فتح سے ہمکنار ہوئے۔" آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں عبداللہ بن عباس، قتاب بن عمیر، حصان بن کاہل، سعید بن المسیب، محمد بن سیرین، حسن بصری، ابولبید اور عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ وغیرہ جیسے نامور تابعین شامل ہیں۔ آپ کے تفصیلی حالات التاریخ الکبیر للبخاری، الطبقات الکبرٰی لابن سعد، الاصابہ لابن حجر اور الاستیعاب للقرطبی وغیرہ میں مذکور ہیں۔[۳۵]

۱۴۔ **حضرت سنان بن سلمہ بن المحبّق الھذلی رضی اللہ عنہ**:۔ حضرت سنان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رؤیت کا شرف حاصل ہے، مگر سماع کا نہیں ہے۔ آپ نے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور اپنے والد سلمہ بن المحبّق سے مرسل احادیث روایت کی ہیں۔ عجلی نے انھیں "بصرہ کا ثقہ تابعی" بتایا ہے۔ پہلی بار سنہ ۴۲ھ میں بسلسلۂ جہاد بلاد سندھ تشریف لائے۔ پھر جب امیر معاویہ نے انھیں زیاد کے پاس ہندوستان کی فتوحات میں شرکت کے لیئے بھیجا تو زیاد نے حضرت سنان بن سلمہ کو سنہ ۵۰ھ میں ہندوستان کی

---

۳۵ الاصابہ ۲/۳۹۳، الاستیعاب ۲/۳۱۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مہمات کے لیئے امیر بنا کر بھیجا۔ آپ نے سندھ کے علاقہ میں بہت سی فتوحات کیں۔ سلمہ بن جنادہ، معاذ بن سعوہ اور ابو عبد الصمد حبیب نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ حضرت سنان سے قتادہ کی حدیث مدلّس ہیں۔ ابن شاہین نے سلمہ بن جنادہ عنہ کی روایت سے ان کی حدیثیں وارد کی ہیں۔ حضرت سنان کا انتقال حجاج کی امارت کے اواخر میں ہوا تھا۔ ترجمہ کی مزید تفصیلات کے لیئے تقریب التہذیب لابن حجر، تہذیب التہذیب لابن حجر، معرفۃ الثقات للعجلی، التحفۃ اللطیفہ للسخاوی، الاصابہ لابن حجر اور الاستیعاب للقرطبی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔ ۳۶ھ

۱۵۔ حضرت منذر بن جارود العبدی رض: ۔ ہندوستان کی فتوحات کے سلسلہ میں حضرت منذر کو "ثغر قندابیل" یعنی موجودہ "گنداوا" اور بلوچستان کے علاقوں کا امیر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی سال آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہو کر ارضِ ہند کو ایک صحابیٔ رسول کی امین ہونے کا شرف بخشا۔ ملاحظہ فرمائیں: الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر اور الاستیعاب للقرطبی وغیرہ۔ ۳۷ھ

۱۶۔ حضرت عمرو بن عثمان بن سعد التیمی رض: ۔ آپ سندھ و مکران کی فتوحات کے سلسلہ میں ہندوستان تشریف لائے تھے۔ آپ کے تفصیلی حالات الاصابہ لابن حجر، اور الاستیعاب للقرطبی مالکی وغیرہ میں مذکور

۳۶ھ تقریب التہذیب لابن حجر ۱/۳۳۴، الاصابہ لابن حجر ۲/۱۳۰، التحفۃ اللطیفہ للسخاوی ۲/۱۹۵، تہذیب التہذیب لابن حجر ۴/۲۴۱، معرفۃ الثقات للعجلی ۱/۴۳۸، الاستیعاب للقرطبی ۲/۸۰۔

۳۷ھ الاصابہ ۳/۴۳۹، الاستیعاب ۳/۴۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ ۳۸ھ

۱۷۔ حضرت خریت بن راشد الناجی رضؓ: ۔ آپ کو عبداللہ بن عامر نے سندھ، مکران اور بلادِ فارس کی فتوحات و امارت کے لیئے مامور کیا تھا۔ آپ کے تفصیلی حالات الاصابہ لابن حجر اور الاستیعاب للقرطبی وغیرہ میں درج ہیں۔ ۳۹ھ

۱۸۔ حضرت تمیم الداری رضؓ: ۔ آپ ۹ھ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ کے متعلق ایک زبان زد روایت یہ ہے کہ آپ جنوبی ہند میں فتوحات کے پیشِ نظر نہیں بلکہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کی غرض سے تشریف لائے تھے اور وہیں انتقال فرمایا۔ مدراس کے نواحی ساحل "کوڈلم" پر آج بھی ان کی قبر ان کے درود مسعود کی شہادت دینے کے لیئے موجود ہے۔ بعض لوگ حضرت تمیم الداری کو صحابئ رسول اور بعض تابعی بتاتے ہیں۔ مولانا قاضی اطہر مبارک پوری صاحب نے حضرت تمیم الداری کو صحابئ رسول کی حیثیت سے شمار کیا ہے۔ ۴۰ھ لیکن کتب اسماء الصحابہ میں ان بزرگ کا ترجمہ راقم کو کہیں نہ مل سکا۔ البتہ ایک اور مشہور صحابئ رسول، جن کا نام بھی حضرت تمیم الداری ہے، کے متعلق متداول کتب میں مذکور ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد بیت المقدس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ جامع ترمذی وغیرہ میں ان کی مرویات موجود ہیں۔ ان کے ترجمہ کے لیئے تقریب التہذیب لابن حجر، الاصابہ لابن حجر اور الاستیعاب للقرطبی وغیرہ

۳۸ھ الاصابہ ۳/۷، الاستیعاب ۲/۴۹۱۔ ۳۹ھ الاصابہ ۱/۴۲۳، الاستیعاب ۱/۴۵۲۔۴۵۴۔ ۴۰ھ خلافت راشدہ اور ہندوستان ص۴۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مطالعہ مفید ہوگا۔ [۱۴۱]

واضح رہے کہ سرزمین سندھ و ہند کو شرف قدم بوسی بخشنے والے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعداد ان سے کہیں زیادہ ہے جیساکہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ پھر جن صحابہ کرام نے مکران، قصہرج، جیال پایہ، دیبل، بلوچستان، سندھ، گندا، زابلستان، رخج، کابل، دادر، سجستان اور کرمان وغیرہ کی متعدد بار ہونے والی فتوحات میں حصہ لیا ان کے تلامذہ یعنی تابعین اور تبع تابعین کی ایک کثیر تعداد بھی ان کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائی، جن سب کا تذکرہ اس مختصر مضمون میں تو ممکن نہیں، البتہ ان میں سے چند مشہور تابعین کا ذکر خیر ذیل میں پیش خدمت ہے

ہندوستان تشریف لانے والے تابعین کرام

۱۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ مشہور تابعی سعد بن ہشام بن عامر انصاری المدنی رح تھے جو رشتہ میں حضرت انس بن مالک کے چچازاد بھائی تھے۔ سعد بن ہشام کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رض، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ہشام بن عامر انصاری وغیرہ جیسے جلیل القدر اصحاب رسول سے سماع حدیث کا شرف حاصل تھا۔ جن حضرات نے آپ کے حلقۂ درس حدیث میں شمولیت کی ان میں حسن بصری، حمید بن ہلال، زرارہ بن ابی اوفیٰ اور حمید بن عبدالرحمٰن وغیرہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

---

[۱۴۱] الاصابہ ۱/۱۶۱، الاستیعاب ۱/۱۸۶، تقریب التہذیب ۱/۱۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حجر عسقلانی ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ : "ثقہ تھے اور محدثین کے طبقہ سوم سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے ارضِ ہندوستان میں شہادت پائی تھی" [۴۲] ایک روایت میں یہ صراحت بھی ہے کہ : "سعد بن ہشام نے سرزمین ہند میں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں شہادت پائی تھی"۔ امام ابن حبان بیان کرتے ہیں کہ : "آں رحمہ اللہ نے ارض مکران میں دوران غزوہ جامِ شہادت نوش فرمایا تھا"۔ امام بخاری نے بھی اپنی "التاریخ الکبیر" میں سعد بن ہشام کے متعلق لکھا ہے : "قتل فی أرض مکران علی أحسن حالہ۔" یعنی وہ اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ مکران میں شہید کئے گئے۔ تفصیلی ترجمہ کے لئے الثقات لابن حبان ، التاریخ الکبیر للبخاری اور تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی کی جانب مراجعت مفید ہوگی۔

۲۔ **مہلب بن ابی صفرہؒ** :۔ حضرت امیر معاویہ کے عہد خلافت یعنی ۴۴ھ میں آپ نے سجستان، خراسان اور کابل کے معرکوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ العبشمیؓ کے ساتھ مجاہدانہ شرکت کی تھی۔ بلاذری کا قول ہے کہ : "مہلب بن ابی صفرہ نے ۴۴ھ میں ہندوستان کی سرحد پر حملہ کیا اور بنہ اور لاہور تک پہنچا جو ملتان اور کابل کے درمیان ہیں"۔ میاں اخلاق احمد (ایم۔ اے) بیان کرتے ہیں کہ : "حضرت امیر معاویہ کے زمانے میں مہلب بن مغیرہ کی فوجوں نے کابل اور ملتان کے درمیان بعض علاقوں کو فتح کیا اور یہاں کے لوگوں کو اسلام سے روشناس کرایا" [۴۳] امام ابن حجر عسقلانی بیان فرماتے ہیں : "ثقات امراء میں سے تھے۔ جنگی

---

[۴۲] تقریب التہذیب ۱/۲۸۹۔ [۴۳] دو تدیم صوفی، مرتبہ میاں اخلاق احمد ص ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکنیک سے بخوبی واقف تھے۔ لہذا آپ کے دشمنوں نے آپ پر کذب کا بہتان لگایا ہے۔ آپ کا تعلق تابعین کے طبقہ دوم سے ہے۔ آپ سے مرسل روایت مروی ہیں"۔ [۴۴]

۳۔ **قطری بن الفجاءۃ رحمہ اللہ**:۔ آپ کو بھی سجستان، خراسان اور کابل کی فتوحات میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ العبشمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکت کا شرف حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر عسقلانی وغیرہ۔ [۴۵]

۴۔ **الحسن بن ابی الحسن البصری رحمہ اللہ**:۔ آپ کا شمار ساداتِ تابعین میں ہوتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آپ نے بچشم خود دیکھا اور ان کے خطبہ کو سنا تھا۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے دیکھا تھا مگر ان سے آپ کا سماع ثابت نہیں ہے۔ احادیث کی روایت میں بکثرت ارسال و تدلیس سے کام لیتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ العبشمی کے ساتھ آپ نے سجستان، خراسان اور کابل وغیرہ کی جنگوں میں ۴۴ھ میں بغرض جہاد شرکت کی تھی۔ تفصیلی حالات کے لئے جامع التحصیل للعلائی، الاصابہ لابن حجر، تہذیب الکمال للمزی، تقریب التہذیب لابن حجر، تعریف اہل التقدیس لابن حجر، معرفۃ الثقات للعجلی، تہذیب التہذیب لابن حجر، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم، تاریخ یحییٰ بن معین، التاریخ الکبیر للبخاری، العلل لابن المدینی، ہدی الساری لابن حجر، فتح الباری لابن حجر، تذکرۃ الحفاظ للذہبی، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری، سنن الدارقطنی، المستدرک للحاکم، السنن الکبریٰ للبیہقی اور

---

[۴۴] تقریب التہذیب ۲/ ۲۸۰۔

[۴۵] الاصابہ لابن حجر ۱/ ۹۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصب الرایہ للزیلعی وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔[۴۶]

۵۔ راشد بن عمرو بن قیس الازدی رحمہ اللہ:۔ یہ مشہور تابعی بھی بلاد سندھ و ہند کے بعض معرکوں میں شریک رہے ہیں۔ آپ نے حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ہرمز بھی فتح کیا تھا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ: "اہالیان سندھ کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کے لیے راشد بن عمرو الازدی نے بہت جد و جہد کی تھی۔ علاقۂ سندھ کے ہی ایک جہاد میں آں رحمہ اللہ نے شہادت پائی تھی"۔

۴۶؎ جامع التحصیل للعلائی ص۱۳۵، الاصابہ لابن حجر ۱/۱۹۱، تہذیب الکمال للمزی ۱/۲۵۵، ۲۵۹، تقریب التہذیب لابن حجر ۱/۱۶۵، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۱/۷۱، تعریف اہل التقدیس لابن حجر ص۵۶، معرفۃ الثقات للعجلی ۱/۲۹۳، تہذیب التہذیب لابن حجر ۲/۲۶۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۳/۴۰۔۴۲، تاریخ یحییٰ بن معین ۴/۲۲۹، التاریخ الکبیر للبخاری ۲/۲۹۰، العلل لابن المدینی ص۵۱، ۵۳، ہدی الساری لابن حجر ص۳۶۷، فتح الباری لابن حجر ۱/۱۰۹؛ ۲/۲۶۸؛ ۴/۴۱۹؛ ۵/۸۹، ۲۴۱، ۳۰۷؛ ۶/۴۳۷؛ ۹/۲۲۲، ۳۸۲، ۴۰۳؛ ۱۰/۲۷۷؛ ۱۱/۶۹؛ ۱۲/۸۰؛ ۱۳/۶۶، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ۱/۵۳۵، ۵۳۷، ۵۳۸؛ ۴/۴۳۶، ۵۲۰، ۶۸۶؛ ۶/۵۹۱؛ ۷/۱۱۱، ۲۹۷، ۴۸۳؛ ۸/۱۹۹؛ ۹/۱۸۷، نصب الرایہ للزیلعی ۱/۲۰، ۴۸، ۵۱، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۱۷۲، ۲۰۵، ۲۸۲؛ ۲/۹۲، ۱۲۶، ۱۵۹، ۴۱۹، ۴۷۶؛ ۳/۲۲۱، ۳۸۶؛ ۴/۳۹، ۴۸، ۱۴۳، ۱۶۷، ۲۷۰، ۳۱۳، سنن الدارقطنی ۱/۱۰۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۱۶۸؛ ۵/۲۸۸، ۳۱۳؛ ۶/۴۲؛ ۸/۳۵؛ ۱۰/۷۰، ۸۰، المستدرک للحاکم ۱/۱۷۶، ۲۱۵، ۲۷۴؛ ۲/۳۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ **حارث بن مرہ العبدیؒ** :۔ تابعین کی اس جماعت کے ایک اور بزرگ حارث بن مرہ العبدی تھے جو حضرت علی کے شاگرد اور معاونِ خاص بھی تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ عبد القیس سے تھا۔ ۳۷ھ میں جنگ صفین کے موقع پر حضرت علی کی فوج کے میسرہ پر آپ ہی مقرر تھے۔ ۳۸ھ میں حضرت علی کے حکم سے حدود ہند میں داخل ہوئے اور وہاں اپنی فیاضی، وسعتِ علم اور شجاعت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ ایک روایت کے مطابق "حارث بن مرہ العبدی نے حضرت امیر معاویہ کے عہد خلافت میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ معرکۂ قلات میں شہادت پائی۔" آپ کبارِ صحابہ سے ملے تھے اور ان سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ: "مدرک صحابہ میں سے تھے"

تابعین کرام میں سے بعض بزرگ حضرت امیر معاویہ کے عہد خلافت میں اس وقت ہندوستان تشریف لائے تھے جب ۴۴ھ میں مسلمان افواج ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں پر حملہ آور ہوئیں۔ امیر معاویہ کے عہد میں معرکۂ ہندوستان کے متعلق امام ابن کثیر فرماتے ہیں: "وقد غزا المسلمون الهند في أيام معاوية سنة ٤٤هـ"[۴۷] خیر القرون کے ان مسلمانوں کے پیشِ نظر ہندوستان پر لشکر کشی کا مقصد جہاں اعلائے کلمۃ اللہ کا جذبہ تھا وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فریضۂ جہاد فی سبیل اللہ، بالخصوص غزوۂ ہند کے بارے میں وارد مندرجہ ذیل احادیث بھی زبردست محرک تھیں:

۱۔ عن أبي هريرة قال:	"حضرت ابو ہریرہ سے مروی
وعدنا رسول الله ﷺ	ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۷ھ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۶/۲۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی الله علیه وسلم غزوة الهند فإن أدركتها أنفق فيها نفسي ومالي، فإن أقتل كنت من أفضل الشهداء، وإن أرجع فأنا أبو هريرة المحرر[48]

نے ہم سے ہندوستان میں غزوہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اگر میں اس میں شریک ہوا تو اس میں اپنی جان و مال خرچ کروں گا، اگر مارا گیا تو بہترین شہید ہوں گا اور اگر زندہ واپس آگیا تو جہنم سے آزاد ابوہریرہ رہوں گا۔"

(نوٹ :۔ حضرت ابوہریرہ کی ایک دوسری روایت میں "فإن أقتل كنت من أفضل الشهداء، وإن أرجع" الخ کے بجائے" وإن قتلت كنت أفضل الشهداء، فإن رجعت" الخ کے الفاظ مروی ہیں[49]۔)

۲۔ عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "عصابتان من أمتي حرزهما الله من النار، عصابة تغزو الهند وعصابة تكون

" ثوبان مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے میری امت کے دو گروہوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھا ہے، ایک وہ گروہ جو ہندوستان میں جہاد کرے گا اور دوسرا وہ

---

[48] سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ ۲/ ۵۶، وکذا فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۹/ ۹۵، سبحۃ المرجان از غلام علی آزاد ص۲۱، خلافت راشدہ اور ہندوستان للقاضی اطہر مبارکپوری ص۳۶۔ [49] سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ ۲/ ۵۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مع عیسی بن مریم علیہما السلام"۔ [۵۰]

گروہ جو حضرت عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ رہے گا۔"

حضرت ثوبان سے مروی ایک دوسری حدیث میں "حرزھما" کے بجائے "أحرزھما" کے الفاظ وارد ہیں۔ اس کی تخریج امام طبرانی نے "المعجم الاوسط" میں کی ہے مگر طبرانی کی اسناد روایت میں تابعی کا نام ساقط ہے جو بظاہر راشد بن سعد ہے۔ "اسناد کے بقیہ رجال ثقات ہیں" جیسا کہ علامہ ہیثمی نے "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" میں تصریح فرمائی ہے [۵۱]۔

خلافت راشدہ اور اموی دور حکومت میں اقلیم ہند پر جن عسکری کوششوں کی ابتدا ہوئی تھی وہ اگرچہ بہت منظم اور وسیع پیمانہ پر نہ تھیں مگر ان کا سلسلہ برابر جاری رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (۶۳۲ء) کے تقریباً اسی سال بعد ۹۳-۹۴ھ (بمطابق ۷۱۲ء) میں محمد بن قاسم نے علاقۂ سندھ پر ایک زبردست اور کامیاب حملہ کیا۔ مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ:

"محمد بن قاسم نواحی سیستان سے سندھ میں داخل ہوا۔ دیبل، بہمنو (بہمن آباد) اور مولستان (ملتان) کو فتح کرتا ہوا شہر قنوج تک جا پہنچا۔ واپسی پر اس نے کشمیر کی حدود کو بھی پے سپر کیا تھا۔" محمد بن قاسم کے اس حملہ آور لشکر میں بے شمار تابعین، تبع تابعین، جلیل القدر محدثین، فضلاء اور اتقیاء شریک ہوئے تھے جن کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ آگے کیا جائے گا۔

انجمن خدام القرآن لاہور اور تنظیم اسلامی پاکستان کے مؤسس و امیر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اپنے مضمون "اسلام برصغیر پاک و

---

[۵۰] سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ ۲/۵۶۔ [۵۱] مجمع الزوائد للہیثمی ۵/۲۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند میں" میں محمد بن قاسم کے ہندوستان پر حملہ، اس کے پس منظر اور اثرات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"برصغیر پاک و ہند میں خورشید اسلام اولاً عین غرب یعنی مکران اور بلوچستان کے افق پر خلافت بنی امیہ کے زمانے میں اس وقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسّی برس بیت چکے تھے اور دور خلافت راشدہ کو ختم ہوئے بھی نصف صدی کے لگ بھگ عرصہ گزر چکا تھا اور اسلام کے صدر اول کا جوش و خروش کم ہوتے ہوتے تقریباً معدوم کے حکم میں داخل ہو چکا تھا۔ چنانچہ سرزمین ہند پر "باب الاسلام" سندھ کے راستے اسلام کا یہ درودِ اوّل بھی کسی مثبت تبلیغی جذبے یا احساس فرض کا مرہون منت نہ تھا بلکہ ایک وقتی اور فوری اشتعال کا نتیجہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت اسلام کی کرنیں موجودہ پاکستان کے بھی صرف نصف جنوبی کو منور کر کے رہ گئیں اور اس مد میں بھی جزر کے آثار فوراً ہی شروع ہو گئے اور برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی یہ آمد اوّلین نہایت محدود بھی رہی اور حد درجہ عارضی بھی۔ گویا سرزمین ہند دورِ نبوی اور عہدِ خلافت علی منہاج النبوۃ کی برکات سے تو مطلقاً محروم ہی رہی جس میں ایمان اور یقین کا کیف و سرور اور جہاد و قتال کا جوش و خروش باہم شیر و شکر تھے اور جہاد کی اصل غرض و غایت فریضہ شہادت علی الناس کی ادائیگی کا جذبہ تھا یا حصول مرتبہ شہادت کا ذوق و شوق نہ کہ ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اسباب عیش کی حرص ۔ مزید محرومی یہ رہی کہ اس خالص
عربی الاصل اسلام کے اثرات سے متمتع ہونے کا موقع بھی بہت
ہی کم ملا جس میں دین و دنیا کی وحدت و یگانگت ابھی اس حد
تک باقی تھی کہ رات کے راہب ہی دن کے شہسوار ہوتے تھے"[۵۰]

ڈاکٹر صاحب کا یہ اقتباس اغلاط کا ایک مجموعہ ہے ۔ اس میں کئی تاریخی حقائق اور وقائع کو مسخ کر کے پیش کیا گیا ہے ۔ مثال کے طور پر " برصغیر پاک و ہند میں خورشید اسلام اولاً ..... اس وقت طلوع ہوا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر اسی برس بیت چکے تھے اور دور خلافت راشدہ ..... عرصہ گزر چکا تھا " حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خورشید اسلام کی کرنوں نے ۱۵ھ میں ہی ہندوستان کے بعض علاقوں کو منور کرنا شروع کر دیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ۔ اقتباس بالا کی دوسری خلاف واقعہ بات یہ ہے کہ " اسلام کے صدر اول کا جوش و خروش ... داخل ہو چکا تھا " یہ سچ ہے کہ ان مجاہدوں میں صدر اوّل یعنی صحابہ کرام جیسا جوش و خروش اور اسلامی جذبہ و ایثار موجود نہ ہو گا لیکن پھر بھی ان مجاہدین میں تابعین ، تبع تابعین و محدثین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جن کے اخلاص و جذبہ و ایثار پر اس حد تک شک کرنا کہ " معدوم کے حکم میں داخل " سمجھا جانے لگے کسی طرح روا نہیں ہے ۔ اقتباس کا اگلا جملہ بھی نہایت قابل اعتراض ہے کیوں کہ سندھ کے راجہ داہر کی مملکت پر محمد بن قاسم کا حملہ صرف " ایک فوری اشتعال کا نتیجہ " نہ تھا بلکہ اس کے پس پشت بھی اشاعت و تبلیغ اسلام کا جذبہ ، " غزوۂ ہند " میں شریک ہو کر " افضل الشہداء " اور " احراز من النار " والی نبوی بشارتیں

---

۵۰ ماہنامہ حکمت قرآن لاہور جلد ۹ عدد شمارہ ۲ ص ۳۷ مجریہ ماہ فروری ۱۹۸۹ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار فرما تھیں۔ لہٰذا اس عظیم اسلامی فتح کے متعلق یہ سوئے ظن رکھنا کہ یہ لشکر کشی محض "ملک گیری و کشور کشائی کی ہوس یا مال غنیمت و اسباب عیش کی حرص" کے زیر اثر عمل میں آئی تھی ایک بڑی جسارت ہے۔ تاریخ پر گہری بصیرت رکھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ فاتح سندھ محمد بن قاسم کے حملہ نے "موجودہ پاکستان کے صرف نصف جنوبی" حصہ کو ہی اسلام کے زیر نگیں نہیں کیا تھا بلکہ سندھ کے علاوہ صوبہ پنجاب کے ایک وسیع علاقے کو بھی فتح کیا تھا پھر "برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی یہ آمد" شمال مغربی علاقوں تک "محدود" ضرور رہی ہے لیکن "عارضی" ہرگز نہ تھی۔ چنانچہ اہالیان ہند کو "اس خالص عربی الاصل اسلام کے اثرات" و فیوض و برکات سے "متمتع ہونے کا موقع" ایک طویل زمانہ تک میسر رہا۔ یہ بھی حق اور واقعہ ہے کہ محمد بن قاسم کے ہندوستان پر حملہ نے اشاعت و تبلیغ اسلام کے کام کو بہت تقویت پہنچائی تھی۔ سندھ و پنجاب کے اکثر شہروں میں درس قرآن و حدیث کے عظیم مراکز و مدارس قائم ہوئے جن میں مسانید درس پر دہ جلیل القدر تابعین و تبع تابعین جلوہ افروز ہوئے جنہوں نے معرکۂ ہند میں محمد بن قاسم کے ساتھ بالفعل شرکت کی تھی، چنانچہ مشہور مؤرخ بلاذری اور سندھ کی قدیم ترین عربی تاریخ "چچ نامہ" کے مؤلف بیان کرتے ہیں:

"محمد بن قاسم نے ۹۳-۹۴ھ میں ہندوستان کے دو مشہور علاقوں یعنی سندھ و پنجاب کو فتح کیا اور وہاں موسیٰ بن یعقوب الثقفی کو باقاعدہ درس حدیث پر مقرر فرمایا۔"

۸۔ ایک اور تابعی، جو محمد بن قاسم کے ساتھ ایک فوجی کی حیثیت سے وارد ہند ہوئے، جہاد سندھ میں حصہ لیا اور ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و تبلیغ کرتے رہے، کا نام ابو شیبہ یوسف بن ابراہیم التیمی الجوہری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ آں رحمہ اللہ کو حضرت انس بن مالک سے سماع حدیث کا شرف حاصل تھا۔ ابو شیبہ کے درس حدیث میں عمرو بن سلیمان، قرہ بن عیسیٰ، عبدالرحمٰن بن حسن، عقبہ بن خالد اور مسلم بن عقبہ جیسے عظیم محدثین اور تبع تابعین نے شرکت کی اور اپنے شیخ سے حدیث کی روایت کی۔ ابو شیبہ کے تفصیلی حالات کے لیے میزان الاعتدال للذہبی، تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی [۵۳]

۹۔ ایک اور نامور تابعی، جنہوں نے جہاد ہند میں شرکت کی اور معرکۂ سندھ میں محمد بن قاسم کے دست دباز و بنے، کا اسم گرامی زیاد بن الحواری العبدی تھا۔ بعض مؤرخین نے ان کا نام زید بن الحواری العبدی اور بعض نے حواری بن زیاد العبدی بھی لکھا ہے۔ محمد بن قاسم نے جس قافلہ کے ہمراہ راجہ داہر کا سر عراق بھیجا تھا اس قافلہ میں زیاد بن الحواری بھی شریک تھے۔ آپ وہ جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن عمر سے حدیث کی روایت کی ہے۔ ابو بشر جعفر، اعمش، عبدالملک بن عمیر، سبیعی، محمد بن فضل بن عطیہ، سلام الطویل اور ایوب بن موسیٰ جیسے کبار محدثین نے آپ سے علم حدیث پڑھا تھا۔ امام ابن حبان نے آپ کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔ سندھ کے مبلغین حدیث میں آپ کا بھی شمار ہوتا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے الثقات لابن حبان اور میزان الاعتدال للذہبی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں [۵۴]

۱۰۔ انہی تابعین میں ایک نامور تابعی زائدہ بن عمیر الطائی الکوفی بھی تھے۔

---

[۵۳] میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی ۴/۴۶۱، تقریب التہذیب لابن حجر ۲/۷۰، ۳؛ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ۴/۳۴۰۔ [۵۴] میزان الاعتدال للذہبی ۱/۶۲۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں رحمہ اللہ کو حضرات عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، ابوہریرہ اور نعمان بن بشیر جیسے اکابر صحابہ سے شرف تلمذ حاصل رہا ہے۔ آپ سے حدیث کی روایت کرنے والوں میں محدث ابواسحٰق السبیعی، یونس ابن ابی اسحٰق اور شعبہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ ابن سعد نے آپ کو "طبقہ ثالثہ" کے تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن حبان نے آپ کو کتاب "الثقات" میں اور عجلی نے "معرفۃ الثقات" میں ذکر کیا ہے۔ زائدہ بن عمیر الطائی بھی فتح سندھ کے موقع پر محمد بن قاسم کے ہم رکاب ہو کر ہندوستان تشریف لائے اور ملتان کی طرف پیش قدمی کے وقت اسلامی لشکر میں شریک تھے۔ سندھ کے نومسلموں میں اسلامی احکام کی تعلیم و اشاعت کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی۔ زائدہ بن عمیر کے تفصیلی ترجمہ کے لیے معرفۃ الثقات للعجلی، الجرح والتعدیل لابن أبی حاتم، التاریخ الکبیر للبخاری اور الثقات لابن حبان وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔[۵۵]

۱۱۔ انہی خوش نصیب تابعین میں ایک تابعی ابوقیس زیاد بن رباح القیسی البصری بھی تھے جنہوں نے محمد بن قاسم کے دوش بدوش جہاد سندھ میں شرکت کی اور نہایت دلیری و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ صاحب "چچ نامہ" بیان کرتے ہیں:

> "محمد بن قاسم نے راجہ داہر کا سر اور جہاد سندھ میں تمام حاصل شدہ مال غنیمت جن دو سپاہیوں کی حفاظت

---

۵۵ معرفۃ الثقات للعجلی ۱/۳۶۶، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۳/۶۱۳، التاریخ الکبیر للبخاری ۳/۴۳۱، الثقات لابن حبان ۴/۲۶۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عراق بھیجا تھا، ابو قیس اس حفاظتی دستہ کے امیر تھے"۔ الخ

ابو قیس نے حضرت ابو ہریرہ وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا۔ حسن بصری وغیرہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ امام ابن حبان، عجلی اور ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے آں رحمہ اللہ کو حدیث کی روایت میں ثقہ قرار دیا ہے۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: "آپ محدثین کے طبقہ ثالثہ سے تعلق رکھتے تھے۔" آپ کی مرویات سنن نسائی، صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ میں وارد ہیں۔ جہادِ سندھ کے دوران ابو قیس نے تبلیغ اور درس حدیث کا سلسلہ برابر جاری رکھا تھا۔ تفصیلی ترجمہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں معرفۃ الثقات للعجلی، تقریب التہذیب لابن حجر، تہذیب التہذیب لابن حجر اور التحفۃ اللطیفہ فی تاریخ المدینۃ الشریفہ للسخاوی وغیرہ[56]

پس واضح ہوا کہ اس پاک باز گروہ کا ہر فرد نہیں تو کم از کم بیشتر افراد اپنے عمل و کردار سے علم حدیث کے مبلغ ضرور تھے خواہ انہوں نے باقاعدہ مسندِ درس نہ سنبھالی ہو۔ ان کی زندگی کے ہر ہر گوشہ میں اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی اشاعت کا داعیہ موجزن تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں سے متأثر ہو کر اہالیانِ ہند میں سے بہت سے غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے اور اللہ و رسول کے حلقۂ اطاعت میں شامل ہو گئے۔

جب ان اعلیٰ صفات بزرگوں کے علم و فضل بے کراں سے اسلام

---

56 معرفۃ الثقات للعجلی ۱/۲۷۳، تقریب التہذیب لابن حجر ۱/۲۶۷، تہذیب التہذیب لابن حجر ۳/۳۶۶، التحفۃ اللطیفہ للسخاوی ۲/۸۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نابلد اللہ کی مخلوق جوق در جوق مسلمان ہونے لگی تو اس اہم و مبارک کام کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اس دور سعید کے دوسرے علمائے حدیث کو یہ شوق و ولولہ پیدا ہوا کہ بلاد عرب سے اقلیم ہند کی طویل اور پرصعوبت مسافت طے کر کے ہندوستان جائیں اور وہاں دین اسلام کی اشاعت میں پوری یکسوئی کے ساتھ منہمک و مصروف ہو سکیں ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ محمد بن قاسم کے حملہ کے بعد بھی متعدد جلیل القدر تابعین و تبع تابعین سرزمین ہند پر جلوہ افروز ہوتے رہے ، مثال کے طور پر :

۱۲ ۔ یزید بن ابو کبشہ الشامیؒ :۔ جن کے والد کا نام "حیویل" تھا ، ایک مشہور تابعی تھے ۔ آپ حجاج کے زمانہ میں امیر جنگ کے عہدہ پر فائز تھے ۔ حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ولید بن عبد الملک نے انھیں بصرہ کے منصب ولایت پر متعین کر دیا تھا ۔ امام ابن حجر عسقلانی بیان کرتے ہیں کہ : "یزید بن کبشہ سلیمان بن عبد الملک کے عہد میں سندھ کے والی خراج تھے اور انہی کے عہد خلافت میں آپ نے وفات پائی تھی"۔ [۵۷] مملکت کے فوجی و انتظامی امور میں سربراہی کے علاوہ آپ وقت کے ایک بلند پایہ محدث بھی تھے ۔ آپ نے شرجیل بن اوس اور حضرت ابو الدرداء وغیرہ سے روایت حدیث کی سعادت پائی تھی ۔ ابو بشر، حکم بن عتبہ، معاویہ بن قرہ اور ابراہیم ابن عبد الرحمٰن وغیرہ نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں ۔ امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں ، امام حاکم نے اپنی "المستدرک علی الصحیحین" میں اور امام محمد بن حسن نے کتاب "الآثار" میں ان کی مرویات کی تخریج کی ہے ۔ یزید بن

---

۵۷ صحیح بخاری مع فتح الباری ۶/۱۳۶ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوکبشہ حالت سفر میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ امام بخاری نے اپنی "صحیح" میں ان کے متعلق ایک روایت یوں وارد کی ہے: "فکان یزید یصوم فی السفر"[۵۸] مگر ہشیم عن العوام بن حوشب کی روایت، جس کی تخریج اسماعیلی نے کی ہے، میں یہ الفاظ مروی ہیں: "وکان یزید بن أبی کبشة یصوم الدھر" یعنی یزید بن أبی کبشہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔

۹۶ھ میں یزید بن ابوکبشہ بغرض تبلیغ سندھ تشریف لائے لیکن یہاں آنے کے کچھ دن بعد ہی انتقال فرما گئے تھے۔ مزید تفصیلی حالات کے لیے الثقات لابن حبان، التاریخ الکبیر للبخاری اور فتح الباری لابن حجر عسقلانی وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۳۔ اسی دور کے ایک تابعی موسیٰ السیلانی تھے جو سندھ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے حضرت انس بن مالک سے حدیث کی سماعت کی تھی اور سندھ کے علاقہ میں ہی علم حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ حضرت انس بن مالک سے موسیٰ السیلانی کی ملاقات کا ذکر حافظ ابن الصلاح نے اپنے مقدمہ میں اس طرح کیا ہے:

"وروینا عن شعبة عن موسیٰ السیلانی وأثنی علیه خیرا قال: أتیت أنس بن مالك فقلت: هل بقي من أصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم أحد غیرك؟ قال: بقي ناس من الأعراب قد رأوه فأما من صحبه فلا. إسناده جید، حدث

---

[۵۸] صحیح البخاری مع فتح الباری ۶/۱۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

به مسلم بحضرة أبي زرعة". ۵۹؎

۱۴۔ ایک اور مشہور تابعی سعید بن اسلم بن زرعہ الکلابیؒ تھے جن کا تعلق قبیلہ بنی ربیعہ بن کلاب سے تھا۔ آپ نے اپنے موالی سے حدیث کی روایت کی ہے جو بنی غفار سے تعلق رکھنے والے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ درس حدیث بھی دیا ہے۔ بکیر بن اشج وغیرہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ ابن ماکولا وغیرہ کا قول ہے کہ سعید بن اسلم خراسان اور سندھ کے والی تھے۔ بعض کتب تاریخ میں مذکور ہے کہ آپ مکران کے بھی والی تھے اور وہیں آپ نے شہادت پائی تھی۔ جب تک آپ سرزمین مکران و سندھ پر مقیم رہے، درس حدیث کو اپنا اولین مقصد بنائے رکھا۔ مزید حالات کے لیے الثقات لابن حبان اور التاریخ الکبیر للبخاری وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۵۔ اسی کاروان مبلغین کے ایک اور بزرگ تابعی حضرت ابن اُسید ابن اُخنس الثقفیؒ تھے۔ آپ نے اپنے والد اُسید بن اخنس الثقفیؓ، اپنے چچا مغیرہ بن اخنسؓ اور بعض تابعین سے حدیث کی سماعت کی تھی۔ آپ اموی خلیفہ عبد الملک بن مروان کے عہد میں سندھ کے والی مقرر ہوئے تھے۔ آں رحمہ اللہ نے بھی سندھ کے علاقہ میں اشاعت حدیث کی بہت خدمت انجام دی ہے۔

۱۶۔ اشاعتِ اسلام کے کارواں میں شامل ایک اور بزرگ تابعی

۵۹؎ مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح للعراقی ص ۲۵۸۔ ۶۰؎ ترجمہ کے لیے الاصابہ فی تمیز الصحابہ لابن حجر ۳/ ۳۱۴ وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن بن ابوزید البیلمانی ؒ تھے۔ آپ کا شمار مشاہیر تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے کبار صحابہ میں سے حضرات عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عثمان ابن عفان، امیر معاویہ، سعید بن زید، عمرو بن اوس، عمرو بن عصبہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے نافع بن جبیر اور عبدالرحمٰن الاعرج وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ آپ کے درس حدیث سے فیضیاب ہونے والے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے زید بن اسلم، سماک بن فضل، ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن، خالد بن ابوعمران، یزید بن طلق اور آپ کے صاحبزادہ محمد بن عبدالرحمٰن البیلمانی نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ شیخین کے علاوہ دوسرے ائمہ حدیث مثلاً امام ترمذی اور امام نسائی وغیرہ نے آپ کی روایات کی تخریج کی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ: " آپ کبار شعراء میں سے تھے "۔

عبدالرحمٰن بن زید بیلمانی اصلاً یمن کے رہنے والے تھے اور حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں ایک غلام کی حیثیت سے مدینہ لائے گئے تھے۔ بعد میں آپ نے "بیلمان" نامی مقام پر مستقل سکونت اختیار کرلی تھی، اسی نسبت سے آپ کو بیلمانی کہا جانے لگا۔ "بیلمان" سندھ اور گجرات کے علاقہ کاٹھیاواڑ کے درمیان واقع ایک قصبہ ہے جس کا اصل نام "بھیلمان" ہے، عرب مؤرخین نے "بھیلمان" کی تعریب میں اس کو "بیلمان" کردیا ہے۔ بھیلمان کے گردونواح کو عبدالرحمٰن بن ابوزید نے ایک عرصہ دراز تک اپنے درس حدیث سے فیضیاب کیا۔ آں رحمہ اللہ کے ترجمہ کیلئے الثقات لابن حبان، فتح الباری لابن حجر، تقریب التہذیب لابن حجر، میزان الاعتدال للذہبی اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[1]

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں اتباع تابعین کا وجود اور ان کی علمی خدمات :۔

اب چند اتباع تابعین کے اسماء گرامی اور ان کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے :

۱۔ اس کاروان کے ایک بزرگ اسرائیل بن موسیٰ البصریؒ تھے۔ آپ ہندوستان میں علم حدیث کا درس دینے کی ہی غرض سے تشریف لائے اور ایک عرصہ دراز تک سندھ میں درس حدیث دیتے رہے۔ آپ کو امام حسن بصری، ابو حازم اور ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ حسین الجعفی اور یحییٰ القطان جیسے کبار محدثین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ صحیح بخاری، سنن ابوداود، جامع ترمذی اور سنن نسائی میں آپ کی مرویات موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے آپ کو محدثین کے طبقہ ششم کے ثقات میں شمار کیا ہے اور "نزیل الہند" کہا ہے مگر علامہ ذہبی نے مزید صراحت فرماتے ہوئے آپ کو "نزیل السند" لکھا ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجر، میزان الاعتدال للذہبی، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری اور فتح الباری لابن حجر عسقلانی وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[٦٢]

۲۔ اس جماعت کے دوسرے بزرگ ابو سلیمان ایوب بن یزید بن قیس بن زرارہ تھے۔ بعض لوگوں نے انہیں ابن ابی یزید بھی لکھا ہے۔ بعض مشہور

٥٥١/٢

٦١ فتح الباری لابن حجر ٢/ ٢٦٢، تقریب التہذیب لابن حجر ١/ ٤٤، میزان الاعتدال للذہبی، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ٢/ ١١٨۔ ٦٢ تقریب التہذیب لابن حجر ١/ ٦٤، میزان الاعتدال للذہبی ١/ ٢٠٨، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ٣/ ٢٤٣، فتح الباری لابن حجر ١٣/ ٦٥۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تابعین سے آپ کو حدیث کی سماعت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ایک عظیم المرتبت خطیب، ممتاز محدث اور ادیب تھے۔ فصاحت و بلاغت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ حجاج بن یوسف کے دور میں آپ نے ہندوستان کے بہت سے علاقوں بالخصوص پنجاب، سندھ اور مکران وغیرہ کی خوب سیاحت کی اور جہاں جہاں آپ نے قیام کیا وہاں کے لوگوں کو اپنے اخلاق و اعمال و کردار اور وسعت علم سے متاثر کیے بغیر نہ چھوڑا۔ ۸۲ھ میں حجاج بن یوسف نے آں رحمہ اللہ کو قتل کروا دیا تھا، فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابو سلیمان کے تفصیلی ترجمہ کے لیے میزان الاعتدال للذہبی، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[63]۔

۲۔ اسی قافلۂ محدثین کے ایک اور بزرگ جنہوں نے سرزمین ہند کو اپنے ورود سے سرفراز فرمایا ابو محمد رجاء بن السندیؒ تھے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے "تقریب التہذیب" میں انہیں ابو محمد رجاء "السندی[64]"، لکھا ہے مگر "تہذیب التہذیب" میں انہی بزرگ کا نام "ابو محمد رجاء بن السندی" لکھا ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے، واللہ اعلم۔ سندھ میں آکر مستقل سکونت اختیار کر لینے کے باعث ہی آپ "السندی" کہلائے۔ امام جوزجانی، ابو حاتم، امام احمد اور امام ابراہیم بن موسیٰ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔ علامہ ابن حجر نے آپ کو طبقہ دہم کے صدوق محدثین میں شمار کیا ہے۔ سرزمین سندھ میں آپ نے حدیث کی جو خدمت انجام دی اس کی تفاصیل کتب میں موجود ہیں۔

---

[63] میزان الاعتدال للذہبی ۱/۲۹۵، الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱/۱۳۴۔

[64] تقریب التہذیب۔ ۲: ۲ عسقلانی ۱/۲۴۸، تاریخ بغداد للخطیب ۱۳/۱۹۱، تأنیب الخطیب للکوثری ۹۲، التنکیل بما فی تأنیب الخطیب من الاباطیل للمعلمی الیمانی ۱/۲۵۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ اس سعید جماعت کے ایک بزرگ عبد الرحمٰن بن ابو زید بیلمانی کے فرزند محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی بھی تھے جنہوں نے اپنے والد کے بعد سندھ کی مسند درس سنبھالی تھی۔ آپ نے اپنے والد عبد الرحمٰن بن ابو زید سے حدیث کی سماعت کی تھی۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں صالح بن عبد الجبار الحضرمی اور محمد بن حارث الحارثی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی اپنے وقت کے ایک نامور محدث تھے۔ سنن ابن ماجہ اور سنن ابو داود میں آپ سے مروی احادیث موجود ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی نے آپ کو محدثین کے طبقہ ہفتم میں شمار کیا ہے۔ بعض ائمہ جرح و تعدیل نے آپ کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ مزید حالات زندگی کے لیئے میزان الاعتدال للذہبی، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم المجروحین لابن حبان، الکامل فی الضعفاء لابن عدی، تقریب التہذیب لابن حجر، الکشف الحثیث للحلبی، الضعفاء والمترو کین للنسائی، الضعفاء والمترو کین للدارقطنی، الضعفاء الکبیر للعقیلی، الضعفاء الصغیر للبخاری، التاریخ الکبیر للبخاری اور التاریخ الصغیر للبخاری وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[65]

۵۔ ہندوستان تشریف لانے والے ایک اور بزرگ محدث ربیع بن صبیح السعدی البصریؒ تھے۔ آپ خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں بغرض

---

[65] میزان الاعتدال للذہبی ۳/ ۶۱۷، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۳/ ۳۱۱، المجروحین لابن حبان ۲/ ۲۶۴، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ۶/ ۲۱۸۷، تقریب التہذیب لابن حجر ۲/ ۱۸۲، الکشف الحثیث للحلبی ص ۳۸۶، الضعفاء والمترو کون للنسائی ترجمہ ۵۲۶، الضعفاء والمترو کون للدارقطنی ترجمہ ۴۵۴، التاریخ الکبیر للبخاری ۱/ ۱۶۳، التاریخ الصغیر للبخاری ۲/ ۱۰۹، الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۳۲۹، الضعفاء الکبیر للعقیلی ۴/ ۱۰۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشاعت اسلام ہندوستان آئے اور مستقلاً یہیں بس گئے۔ رامہرمزی کا قول ہے کہ: "آپ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حدیث کے موضوع پر پہلی مبوب کتاب تصنیف فرمائی تھی"۔ آپ کو امام حسن بصریؒ، مجاہد اور یزید الرقاشی وغیرہ سے سماعت حدیث کا شرف حاصل تھا۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والوں میں ابن مہدی، عاصم بن علی، آدم اور علی بن الجعد جیسے کبار محدثین شامل ہیں۔ امام بخاری نے معلقاً اور امام ترمذی و ابن ماجہ نے آپ سے مروی احادیث کو قبول کیا ہے۔ شعبہ کا قول ہے کہ: "آپ سادات المسلمین میں سے تھے"۔ امام ابن حجر عسقلانی نے انہیں محدثین کے طبقہ سابعہ میں شمار کیا ہے۔

اگرچہ ہندوستان میں آپ کی آمد کا مقصد درس و تدریس تھا لیکن آپ نے یہاں غزوۂ ہند (فتح اربد) میں باقاعدہ شرکت کی تھی۔ چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں: "کان رجلاً غزاء"۔ آپ نے ۱۶۰ھ میں انتقال فرمایا اور سندھ ہی میں مدفون ہوئے۔ مزید تفصیلات کے لئے تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی، میزان الاعتدال للذہبی، تاریخ الخلفاء، ابجد العلوم للنواب صدیق حسن خاں اور تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری وغیرہ ملاحظہ فرمائیں[۶۶]۔

۶۔ ہندوستان تشریف لانے والے ایک بزرگ ابومعشر نجیح بن عبد الرحمن السندی الہاشمی بھی ہیں۔ آپ کو قرظی، سعید بن ابی سعید، ہشام، حویرث، مقبری، ابن المنکدر، اعمش اور محمد بن قیس وغیرہ سے شرف سماعت حدیث حاصل ہے۔ آپ سے حدیث روایت کرنے والے محدثین میں بشر بن ولید،

---

[۶۶] تقریب التہذیب لابن حجر ۱/۲۴۵، میزان الاعتدال للذہبی ۲/۴۱، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ۴/۸۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن بکار ، ابو ربیع الزہرانی اور آپ کے فرزند محمد بن ابو معشر وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں ۔ امام ابن حجر عسقلانی نے آپ کو محدثین کے طبقہ ششم میں شمار کیا ہے ۔ آپ سے مروی احادیث کو بجز شیخین کے متعدد ائمہ حدیث مثلاً سعید بن منصور اور عبدالرزاق وغیرہ نے قبول کیا ہے ۔ سندھ میں ایک عرصہ تک آپ نے علم حدیث کا درس دیا تھا ۔ سنہ ۱۷۰ھ میں آپ نے وفات پائی تھی ۔ مزید تفصیلی ترجمہ کے لیئے تاریخ یحییٰ بن معین ، التاریخ الکبیر للبخاری ، التاریخ الصغیر للبخاری ، الضعفاء الصغیر للبخاری ، الکنیٰ لمسلم ، المعرفۃ والتاریخ للبسوی ، الضعفاء والمترو کین للنسائی ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ، الکنیٰ للدولابی ، الکامل فی الضعفاء لابن عدی ، الضعفاء الکبیر للعقیلی ، المجروحین لابن حبان ، الضعفاء والمترو کین للدارقطنی ، تاریخ بغداد للخطیب بغدادی ، میزان الاعتدال للذہبی ، تہذیب التہذیب لابن حجر عسقلانی ، تقریب التہذیب لابن حجر عسقلانی ، سؤالات محمد بن عثمان ، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ، فتح الباری (شرح صحیح البخاری) للامام ابن حجر عسقلانی اور تحفۃ الاحوذی (شرح جامع الترمذی) للشیخ عبدالرحمٰن المبارکفوری وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں [65] ۔

---

[65] تاریخ یحییٰ بن معین ۳/۱۶۰، ۲۰۴، ۲۵۵ ؛ التاریخ الکبیر للبخاری ۴/۱۱۴ ؛ التاریخ الصغیر للبخاری ۲/۱۷۲، ۲۰۵ ؛ الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ نمبر ۳۸ ؛ الکنیٰ لمسلم نمبر ۹۶ ؛ المعرفۃ والتاریخ للبسوی ۳/۱۷۱، ۲۰۶ ؛ الضعفاء والمترو کین للنسائی ترجمہ نمبر ۵۹ ؛ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۴/۴۹۳ ؛ الکنیٰ للدولابی ۲/۲۰۲ ؛ الکامل فی الضعفاء لابن عدی ۷/۲۵۱۶ ؛ الضعفاء الکبیر للعغیلی ۴/۳۰۸ ؛ المجروحین لابن حبان ۳/۶۰ ؛ الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ نمبر ۵۵ ؛ تاریخ بغداد للخطیب ۱۳/۴۳۰ ؛ میزان الاعتدال للذہبی ۴/۲۴۶ ؛ تہذیب التہذیب لابن حجر ۱۰/۴۲۱ ؛ تقریب التہذیب لابن حجر ۲/۲۹۸ ؛ =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ ہمیں بعض ایسے بزرگ بھی نظر آتے ہیں جو اپنے قلوب میں ہندوستان آنے کی شدید تڑپ اور خواہش رکھتے تھے۔ مگر بعض عوارض کے باعث یہاں تشریف نہ لاسکے۔ مثال کے طور پر حضرت انس بن مالکؓ کے ایک شاگرد حباب بن فضالہ الذھلی الیمامیؒ تابعی کا نام نامی پیش ہے۔ آپ کو حضرت انس بن مالک سے، اور آپ سے احمد بن محمد الارزقی المکی وغیرہ کو سماعت حدیث کا شرف حاصل رہا ہے۔ آپ کے ہندوستان تشریف لانے کی شدید خواہش کا تذکرہ امام ذہبی نے "میزان الاعتدال" میں انہی کی زبانی یوں قلم بند کیا ہے:

"میں بصرہ آیا اور حضرت انس سے ملاقات کی۔ عرض کیا کہ: میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، آپ سے اجازت کا طالب ہوں۔ آں رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کس جگہ جانا چاہتے ہو؟ عرض کیا: ہندوستان۔ پوچھا کہ: کیا تمہارے والدین یا ان میں سے کوئی بحیات ہے؟ میں نے عرض کیا: دونوں بحیات ہیں۔ آپ نے پھر سوال کیا: کیا وہ تمہارے گھر سے چلے جانے پر رضامند ہیں؟ میں نے عرض کیا: نہیں، بلکہ خفا ہیں۔ میرے والد نے مجھ پر زیادتی کی، وہ امیر کے پاس گئے اور امیر نے مجھے سفر سے روک دیا ہے۔ حضرت انس نے پھر پوچھا: تجھے دنیا مطلوب ہے یا آخرت کی بھلائی؟ میں نے

= فتح الباری لابن حجر ۲/۱۷۱، ۳/۵۷۳، ۴/۱۱۳، ۵/۱۹۷، ۸/۲۷، ۱۶/۸، ۹/۴۰۵، ۱۳/۵۵؛ سؤالات محمد بن عثمان ص۱۰۰؛ تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۱/۲۳۴؛ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ۱/۲۷۹، ۳/۱۹۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض کیا: دونوں۔ تو انہوں نے فرمایا: پس تو گھر لوٹ جا اور اپنے والدین کے ساتھ رہ کر ان کے ساتھ بھلائی کر، اس سے بڑھ کر کوئی اور بہتر کام تجھے نہ مل سکے گا"۔ [۶۸]

یہ تھا دوسری صدی ہجری تک ہندوستان تشریف لانے والے محدثین عظام میں سے تقریباً چالیس[؟] نفوس قدسیہ کا مختصر سا تعارف۔ اس دوران ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بزرگ ہندوستان پر جلوہ افروز ہوئے جن کے حالات تاریخ، سیر اور رجال کی کتب میں مرقوم اور مزید تحقیق و تتبع کے متقاضی ہیں۔ دوسری صدی ہجری کے بعد بھی بزرگان دین کے ورود مسعود کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا جن کے علوم سے باشندگان ہند مستقل فیضیاب ہوتے رہے۔ پھر جن بزرگوں نے ان دو صدیوں کے دوران ہندوستان کے باشندوں کو علم حدیث سے روشناس کرایا تھا خود ان کے مقامی تلامذہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر تیار ہو چکا تھا جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلا اور وہاں کے غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کرنے نیز علم حدیث کی ترویج و اشاعت میں مصروف عمل ہو گیا۔ اس دوران جگہ جگہ درس حدیث کے لیے بڑے بڑے دینی مراکز اور طالبان حدیث کے بے شمار حلقے قائم ہوئے۔ جا بجا مساجد بھی تعمیر ہوئیں جن کے آثار خستہ حالت میں آج بھی ہند و پاک کے متعدد گوشوں میں اپنے شاندار ماضی کی یاد تازہ کرنے کے لیے موجود ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ ہندوستان میں اسلام پہلی صدی ہجری کے اوائل ہی میں داخل ہو گیا تھا اور مسلسل وسعت پذیر تھا۔ اس کی اشاعت و مقبولیت کی وجہ

---

[۶۸] میزان الاعتدال للذہبی ۱ / ۳۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہاں اسلامی فتوحات ہیں وہیں اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور محدثین عظام نے اسلام کی اشاعت کے لیے اپنے مال اور اپنی زندگیوں کو وقف کر دیا تھا۔ اس اہم مقصد کے حصول کے لیے اپنے اعزہ واقربا، یا وطن عزیز کو خیرباد کہنا ان کے نزدیک کوئی معنی نہ رکھتا تھا۔

ہندوستان کے شمال مغربی خطہ میں اسلام کی ترویج واشاعت کے ساتھ ساتھ جنوب مغربی سواحل پر بھی اسلام کے انوار وبرکات کا ترشح اولین دور صحابہ سے مسلسل ہوتا رہا ہے۔ عرب تاجروں کے علاوہ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین کی ایک قابل لحاظ تعداد کوچین، کالی کٹ، گوا (GOA)، کوکن اور دیگر مالاباری علاقوں میں آئی اور علم حدیث کے فروغ کے لیے یہیں بس گئی۔ ان بزرگوں کی مساعی جمیلہ سے گرد ونواح کی بے شمار مخلوق مشرف بہ اسلام ہوئی۔ آج بھی ان علاقوں میں ان بزرگوں کی قبریں، ان کی تعمیر کردہ مساجد ومدارس کے خستہ آثار نظر آتے ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ "مدراس کے نزدیک محمود بندر کے مقام پر دو صحابہ کرام کے مزارات موجود ہیں"۔ [۶۹]

ہندوستان کے ایک مشہور ہندو مؤرخ ڈاکٹر تاراچند اپنے مضمون "برصغیر میں اشاعت اسلام" کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

"کولم میں میتا کیوں کے نام کے قبرستان میں علی بن عثمان کی قبر پر ۱۶۶ھ (۷۸۳ء) کا کتبہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آٹھویں صدی (عیسوی) میں مالابار کے ساحل پر مسلمان آباد ہو گئے تھے"۔ [۷۰]

---

[۶۹] سہ ماہی فکر ونظر ماہ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۶۸ء [۷۰] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ج ۱۵ عدد ۱۰ ص ۴۹ ماہ جولائی ۱۹۸۵ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ ہندوستان کے ان علاقوں میں عرب مسلمانوں کی آمد بغرض جہاد نہ تھی اس لیئے یہاں آنے والے بزرگوں کی تبلیغ و اشاعت اسلام کی رفتار نسبتاً سست رہی ہے بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اسلام کی توسیع و تدریج کا کام تقریباً ابتدائی تین صدیوں تک بحسن و خوبی چلتا رہا جسے بلاشبہ ہندوستانی اسلامی تاریخ کا سنہرا دور کہا جا سکتا ہے۔ اس امر کی شہادت بھی ہندو مؤرخ ڈاکٹر تارا چند کی زبانی ملاحظہ فرمائیں :

"نویں صدی (عیسوی) کے بعد سے اسلام کا اثر دن بدن بڑھتا چلا گیا۔ مسعودی نے ۹۱۶ء (یعنی تقریباً ۲۹۲ھ) میں ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ چولی میں دس ہزار سے زائد مسلمان آباد تھے۔ ان کا ایک سردار تھا جسے پرامہ کہتے تھے۔ ابودلادت مستمر بن الہلہلی بھی چولی کی مسجدوں کا ذکر کرتا ہے۔"[1]

چوتھی صدی ہجری کے دوران اسلامی فتوحات کے اشاعت اسلام پر اثرات :-

ہندوستانی اسلامی تاریخ کے اس سنہرے دور کے بعد پھر اسلامی فتوحات کا سلسلہ شروع ہوتا نظر آتا ہے۔ شمال مغربی سرحد پر واقع پہاڑی دروں کے راستہ سے سلطان سبکتگین اور سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کی غیر مسلم

= بشکریہ "دعوت" دہلی۔ [1] ماہنامہ ضیائے حرم لاہور ج ۱۵ عدد ۱۰ صـ ۴۹ ماہ جولائی ۱۹۸۵ء۔

بشکریہ "دعوت" دہلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاستوں کے خلاف عَلَم جہاد بلند کیا اور ان پر متعدد بار حملے کیے۔ محمود غزنوی کا سترہواں حملہ ۳۹۲ھ میں سومناتھ کے مندر پر ہوا جو اس کا سب سے بڑا اور کامیاب ترین حملہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ وہی تاریخی مندر ہے جسے محمود غزنوی کے سترہویں حملہ کے بعد ہندوستان کے سیاسی قائدین نے آزادیٔ ہند (۱۹۴۷ء) کے فوراً بعد ہندو رعایا کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی غرض سے از سرِ نو تعمیر کروایا ہے۔

مشہور اسلامی مؤرخ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر محمود غزنوی کے اس حملہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

"وقد غزا الملك الكبير الجليل محمود صاحب غزنة فى حدود أربعمائة بلاد الهند فدخل فيها وقتل وشرد، دخل سومنات وكسر الند الأعظم الذى يعبدونه، ثم رجع سالماً مؤيداً منصوراً"[42]

محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے متعلق مؤرخ توقیر پاشا بیان کرتے ہیں:

"...... اب سلطان محمود کے حوصلے بہت بلند ہو گئے اور اس نے ہندوستان پر حملہ کرنے کے بارے میں سوچا۔ اس نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور ان حملوں کو اس نے جہاد کا نام دیا۔ اس سے مسلمان اس کے ہمدرد و مددگار بن گئے"۔[43]

اور

"...... محمود نے جب یہ دیکھا کہ اس کے سپاہیوں کا جوش

---

[42] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۶/۲۲۲۔ [43] تاریخ ہند مصنفہ توقیر پاشا ص۱۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم ہو رہا ہے تو انھیں جوش دلا کر اسلام پر فدا ہونے کو کہا چنانچہ
محمود کے سپاہی بڑی بہادری سے لڑے اور ہندوؤں کو شکست دی"[۴۴]

بعض متعصب اور اسلام دشمن مؤرخین کا دعویٰ ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر صرف اپنی دولت میں اضافہ کرنے کی غرض سے یکے بعد دیگرے سترہ حملے کیے تھے اسے مسلمانوں یا اشاعت اسلام سے کوئی سروکار نہ تھا۔ افسوس کہ انہی لوگوں کی اتباع میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ کے سابق استاذ پروفیسر خلیق احمد نظامی اپنی کتاب "RELIGION AND POLITICS" (مذہب و سیاست) کے ایک مقام پر لکھتے ہیں :

"محمود نے اپنے معرکوں میں ہندوؤں سے زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا تھا۔ اس نے درحقیقت مذہب جو اس دور کی ایک بڑی سماجی طاقت تھا، کا سہارا صرف اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کی غرض سے لیا تھا۔"

اسی طرح جناب یوسف حسین صاحب "INDO MUSLIM POLITY" (ہندوستانی مسلم سیاست) میں لکھتے ہیں :

" اس کے لیئے وہ تمام لوگ میدان جنگ میں تھے جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتے تھے خواہ وہ ہندو ہوں یا کہ مسلمان "۔

حالانکہ اس قسم کی تمام باتیں قطعی بے بنیاد، صریح تعصب پر مبنی، لغو اور محتاج دلیل ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سلطان محمود غزنوی نہایت اعلیٰ کردار اور

---

[۴۴] تاریخ ہند، مصنفہ توتیر پاشا صـ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی اقدار کا حامل تھا۔ ہندوستان پر اس کے حملوں کا اصل محرک اس کا جذبہ جہاد اور اس خطے سے کفر و شرک کی ضلالت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا مصمم ارادہ تھا۔ مؤرخ توقیر پاشا سلطان محمود غزنوی کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"..... محمود اعلیٰ درجہ کا منصف مزاج بھی تھا اور ہر ایک کے ساتھ پورا پورا انصاف کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ مظلوموں اور عاجزوں کی مدد کرنے کے لیے وہ ہر وقت تیار رہتا تھا اور اپنے افسروں اور حاکموں کو خطاؤں سے درگزر کرتا تھا۔ وہ پکا سنی مسلمان تھا۔ پانچ وقت کی نماز اور رمضان میں روزہ رکھنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ وہ رمضان کے مہینے میں زکوٰۃ بھی ادا کرتا تھا یعنی اپنی دولت کا ½۲ فیصدی حصہ غریبوں میں خیرات کر دیتا تھا مگر وہ تعصب سے کوسوں دور تھا.....
محمود حالانکہ ناخواندہ اور بے پڑھا لکھا انسان تھا مگر عالموں اور پڑھے لکھے لوگوں کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس کا دربار اپنے وقت کے عالم اور قابل لوگوں سے بھرا رہتا تھا۔ البیرونی محمود کے دربار کا زبردست عالم تھا۔ یہ مؤرخ، فلاسفر، نجومی، طبیب غرض کہ سب کچھ تھا۔ وہ محمود کے ساتھ ہندوستان آیا اور یہاں کے حالات قلمبند کیے۔[۵۸]"

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مجاہد اسلام سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان

۵۸ه تاریخ ہند، مصنفہ توقیر پاشا ص۱۴۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پے در پے حملوں سے ہندوستان کے ماحول پر زبردست اثر پڑا تھا۔ ایک طرف تو ان غیر مسلم ہندوستانیوں کے لیے بھی اسلام کوئی اجنبی دین نہ رہا جن تک صحابہ کرام، تابعین، اتباع تابعین اور ان کے تلامذہ کی رسائی نہ ہوئی تھی اور دوسری طرف ہندوستان کے شمالی خطوں میں آباد تمام مسلمان اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ آزاد اور محفوظ سمجھنے لگے تھے کیوں کہ بقول ایک انگریز مؤرخ اسٹین کونو (STEN KONOW):

"شمالی ہند میں جو مسلمان آباد تھے ان پر ہندو راجاؤں نے ٹیکس لگا رکھے تھے"۔ [۶]

سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان پر حملوں کے ان ثمرات کے ساتھ یہ بات بھی اپنی جگہ قطعی درست ہے کہ اس دور کے بعد ہی ہندوستان میں اسلام رفتہ رفتہ اپنی ہیئت و مرکزیت کھونے لگا۔ پہلا مسلم دانشور جس نے اہل اسلام کو ہندوانہ تصوف (ویدانت وغیرہ) سے روشناس کرایا سلطان محمود غزنوی کا ہی ایک درباری عالم ابوریحان البیرونی تھا۔ اس نے ضلع جہلم (پنجاب) کے پنڈتوں سے سنسکرت زبان سیکھی پھر ہندوؤں کی بہت سی اہم کتابوں کا عربی و فارسی میں ترجمہ کیا۔ انہی تراجم سے ہندوستانی مسلمان پہلی بار اُپنشدوں اور یوگ وغیرہ کی تعلیمات سے آشنا ہوئے۔ اس کے علاوہ سلطان محمود کے فوجیوں کے ذریعہ ہی ہندوستان میں یونانی فلسفہ بھی پہنچا جو عباسی خلیفہ مامون رشید کے عہد میں یونانی کتب فلسفہ عربی میں مترجم ہونے کے باعث کافی مقبول ہو چکا تھا ان چیزوں کی درآمد سے قبل تک ہندوستان میں مسلمان صرف کتاب اللہ اور

---

[۶] "EPIGRAPHIA INDICA" BY STEN KONOW

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ہی واقف تھے مگر ہندوانہ تصوف اور فلسفہ نے رفتہ رفتہ علوم شریعت کی جگہ لینی شروع کر دی اور بالآخر ہندوستانی مسلمان ان تمام خرافات میں بری طرح مبتلا ہو کر رہ گئے۔

محمود غزنوی کے بعد چھٹی صدی ہجری میں سلطان محمد غوری کے حملوں نے بھی ہندوستان میں مسلمانوں کو سیاسی و معاشرتی طور پر کافی تحفظ اور وقار بخشا۔ یہی وجہ ہے کہ اس دوران مسلمان ہندوستان کے طول و عرض کے ہر ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت ہندوستان کے مختلف مقامات پر پائی جانے والی اس دور کی قبریں اور مساجد ہیں۔ مثال کے طور پر بہرائچ میں سید سالار کی قبر، بدایوں میں میران ملحم کی قبر، بلگرام میں خواجہ مجد الدین کی قبر، اناؤ (آسیوان) میں گنج شہیداں، مانیر (MANER) میں امام تقی فقیہ کی قبر اور علی گڑھ میں محمود غزنوی کی تعمیر کردہ کالی مسجد وغیرہ۔ آثار قدیمہ کے ماہرین بیان کرتے ہیں کہ:

> "یہ تمام قبریں جو یوپی، بہار، بنگال، سندھ اور پنجاب وغیرہ کے مختلف علاقوں میں پائی جاتی ہیں محمد غوری کے ہندوستان پر حملے سے قبل کی ہیں۔"

ایک ہندو مؤرخ آر ایس ترپاٹھی "The HISTORY OF QANNOUJ" (تاریخ قنوج) میں لکھتا ہے:

> "جدید مؤرخین نے ثابت کر دکھایا ہے کہ مسلمانوں کی بستیاں قنوج میں ترک کی فتوحات سے قبل بھی موجود تھیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم سلاطین ہند کے عہد میں اسلام کی کسمپرسی کا عالم:

ہندوستان پر محمد بن قاسم، سبکتگین، محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ) اور محمد غوری (م ۶۰۲ھ) کے حملوں کے بعد (یعنی ۱۲۰۶ء تا ۱۵۲۶ء) دہلی کے تخت پر پہلے کچھ ترکی النسل غلام حکمراں رہے، بعد ازاں کچھ افغان خاندان (خلجی اور لودھی وغیرہ)، پھر ۱۵۲۶ء تا ۱۸۵۷ء مغل بادشاہوں کا دور حکومت رہا لیکن افسوس کہ ان حکمرانوں میں سے (الا ماشاء اللہ) اکثر نے توسیع و اشاعت اسلام کا مقدس فریضہ کماحقہ انجام نہیں دیا، انھیں تو فقط کشور کشائی، اپنے اقتدار اور عیش طلبی سے غرض تھی ورنہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو ہندوستان پر حکومت کرنے کی تقریباً آٹھ صدیوں کی جو طویل مہلت عطا کی تھی وہ پورے ہندوستان کو مسلمان بنا لینے کے لئے کسی طرح بھی ناکافی نہ تھی۔ تاریخ کے اسباق بتاتے ہیں کہ جب یہودیوں کو بنولد بخت نصر نے اپنا غلام بنا رکھا تو صرف اسّی سال کے مختصر عرصہ میں وہ اپنی اور اپنے مذہب کی ہر شناخت فراموش کر چکے تھے تو پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ہندوستان میں ہندومت آٹھ سو سال بعد بھی نہ صرف زندہ بلکہ کافی تندرست و توانا باقی رہا۔

ہندوستان میں جہاں اسلام کے فروغ کو ویدانتی تصوف و فلسفہ وغیرہ کی یلغار اور ارباب اقتدار کی بے حسی سے نقصان پہنچا وہیں ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ غلام اور افغان خاندانوں کے اکثر درباری اور سپاہی علاقۂ ماوراء النہر سے تعلق رکھتے تھے جہاں پہلے ہی سے ایک طرف دینی مدارس میں حنفی فقہ، اشعری و ماتریدی عقائد، یونانی فلسفہ و منطق اور ان سب کے معجون مرکب علم کلام کا دور دورہ تھا تو دوسری طرف خانقاہوں میں وحدت الوجود، وحدت الشہود اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلول وغیرہ کا سکہ رائج تھا۔ لہذا غلام وافغان خاندانوں کے ادوار حکمرانی میں ہندوستان میں اشاعت اسلام کی بنیاد قرآن وحدیث کی تدریس وتعلیم کو بدل کر شدید حنفیت اور وجودی تصوف کے ستونوں پر استوار کی گئی تھی۔

اس دور میں علوم اسلام کی کسمپرسی اور غربت کا عالم بیان کرتے ہوئے مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

"ہندوستان میں دینی علوم بالخصوص قرآن وحدیث کی تعلیم وتعلّم کی جانب توجہ کم رہی، چنانچہ سندھ اور ملتان وغیرہ سے عربوں کی حکومت کے خاتمہ کے بعد جب غزنوی اور غوری سلاطین برسراقتدار آئے تو ان کے زمانے میں ایران، خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں سے جو اصحاب علم ودرس ہندوستان میں آئے ان کو دینی علوم، تفسیر وحدیث میں زیادہ درخور نہ تھا۔ اس کی وجہ سے یہاں علم حدیث عنقا کی طرح معدوم ہو گیا اور نجوم، فلکیات، ریاضی اور منطق وفلسفہ پر ساری توجہ مرکوز کر دی گئی۔ قرآن مجید اور سنت نبوی کو پڑھنے پڑھانے کی بجائے دینی علوم میں صرف فقہ وتصوف سے سروکار باقی رہ گیا تھا۔ فقہ میں سارا زور فقہ حنفی کے فروغ اور جزئیات پر صرف کیا جاتا تھا۔ علم حدیث کی کسمپرسی اور غربت کا یہ حال تھا کہ اس سے صرف اس بناء پر اور اس حد تک سروکار رہ گیا تھا کہ فقہی بحثوں میں کہیں کہیں حدیثوں کا ذکر آجاتا تھا۔ حدیث کی اُمہاتِ کتب کی بجائے صرف صاغانی کی "مشارق الانوار" درس وتدریس میں داخل تھی۔ اگر کسی نے اس کے سواء توجہ دی تو "مصابیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السنۃ ، بغوی ‘‘ اور ’’ مشکوٰۃ المصابیح ‘‘ کو بھی دیکھ لیا ۔ محدث بننے کے لیۓ بس اسی قدر کافی تھا ۔‘‘ [۵۷]

مولانا سید سلیمان ندوی سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد میں ہندوستان میں علم حدیث کے ساتھ بے اعتنائی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

’’ اس عہد میں اس ملک میں علم حدیث کے ساتھ لوگوں کو جو بے اعتنائی تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں مسئلہ سماع کی تحقیق کے لیۓ علماء کی ایک مجلس منعقد ہوئی ۔ مناظرہ کے ایک فریق شیخ نظام الدین سلطان الاولیاء تھے اور دوسری طرف تمام علماء تھے ۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا تھا تو علماء بڑی جرأت اور بے باکی سے کہتے تھے کہ اس ملک میں حدیث پر فقہی روایت مقدم سمجھی جاتی ہے اور کبھی یہ کہتے کہ چونکہ اس حدیث سے امام شافعی نے استدلال کیا ہے اور وہ ہمارا مخالف ہے اس لیۓ ہم اس کو نہیں مانتے ۔‘‘ [۵۸]

صاحب تاریخ فیروز شاہی مولوی ضیاء الدین برنی نے ’’ حسرت نامہ ‘‘ میں ، قاسم فرشتہ نے ’’ تاریخ فرشتہ ‘‘ میں اور میر خورد نے ’’ سیر الاولیاء ‘‘ میں بھی چاشت کے وقت سے زوال شمس تک ہونے والے اس مناظرہ کی تفصیلات بیان کی ہیں ۔ قاسم فرشتہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ موصوف کے جواب میں

---

[۵۷] تذکرۃ المحدثین ۲/۲۰۵-۲۰۶ ۔ [۵۸] مقالات سید سلیمان ندوی ۲/۶-۷ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی وقت نے کہا تھا:

"ترا بہ حدیث چہ کار تو مرد مقلدی روایت از ابوحنیفہ بیار تا
بعرض قبول افتاد"۔

یعنی "تجھے حدیث سے کیا کام، تو تو مقلد ہے پس امام ابوحنیفہ کی کوئی روایت لا تاکہ اس معرض بحث میں مقبول ہو"۔

قاضیٔ وقت کی یہ بات سن کر شیخ موصوف نے فرمایا:

"سبحان اللہ من حدیث صحیح مصطفوی نقل می کنم د تو
ازیں روایت ابوحنیفہ می خواہی"۔

یعنی "سبحان اللہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث نقل کرتا ہوں اور آپ (اس کے مقابلہ میں) امام ابوحنیفہ کی روایت چاہتے ہیں"۔

مولوی ضیاء الدین برنی بیان کرتے ہیں کہ شیخ موصوف کا یہ جواب سن کر علمائے وقت نے یہ کہا:

"در شہر ما عمل بر روایت فقہ مقدم ست بر حدیث"۔

یعنی "ہمارے شہر میں فقہی روایت حدیث پر مقدم ہے"۔

مولانا سید سلیمان ندوی سلطان محمد تغلق، کہ جیسے بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی "خلافت سے جذباتی لگاؤ تھا"[۷۹] کے عہد کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں:

"محمد تغلق (م ۷۵۲ھ) جس کے براہ راست تعلقات
مصر کی عباسی خلافت سے تھے اور اس کی طرف سے اس کو
حکومت کا فرمان اور خلعت اور علم بھی ملا تھا اور خلیفہ عباسی

۷۹؎ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات ص ۳۷۶-۳۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس نے بیعت بھی کی تھی۔ اس کا قاعدہ تھا کہ جب لوگوں سے بیعت لیتا تھا تو مصر کے خلیفہ عباسی کے فرمان کے ساتھ قرآن پاک اور "مشارق الانوار" کا نسخہ سامنے رکھ لیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک ہندوستان میں قرآن پاک کے بعد احادیث میں صرف "مشارق الانوار" کا وجود تھا۔ جب شاہی کتب خانہ کا یہ حال تھا تو عام لوگوں کی دسترس کا کیا پوچھنا ہے؟ الغرض شیخ عبدالحق محدث سے پہلے صرف "مشارق الانوار" للصاغانی کے نسخے اور کہیں کہیں "مصابیح" کے نسخے دستیاب ہوتے تھے اور یہی دو کتابیں یہاں کے علماء کے درس میں تھیں[50]۔"

یہاں یہ بتانا بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ سلطان محمد تغلق شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر کے پوتے شیخ علاء الدین اجودھنی کا مرید تھا[51]۔ اس کے زمانہ میں تصوف اور صوفیاء کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ صبح الاعشیٰ کی روایت کے مطابق "صرف دہلی شہر میں اس وقت دو ہزار خانقاہیں تھیں[52]"۔ اور یحییٰ سرہندی بیان کرتے ہیں کہ "سلطان محمد تغلق نے دہلی سے دیوگیر تک ہر منزل پر سرائے کے علاوہ ایک خانقاہ بھی تعمیر کروائی تھی[53]۔"

مولوی ضیاء الدین برنی سلطان علاء الدین خلجی کے عہد میں علماء کی علم حدیث کے ساتھ بے اعتنائی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب

---

[50] مقالات سید سلیمان ندوی ۲/ ۴۷-۵۰۔ [51] سیر الاولیاء ص ۲۰۶۔

[52] اوراق مصور ص ۴۶۔ [53] تاریخ مبارک شاہی ص ۹۸-۹۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمس الدین ترک ہندوستان آئے اور یہاں کے علماء کی علمی بے سروسامانی اور بدذوقی ملاحظہ کی تو سلطان سے مخاطب ہو کر گویا ہوئے :

"میں نے سنا ہے کہ تمہارے شہر میں احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور فقیہوں کی روایت پر عمل کی دیواریں استوار کی جاتی ہیں۔ تعجب ہے کہ جس شہر میں لوگ حدیث کی موجودگی میں فقہ کی روایت پر عمل کریں وہ شہر تباہ کیوں نہیں ہو جاتا اور اس پر آسمانی مصائب کیوں نہیں ٹوٹ پڑتے۔" [۸۴]

واضح رہے کہ خلجی دور حکومت خصوصاً سلطان علاء الدین خلجی کا عہد تو چشتی سلسلہ تصوف کا عہد زریں تھا۔ خود سلطان، اس کے اہل خانہ اور امراء تمام خواجہ نظام الدین اولیاء کے مرید تھے۔ اس سرکاری پشت پناہی کے باعث اس زمانہ میں چشتیہ سلسلہ کو ہندوستان میں غیر معمولی فروغ حاصل ہوا تھا جیسا کہ معتبر کتب تاریخ میں مذکور ہے۔

نظام تعلیم میں معقولات، تصوف اور جامد فقہی نظریات کے اس روز افزوں دخل کے باعث کتاب وسنت کے ساتھ شدید بے اعتنائی برتی گئی حتی کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے عہد کا نقشہ مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں کھینچا ہے :

> "ان تمام حالات کو سامنے لا کر غور کرو، اس عہد کی عالم آشوبی کا کیا حال تھا؟ کس طرح ہر طرف سکوت عن الحق کا سناٹا اور قبول باطل واطاعت ظلم وطغیان کی مردنی چھائی ہوئی تھی

---

[۸۴] تاریخ فیروز شاہی بحوالہ فقہائے ہند ۱/۲۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جابروں کی بیعت اور ظالموں کے جبروت نے کلمۂ حق کی گونج سے تمام فضائے ہند کو خالی کر دیا تھا۔" [55]

اسی دور کی نقشہ کشی محی السنۃ مولانا نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال نے ان الفاظ میں فرمائی ہے :

"علم حدیث کا سرے سے کوئی چرچا نہ تھا۔ لوگ نہ خود اس کی جانب مائل تھے اور نہ دوسروں کو اس کے حصول کی ترغیب دیتے تھے۔ وہ اس فن کی کتابوں سے ناواقف اور محدثین کے کارناموں سے ناآشنا تھے۔ بہت تھوڑے لوگ صرف "مشکوٰۃ" پڑھ لیتے تھے اور وہ بھی محض حصول برکت کے لئے اس پر عمل کرنا اور اس کو سمجھنا ان کا مقصد نہ ہوتا تھا۔ فقہ میں صرف فقہ حنفی اور علمائے ماوراء النہر کے فتووں اور اجتہادات پر قانع ہو گئے تھے، اور محض فروع و جزئیات میں الجھے رہتے تھے۔ ان کا راس المال فقہ تھی اور وہ بھی تقلیدی رنگ و انداز میں، تحقیق سے معدودے چند لوگوں کو ہی دلچسپی تھی" [56]

مولانا سید عبدالحیٔ الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) نے بھی اپنی کتاب "الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند" [57] میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ایک مقام پر آں موصوف فرماتے ہیں :

"اس عہد میں منطق و فلسفہ سے شغف اور انہماک بہت

---

[55] تذکرہ ص۸۰۔ [56] الحطۃ فی ذکر الصحاح الستہ ص۵۰۔ [57] ص ۱۳۵—۱۳۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ بڑھ گیا تھا۔ ہندوستان کے تمام علمی مراکز میں منطق وفلسفہ کی کتابیں درس میں بکثرت داخل ہونے لگیں[88]۔"

بارھویں صدی ہجری کے وسط سے تو کتب معقولات کے ساتھ اشتغال اس قدر بڑھا کہ دینی مدارس میں بھی علوم شریعت کی تعلیم بس برائے نام ہی رہ گئی تھی۔ نصاب تعلیم کی اسی بے اعتدالی کا تذکرہ کرتے ہوئے مولوی شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

"افسوس اور سخت افسوس ہے کہ منطق اور فلسفہ جس سے اسلام کو بہت کم تعلق ہے اس کے لیئے تو صغریٰ، کبریٰ، ایسا غوجی، قال اقول، میزان منطق، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی، میر قطبی، میبذی، ملا حسن، ملا جلال، میر زاہد، غلام یحییٰ، حمداللہ، قاضی مبارک، صدرا، شمس بازغہ، شرح تجرید ـــــ یہ تمام دفتر لازمی اور ضروری قرار دیا جائے اور قرآن مجید کے لیئے جو مدار اسلام ہے جلالین اور بیضاوی کے اڑھائی پارے کافی سمجھے جائیں۔"[89]

مولانا مناظر احسن گیلانی نے بھی ان تمام درسی کتب کی فہرست بیان کی ہے جو اس زمانہ میں عموماً درس نظامی کے نصاب میں مقرر تھیں۔ اس فہرست کے مطابق عموماً چالیس سے کچھ زائد کتب صرف معقولات کی پڑھائی جاتی تھیں۔ جب کہ دینیات کے نام پر متداول کتب صرف یہ تھیں: حدیث میں مشکوٰۃ یا مشارق الانوار، تفسیر میں جلالین و بیضاوی (صرف سورہ بقرہ تک) اور

---

[88] الثقافة الاسلامية فی الہند ص ۲۹۔ [89] خطبات شبلی ص ۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ میں ہدایہ و شرح وقایہ[90]

یہ تھے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی تحریک کو نقصان پہنچانے والے چند ابتدائی عوامل، پھر اوائل عہد مغلیہ میں ایران سے سرکاری و غیر سرکاری سطح پر شیعیت کی درآمد کے ساتھ ہندوستان میں گویا مشرکانہ عقائد و خیالات، بدعات و رسومات کا ایک ناپیدکنار سیلاب امڈ آیا اور مسلمان رفتہ رفتہ اپنی باقی ماندہ اسلامی روایات و اقدار بھی کھونے لگے۔

مغل بادشاہ اکبر کے دور حکومت میں تو ہندوستان میں اسلام پر انتہائی غربت اور شدید بے کسی اور کسمپرسی کی حالت طاری ہو گئی تھی۔ اس کے جاری کردہ "دین الٰہی" (دین گمراہی) نے دین محمدی کی کامل بیخ کنی کرنے اور اسے سرزمین ہند سے ملک بدر کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا تھا۔ ابوریحان البیرونی کے بعد جلال الدین محمد اکبر ہی وہ شہنشاہ گذرا ہے جس نے ہندوؤں کی مقدس کتب مہابھارت، رامائن اور اسی نوع کی دوسری سنسکرت کتابوں کا اپنی سرکاری زبان یعنی فارسی میں ترجمہ کروایا۔

اکبر کے دور غیر مسعود میں ایک طرف تو سرکاری سطح پر کفر و الحاد کا بازار انتہائی گرم تھا اور دوسری طرف علمائے وقت پر اس قدر شدید فقہی جمود طاری تھا کہ کتاب و سنت کی طرف کوئی کان دھرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ مندرجہ ذیل واقعہ ہمارے اس دعویٰ کا مؤید ہے:

"متھرا کے قاضی عبدالرحیم نے ایک مسجد تعمیر کروانے کی غرض سے کچھ سامان جمع کیا جسے راتوں رات ایک برہمن نے اٹھا کر مندر کی تعمیر میں لگا دیا۔

---

[90] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو "پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت" ۱/ ۱۸۷-۱۸۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب مسلمانوں نے اس برہمن سے بازپرس کی تو وہ شان نبوی میں گستاخی کا مرتکب ہوا۔ جب یہ معاملہ صدر الصدور قاضی عبدالنبی (کہ جنہوں نے سرزمین حجاز میں علم حدیث حاصل کیا تھا اور جو بقول علامہ لکھنوی "کان یسلک علی مسلك المحدثین"[91] یعنی محدثین کے مسلک سے وابستہ ہو گئے تھے) کی عدالت میں پیش ہوا تو انھوں نے اس برہمن کے قتل کا فیصلہ سنایا۔ قاضی صاحب کے اس فیصلہ پر بہت لے دے ہوئی اور ان کے متعلق یہاں تک کہا گیا کہ: "والعجب من مولانا مع کونه من نسل ابی حنیفة کیف ترك مشرب جده" یعنی مولانا پر تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ کی نسل سے ہوتے ہوئے انہوں نے اپنے دادا کے مشرب کو کس طرح ترک کیا؟ اور "لاعبرة بقول عیاض فإنه مالکی وعبدالنبی حنفی کیف عمل بخلاف مذهبه"، یعنی اس بارے میں قاضی عیاض کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کیوں کہ وہ مالکی ہیں اور عبدالنبی حنفی، پس انہوں نے اپنے مسلک کے خلاف کیسے عمل کیا۔"[92]

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بھی اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "دربار (اکبری) میں یہ سوال اٹھا کہ مذہب حنفی میں شاتم رسول کی سزا موت نہیں ہے اس لیئے یہ اقدام اس مذہب کے بھی خلاف ہے جس کا قانون اس ملک میں چلتا ہے"۔[93] اکبر کے بعد ایک دوسرے مغل بادشاہ دارا شکوہ نے ہندوانہ تصوف سے مسلمانان ہند کو مزید قریب کرنے کے لیئے بنارس

---

[91] طرب الاماثل للکنوی ص ۲۴۷ دکذا فی مقالات سید سلیمان ندوی ۲/ ۲۱۔

[92] طرب الاماثل ص ۲۴۸ - ۲۴۹۔ [93] تاریخ دعوت و عزیمت ۴/ ۱۰۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہندو پنڈتوں کی مدد سے "اُپنشدوں" کا فارسی ترجمہ کروایا اور اس کا نام "سِرِّ اکبر" رکھا۔ وہ خود اس کے مقدمہ میں لکھتا ہے کہ "قرآن کریم میں جس "کتاب مکنون" کا ذکر آیا ہے وہ "اپنشد" ہی ہیں"۔ اس نے "یوگ بششٹ" کا فارسی ترجمہ بھی "منہاج السالکین" کے نام سے کروایا۔ ان کتابوں میں وحدت الوجود کا فلسفہ پوری شد و مد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ علامہ اقبال نے اکبر اور دارا شکوہ کے اس الحاد کو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا ہے ؎

تخمِ الحادے کہ اکبر پروَرید | باز اندر فطرتِ دارا دمید
شمعِ دل در سینہ ہا روشن نبود | ملتِ ما از فساد ایمن نبود

(رموزِ بیخودی)

تصوف اشاعتِ اسلام کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ :-

ایک طرف ہندوستان میں کفر و الحاد کا یہ عالم تھا تو دوسری طرف شیعیت، باطنیت اور تصوف کے خانوادوں نے بھی اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ یہ تمام صوفیاء، وحدت الوجود، وحدت الشہود اور حلول کے علمبردار تھے۔ ان کی مجلسوں میں "قال اللہ" و "قال الرسول" کے درس کے بجائے فقر و زہد، توکل و مجاہدہ، کشف و کرامات، جذب و مستی، کیف و سرور، وجد و رقص، ذکر و مراقبہ، تزکیۂ نفس و مشاہدۂ حق، وصل و ہجر، سکر و صحو، سماع و قوالی، ولایت و قطبیت، اوراد اور تصورِ شیخ، فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ وغیرہ کی گونج سنائی دیتی رہی۔ ان صوفیاء نے کہیں توکل کی غلط تعلیم دی تو کہیں تدبیر و تقدیر کے مسائل میں الجھا کر مسلمانوں کو تقدیر پر شاکر رہنا سکھایا، کبھی مجاہدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وریاضت کے نام پر ترک دنیا کی تلقین کی تو کبھی رہبانیت کی راہ بتا کر "لارھبانیة فی الإسلام"[94]، "إن الرھبانیة لم تکتب علینا"[95] اور "إنی لم أومر بالرھبانیة"[96] کی کھلے بندوں خلاف ورزی کی گئی۔ پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ایمان وعقائد پر بھی زبردست ضرب لگائی یہاں تک کہ اسلام جس کی بنیاد توحید پر تھی اس کو اس قدر کھوکھلا کر دیا کہ دین کی پوری عمارت ہلکے سے دھکے میں سرنگوں ہو جانے کے قابل ہو کر رہ گئی۔ کہیں مرشد کو پیر کی زندگی میں اور مرنے پر اس کی قبر کو سجدہ کرنے کی تعلیم دی گئی تو کہیں مرشد سے پیر کے نام کا کلمہ پڑھوایا گیا، کہیں نذر و نیاز لغیر اللہ کو جائز ہی نہیں بلکہ باعث اجر و ثواب بتا کر بہ یک کرشمہ دو کار یعنی مسلمانوں کے دین و مال کی بربادی اور داعیان تصوف کی شکم پرستی کا سامان کیا گیا اور کہیں "وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ"[97] کو حلال وطیب بتایا گیا تو کہیں استغاثہ عن المخلوق کو عین اسلامی حکم قرار دیا گیا۔ الغرض تصوف نے ہر ہر طرح خدا پرست مسلمانوں کو مخلوق پرست انسان بنا کر دائرۂ شرک میں داخل کر دیا۔

یہ تصوف کیا ہے؟ اور اسلام سے اس کا کیا ربط و تعلق ہے؟ ۔ یہ ایک الگ بحث ہے۔ اس بارے میں راقم گاہے بگاہے اپنے سابقہ مضامین میں ضمناً لکھتا رہا ہے۔ علامہ اقبال کے الفاظ میں مختصراً اس کو یوں سمجھا جا سکتا ہے:

"میرے نزدیک تصوف وجودی مذہب اسلام کا

---

۹۴ مسند احمد ۶/۲۲۶۔ ۹۵ ایضاً۔ ۹۶ سنن الدارمی، کتاب النکاح باب ۲۰۔ ۹۷ سورۃ البقرۃ ۱۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی جزو نہیں بلکہ مذہب اسلام کے خلاف ہے اور یہ تعلیم غیر مسلم اقوام سے مسلمانوں میں آئی ہے"۔ [98]

اور

"اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تصوف کا وجود ہی سرزمینِ اسلام میں ایک اجنبی پودا ہے جس نے عجمیوں کی دماغی آب و ہوا میں پرورش پائی ہے"۔ [99]

صوفیاء پر شیطان نے کس کس طرح غلبہ پایا ہے اس کا مفصل ذکر علامہ ابو الفرج ابن الجوزی حنبلی بغدادی (م ۵۹۷ھ) نے اپنی مشہور کتاب "تلبیس ابلیس" میں کیا ہے [100] جس کا اردو ترجمہ راقم کے پرنانا مولانا عبدالحق املوی (اعظم گڑھی) نے "تجنیس تدلیس" کے نام سے کیا تھا۔ یہ ترجمہ پہلے مطبع فاروقی دہلی سے ۱۳۲۲ھ میں طبع ہوا پھر میر محمد کتب خانہ کراچی سے متعدد بار طبع ہو کر اہل علم طبقہ میں مقبول ہو چکا ہے۔

تصوّف کی حشر سامانیوں کے متعلق ایک غیر مسلم مؤرّخ کی شہادت

ایک انگریز مصنف لوتھراپ اسٹاڈرڈ (LOTHRAP-STADERD) ہندوستان میں تصوف کی حشر سامانیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"دیگر تمدنی امور کی طرح مذہب کی حالت بھی بے حد پستی میں تھی۔ تصوف کے توہمات نے اسلامی تعلیم توحید کو بری طرح

---

[98] خطوط اقبال ص ۱۲۷۔ [99] اقبال نامہ ۱/ص ۴۸، رسالہ معارف ج ۴ ص ۴۳ مجریہ ماہ اپریل ۱۹۵۴ء [100] تلبیس ابلیس مع تجنیس تدلیس ص ۲۴۸ - ۴۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مات دے دی تھی۔ مساجد ویران پڑی تھیں۔ جاہل عوام ان سے دور بھاگتے تھے۔ تعویذ گنڈے اور مالا کے چکر میں پڑ کر اور بے ہودہ اور نیم دیوانے فقیروں سے بھلائی پہنچانے کی امید میں اعتقاد رکھتے تھے۔ بڑے بڑے گنبد والی قبروں پر زیارت کے لیے جاتے تھے اور ان کی پرستش اللہ تعالیٰ کے پاس سفارش کرنے والے تصور کر کے کرتے تھے۔ ان جاہلوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی و برتری کے باعث اس کی بارگاہ میں بلا واسطہ و ذریعہ کے کوئی دعا قبول ہی نہیں ہو سکتی قرآن شریف کی تعلیم سے نہ صرف یہی کہ بے اعتنائی برتی جاتی تھی بلکہ اس کی خلاف ورزی کھلے بندوں کی جاتی تھی۔ شراب نوشی اور افیون کا استعمال آزادانہ ہوتا تھا۔ زنا اور فواحش شرمناک حد تک ترقی کر گئے تھے......" الخ [۱۰۱]

واقعہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو دینی تعلیمات سے دور کر کے محو خواب کرنے کے لیے تصوف بہترین نسخہ ثابت ہوا۔ اس کی افیونی تاثیر سے تقریباً پوری قوم بہت جلد گراں خوابی میں مبتلا ہو گئی جس نے نتیجۃً ان کے ذوق عمل کو قطعاً برباد کر کے چھوڑا۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب، جو خود بھی تصوف سے حد درجہ متاثر بلکہ اس کے مداح ہیں، اس امر کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں

"ان تمام سلاسل میں وحدت الوجود کو گویا اصول موضوعہ کی حیثیت حاصل تھی اور اس کے زیر اثر کیف و سرور، جذب

---

[۱۰۱] نیو ورلڈ آف اسلام ص ۲۰-۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومستی اور وجد ورقص کا ذوق وشوق بڑھ رہا تھا اور فنا فی اللہ
کو شغل وسلوک کے منتہائے مقصود کی حیثیت حاصل ہو رہی
تھی جس کے باعث قویٰ مضمحل ہو رہے تھے اور جذبۂ جہاد
تو دور رہا جذبۂ عمل بھی سرد پڑتا جا رہا تھا۔" [۱۰۲]

یہ تھیں وہ تمام دینی خدمات جو صوفیاء نے ہندوستان میں اپنے ورود
غیر مسعود وغیر مشکور کے بعد انجام دی تھیں۔ جماعت حزب اللہ پاکستان کے مؤسس
جناب ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی نے کیا ہی عمدہ اور مبنی بر صداقت بات کہی ہے:

"آج جو دین اسلام کے نام سے اس دنیا (برصغیر) میں پایا
جاتا ہے وہ انہیں حضرات کا ایجاد کردہ ہے، قرآن وحدیث
کے دین سے بالکل الگ، یکسر ممتاز، دینِ بندگی کے بجائے
دینِ خدائی۔" [۱۰۳]

پروفیسر آرنلڈ وغیرہ سے تو ہمیں شکایت نہیں لیکن نہ معلوم مولانا مودودی
اور مولانا علی میاں وغیرہما نے کس طرح ہندوستان میں اشاعت اسلام کی
کوششوں کا سہرا صوفیاء کی جماعت کے سر باندھنے کی کوشش کی ہے؟ ان
حضرات کی تحریریں پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یا تو ان کے اندر پوشیدہ
ان کی آبائی تصوف کی رگ حمیت پھڑک اٹھی تھی یا پھر ان حضرات نے نہ ہندوستانی
اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا تھا اور نہ ہی کبھی تصوف کو سمجھنے کی کوشش کی
تھی، واللہ اعلم۔ بہرحال جو بھی صورت ہو انتہائی افسوسناک ہے۔

---

[۱۰۲] ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج ۶ عدد ۲ ص ۴۲۔ [۱۰۳] توحید خالص قسط اول ص ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں صوفیاء کی آمد اور ان کی مساعی :-

عموماً بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان میں تصوف ساتویں صدی ہجری میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ذریعہ آیا تھا جیسا کہ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے مندرجہ ذیل اقتباس سے مترشح ہے :

"تصوف کے خانوادوں میں سے ارض ہند پر سب سے پہلے چشتی سلسلے نے قدم جمائے اور کم و بیش دو صدیوں تک خواجگان چشت ہی کا طوطی بولتا رہا۔ جیسے ہی اس سلسلے میں قدرے ضعف کے آثار پیدا ہوئے وسطی اور جنوبی ہند میں سہروردیہ اور شطاریہ سلسلوں کو فروغ حاصل ہوا اور شمال مغرب میں خصوصاً موجودہ پاکستان کے وسطی علاقوں میں قادریہ سلسلے نے عروج پایا ....." الخ [۱۰۴]

لیکن یہ عام خیال ہندوستان میں تصوف کی آمد کی تاریخ سے لاعلمی پر مبنی ہے کیونکہ ہندوستان میں سب سے پہلے صوفی سید سالار مسعود (م ۴۲۴ھ) تھے جن کا مدفن بہرائچ میں ہے۔ ان کے بعد علی ہجویری المعروف بداتا گنج لاہوری (م ۴۶۵ھ) ہندوستان کے مشہور صوفی ہوئے۔ "کشف المحجوب" آپ کی مشہور تصنیف ہے۔ ان دو حضرات کے بعد تقریباً ڈیڑھ سو سال تک کوئی معروف صوفی ہمیں نظر نہیں آتا۔ پھر پیر مکی سید عزیز الدین (م ۶۱۲ھ) کا دور آتا ہے جن کا مدفن لاہور میں ہے۔ ان کے بعد کہیں خواجہ معین الدین چشتی

---

[۱۰۴] ماہنامہ حکمت قرآن ج ۶ عدد ۲ ص ۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(م ۶۳۳ھ) کا دور آتا ہے۔ گنج الاسرار، حدیث المعارف، دیوان خواجہ اور انیس الارواح ملفوظات خواجہ عثمان ہارونی آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ ان کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی (م ۶۳۴ھ) کا نمبر آتا ہے۔ پھر اس چشمۂ تصوف سے سیراب ہو کر بے شمار صوفی آب و گیاہ کی طرح جگہ جگہ اگ آئے۔ مثال کے طور پر حمید الدین ناگوری (م ۶۴۱ھ، مرید شہاب الدین سہروردی)، جلال الدین تبریزی (م ۶۴۲ھ، خلیفہ شہاب الدین سہروردی، مدفن: بنگال)، لعل شہباز قلندر (م ۶۵۰ھ، خلیفہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی، مدفن سیہون)، بہاؤ الدین زکریا ملتانی (م ۶۶۶ھ، مدفن: ملتان)، فرید الدین گنج شکر (م ۶۷۰ھ، صاحب فوائد السالکین ملفوظات بختیار کاکی، مدفن: پاک پٹن، ضلع ساہیوال)، صدر الدین عارف (م ۶۸۴ھ، صاحب کنوز الفوائد، مدفن: ملتان)، علاؤ الدین صابر (م ۶۹۰ھ، خلیفہ بابا فرید الدین گنج شکر، مدفن: کلیر)، شرف الدین بو علی قلندر (م ۷۲۴ھ، خلیفہ بختیار کاکی، مدفن: پانی پت)، نظام الدین اولیاء (م ۷۲۵ھ، مدفن: دہلی)، سید شرف الدین بلبل شاہ (م ۷۲۷ھ، مدفن: سری نگر)، ابو الفتح رکن الدین (م ۷۳۵ھ، مرشد جہانیاں جہاں گشت، مدفن: ملتان)، امیر حسن بن علاء سنجری دہلوی المعروف بخواجہ حسن دہلوی (م ۷۳۶ھ)، حمید الدین ابو حاکم ہنکاری (م ۷۳۷ھ، مرید شہاب الدین سہروردی و بہاؤ الدین زکریا ملتانی، مدفن: اُچ)، برہان الدین غریب (م ۷۳۸ھ، خلیفہ خواجہ نظام الدین، صاحب حصول الوصول، ہدایت القلوب، نفائس الانفاس، مدفن: دکن)، ابو الحسن امیر خسرو (م ۱۳۲۵ء، مرید نظام الدین اولیاء)، نصیر الدین محمود چراغ دہلوی (م ۷۵۷ھ، مرید نظام الدین اولیاء، مدفن: دہلی)، شمس الدین اسماعیل (م ۷۵۰ھ، مدفن: اُچ ضلع بہاول پور)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید تاج الدین سمنانی جو ۷۶۰ھ میں کشمیر آئے تھے، سید حسین سمنانی جو ۷۷۳ھ میں کشمیر آئے، جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت (م ۷۸۵ھ، صاحب خزانہ جلالی، سراج الہدایہ، جامع العلوم، مدفن: اُچ)، امیر کبیر سید علی ہمدانی جو ۷۸۵ھ میں کشمیر کے دورہ پر آئے تھے، شاہ جلال یمنی (م ۷۸۶ھ، مدفن: سلہٹ آسام)، سید علی ہمدانی (م ۷۹۱ھ، مدفن: کشمیر) گیسو دراز (م ۸۲۵ھ، خلیفہ چراغ دہلوی، صاحب حواشی کشاف، شرح مشارق، حظائر القدس، شرح فصوص الحکم لابن عربی، اسماء الاسرار، مدفن: گلبرگہ)، شاہ مدار (م ۸۵۰ھ)، شاہ مینا لکھنوی (م ۸۷۰ھ)، عبد القدوس گنگوہی (م ۹۴۵ھ، صاحب شرح عوارف، محشی فصوص الحکم، رسالہ قدسیہ، غرائب الفوائد، رشد نامہ، مظہر عجائب، مدفن: سہارن پور)، داؤد کرمانی (م ۹۸۲ھ، مولد ملتان و مدفن ساہیوال)، صفی الدین حقانی (م ۱۰۰۱ھ، مرید ابو اسحاق گارزونی، مدفن: اُچ)، خواجہ باقی باللہ دہلوی (م ۱۰۱۲ھ، مرید شیخ احمد سرہندی)، میاں میر لاہوری (م ۱۰۲۰ھ، مدفن: لاہور)، شاہ حسین (م ۱۵۹۹ء، مدفن: لاہور، تعلق از فرقہ ملامتیہ)، خیر الدین شیخ ابو المعالی قادری (م ۱۰۲۴ھ، صاحب دیوان غربتی، تحفۃ القادری، گلدستہ باغ ارم، رسالہ مونس جان. زعفران زار، مدفن: لاہور)، شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ، صاحب مکتوبات ربانی و رسالہ در رد روافض)، شاہ عبد الحق دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، ابو عبد اللہ سعد معز الدین المعروف بہ آدم بنوری سرہندی (م ۱۶۴۳ء، خلیفہ مجدد الف ثانی)، شاہ دولہ (م ۱۰۷۵ھ، مدفن: گجرات)، محمد سعید سرمد (م ۱۶۵۸ء، صوفی شاعر)، شاہ ابو الرضا محمد (م ۱۱۰۱ھ)، شاہ لطیف بھٹائی (م ۱۱۱۵ھ)، سلطان باہو (م ۱۶۹۱ء، پنجابی صوفی شاعر، صاحب ابیات باہو، مدفن: شور کوٹ جھنگ)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالرحیم دہلوی (دم ۱۱۳۱ھ)، محمد غوث گوالیاری (دم ۱۱۵۲ھ، صاحب رسالہ غوثیہ، مدفن: لاہور)، سید احمد سلطان سخی سرور (دم ۱۱۷۴ھ، خلیفہ شاہ مودود چشتی، مدفن: شاہ کوٹ ڈیرہ غازی خان)، شاہ ولی اللہ دہلوی (د ۱۱۷۶ھ)، بلھے شاہ قصوری (دم ۱۷۵۸ء)، فریدالدین عطار (دم ۱۲۲۹ھ، آپ نے ہندوستان کا سفر بھی کیا تھا)، عبدالوہاب سچل سرمست (دم ۱۸۲۸ء، سندھی صوفی شاعر، صاحب دیوان آشکارا، رہبرنامہ، رازنامہ، قتل نامہ، مرغ نامہ، وصیت نامہ)، اسحاق گارزدنی سہروردی لاہوری (دم ۱۲۸۴ھ)، امداد اللہ مہاجر مکی (دم ۱۸۹۹ء، صاحب جہاد اکبر، مثنوی تحفۃ العشاق، ارشاد مرشد، وحدت الوجود، فیصلہ ہفت مسئلہ، گلزار معرفت، مرقومات امدادیہ، مکتوبات امدادیہ، درنامہ غضبناک، ضیاء القلوب)، خواجہ غلام فرید (دم ۱۹۰۱ء، پنجابی صوفی شاعر، مدفن: مٹھن کوٹ)، اشرف علی تھانوی (دم ۱۹۴۳ء، صاحب عرفان حافظ وغیرہ)، شمس الدین نوربخشی جو ۱۴۹۶ء میں کشمیر میں آئے، میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی (دم ۱۹۲۸ء، مدفن: شیخوپورہ)، وارث علی شاہ (دم ۱۹۰۴ء، مولد دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی)، عبدالرحمٰن بابا (دم ۱۷۰۶ء، پشتو صوفی شاعر، مدفن: ہزارخوانی)، عبدالجلیل چوہڑ شاہ بندگی سہروردی (دم ۱۵۰۴ء، مدفن: لاہور)، صدرالدین ترکپین شاہ (جو ۱۳۲۰ھ میں کشمیر آئے تھے)، احمد رضا خاں بریلوی، قاسم نانوتوی دیوبندی، شاہ علی حیدر، عبداللہ شطاری، ملا شاہ بدخشی، سلیم چشتی (مدفن آگرہ)، محمد علی رضا، شمس الدین سبزداری ثم ملتانی، صدرالدین اسماعیلی (مدفن: اُچ)، تاج الدین بابا (مدفن ناگ پور)، شاہ لطیف بری (مولد جہلم)، فخرالدین زنجانی (پیر سعدالدین حموی، مدفن لاہور)، سید کبیرالدین حسن سہروردی (مدفن اُچ)، موسیٰ آہنگر سہروردی (مرید بہاء الدین زکریا ملتانی، مدفن: لاہور)، شاہ جمال سہروردی، سید شاہ محمد سہروردی (فرزند مخدوم جہانیاں جہاں گشت، مدفن:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُچ)، سید راجو قتال بخاری (خلیفہ و برادر مخدوم جہانیاں جہاں گشت ، مدفن: اُچ) اور ان کے علاوہ بہت سے صوفیاء یکے بعد دیگرے ہندوستان میں پیدا ہوتے رہے جن کے مزارات حیدر آباد دکن گلبرکہ، اورنگ آباد، بریلی، دیوہ، کچھوچھہ، بدایوں، مارہرہ، بمبئی، رودلی، جلال پور، پیروالا، سیہوان، درازہ، حجرہ شاہ مقیم، بھٹ شاہ اور ٹھٹھہ وغیرہ مقامات پر موجود ہیں مگر یہ ان تمام کی تفصیل کا موقع نہیں ہے ۔

صوفیاء کی اشاعت اسلام کے ضمن میں

مساعی کا ایک معروضی تجزیہ :-

مشہور صوفی شیخ فریدالدین گنج شکر کے متعلق مقامی روایات اور گزٹس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پنجاب کے متعدد قبائل ان کے ذریعہ مشرف باسلام ہوئے تھے[۵۱] اسی طرح بعض دوسرے صوفیاء مثلاً علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری، خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ نظام الدین اولیاء، بہاء الدین زکریا ملتانی، جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور امیر خسرو وغیرہ کے ذریعے ہزاروں غیر مسلموں کے تائب اور ان کے معتقد ہونے کے واقعات کتب صوفیہ میں مذکور ہیں ۔

---

۵۱ ؛ SOME ASPECTS OF RELIGION & POLITICS P. 321

LIFE & TIMES OF FARIDUDDIN GANJ-E-SHAKAR =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صوفیاء کے ذریعہ غیر مسلموں کے اسلام قبول کرنے کی ان سے حکایات کی صحت کو تسلیم کر لینے کے باوجود بھی اس سلسلہ میں ان کی کسی عملی کوشش اور جدوجہد کے شواہد موجود نہ ہونے کے باعث شیخ محمد اکرام وغیرہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ :

"باباصاحب (فرید الدین گنج شکر) نے اشاعت مذہب اور تبدیل عقائد کی جو مثالیں یادگار چھوڑی ہیں ان میں اظہارِ کرامت کو بڑا دخل ہے.... حضرت باباصاحب کو جن لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا وہ سادہ اور ضعیف الاعتقاد تھے اِن پر کرامات کا بڑا اثر ہوتا تھا چنانچہ باباصاحب اپنے تصرفات کی بنا پر ان میں شاندار نتائج پیدا کر سکے"۔[106]

اسی طرح "خزینۃ الاصفیاء"[107] اور "A HISTORY OF SUFISM IN IN-DIA"[108] وغیرہ میں مذکور ہے کہ "جواہر فریدی اور بعض دوسرے صوفی مآخذ میں کرامات کے نتیجہ میں بڑی تعداد میں لوگوں کے مشرف باسلام ہونے کا ذکر ہے"۔

پس معلوم ہوا کہ صوفیاء کے تعلق سے جہاں کہیں بھی[109] اشاعتِ اسلام کا ذکر ملتا ہے وہ بطور خوارق و کرامات کے ہی ملتا ہے،

= آب کوثر ص۲۵۱ ، P.231; PREACHING OF ISLAM P.107-109;

[106] آب کوثر ص۲۸۳ ۔

[107] ج ۱ ص۲۵۹-۲۶۳ ۔

[108] P.117 و VOL.1 ۔ [109] خزینۃ الاصفیاء ۱/۲۵۴، ۲۵۸-۲۶۲ ؛

خیر المجالس ص ۵۴، ۸۶-۸۷، ۱۹۱-۱۹۲، ۲۰۸، ۲۶۹ ؛ فوائد الفواد ص۲۱۰، ۲۲۷-۲۲۸ ، آب کوثر ص۲۸۳ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی کوئی شہادت نہیں ملتی جس سے ان حضرات کی اس ضمن میں کسی عملی جد و جہد یا کوششوں کا سراغ مل سکتا ہو۔ وہ مصادر و ماخذ جن کے متعلق یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ اُن میں اُن صوفیاء کی زندگی کے اس اہم گوشے (یعنی اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کی جانے والی ان کی تبلیغی سرگرمیوں) کی مستند اور قابل اعتماد تفصیلات مل سکیں گی، اس بارے میں قطعی خاموش ہیں۔ مثال کے طور پر خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات کا مجموعہ "فوائد الفواد"، جس کا رتبۂ استناد عام طور پر صوفیاء و مورخین کے نزدیک مسلم ہے خواجہ معین الدین چشتی کی شخصیت، ان کے حالات زندگی، ان کی تعلیمات، ان کے اہم کارناموں اور تبلیغ و ارشاد کے سلسلہ میں ان کی مساعی کے ذکر سے بالکل خالی ہے۔ اسی طرح حمید قلندر کی "خیر المجالس"، جمالی کی "سیر العارفین" اور محمد بن مبارک علوی کی "سیر الاولیاء" وغیرہ بھی اس ضمن میں قطعاً خاموش ہیں۔

ان تمام صوفی ماخذ (جن کی حیثیت گھر کی شہادت کی ہو سکتی تھی) اور دیگر تاریخی شواہد کی اس باب میں مکمل خاموشی کے منطقی اعتبار سے مندرجہ ذیل چند امکانات ہو سکتے ہیں:

اوّل یہ کہ ان صوفیاء نے اس سلسلہ میں قطعاً کوئی کوشش ہی نہیں فرمائی ہو۔

دوم یہ کہ اگر انھوں نے اس جہت میں کوئی کوشش کی بھی تھی تو ان کے جانشینوں اور سوانح نگاروں کی نظر میں اس کام کی کوئی اہمیت نہ تھی کہ اس کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھا جاتا۔

سوم یہ کہ اگر صوفیاء نے اس بارے میں کوئی کوشش کی تھی تو انھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت ناکامی کا سامنا ہوا تھا۔

چہارم یہ کہ اگر صوفیاء نے اس بارے میں کوشش کی تھی تو وہ اس قدر غیر منظم، غیر مسلسل، مختصر اور محدود تھی کہ جس پر تبلیغ کا گمان ہی نہ ہو سکتا ہو۔

بہر حال یہ بات تو کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ اگر باقاعدہ اشاعت اسلام کا مسئلہ ان صوفیاء کی ترجیحات میں شامل ہوتا یا غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں داخل کرنا وہ اپنی روحانی ذمہ داری محسوس کرتے تو یہ یقینی امر ہے کہ وہ اس پر ضرور غور و فکر کرتے اور اس کی تکمیل کے لیے کوئی نہ کوئی طریقہ ضرور اختیار کرتے۔ مگر اس ضمن میں دستیاب تمام تاریخی شواہد کے تنقیدی مطالعہ سے یہ بات اظہر من الشمس بن کر ابھرتی ہے کہ ان صوفیاء نے ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں قطعاً کوئی قدم نہیں اٹھایا تھا، جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، ورنہ ہندوستان کی اسلامی تاریخ میں بلاشبہ یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہوتا اور تاریخی نہ سہی، صوفی مآخذ ہی اس کے تذکرہ سے قطعاً تہی دامن نہ ہوتے۔

جب تمام سوانح نگار ہندوستان میں ان اساطینِ تصوف کے متعلق خوارق و کرامات کے ظہور کے زیرِ اثر بکثرت لوگوں کے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کے علاوہ قطعاً ایسے واقعات بیان نہیں کرتے جن سے یہ اندازہ لگایا جا سکے کہ کچھ غیر مسلم ان بزرگوں کی تعلیمی و تبلیغی سرگرمیوں کے ذریعہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تھے تو اس بات پر مصر رہنا کہ "ہندوستان میں اسلام کی اشاعت کا اصل سہرا صوفیاء کے سر ہے" محض اندھی عقیدت اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی احمقانہ کوشش کے سوا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہو سکتا ہے؟

صوفیاء کے حالات زندگی سے تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہندوستان میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں انھوں نے قطعاً کوئی کوشش نہیں کی تھی۔ ذیل میں ہم ان صوفیاء کے بعض مشہور اصول کے تجزیاتی مطالعہ سے بھی یہ امر ثابت کریں گے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی بیان کرتے ہیں:

"صوفیاء نے ہندوستان کے تہذیبی نقشے میں ہر دین اور ہر قبلہ گاہ کی اہمیت کو پہچان لیا تھا۔"[۱۱۰]

پروفیسر موصوف مزید فرماتے ہیں:

"صوفیاء مختلف مذاہب کو خدا تک پہنچنے کے مختلف راستے مانتے تھے چنانچہ دوسرے راستوں (مذاہب) کے خلاف تنقید کو ناپسند کرتے تھے۔"[۱۱۱]

عزیز احمد صاحب بھی بیان کرتے ہیں کہ:

"صوفیاء کے نزدیک وحدۃ الوجود اور وحدت الشہود کے نظریات کے پیشِ نظر کافر و مومن کے امتیازات مٹ جاتے ہیں اور ویدوں کو الہامی کتب کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔"[۱۱۲]

---

[۱۱۰] تاریخ مشائخ چشت ۱/۲۸۳، [۱۱۱] "سماجی یک جہتی میں صوفی سنتوں کا رول" طبع در ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص۳۶ مجریہ ماہ جنوری ۱۹۸۳ء، [۱۱۲] "STUDIES IN ISLAMIC CULTURE IN THE INDIAN ENVIRONMENT", P.138-139.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سلسلہ صابریہ کے ایک صوفی عبدالقدوس گنگوہی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

"ایں چہ شور و ایں چہ غوغا کشادہ، کسے مومن کسے کافر کسے مطیع کسے عاصی، کسے در راہ کسے بے راہ، کسے مسلم کسے پارسا، کسے ملحد کسے ترسا، ہمہ در یک سلک است۔"[۱۱۳]

یعنی "یہ کیسا شور و غوغا پھیلا ہوا ہے کہ کوئی مومن ہے کوئی کافر، کوئی فرمانبردار ہے کوئی گناہگار، کوئی راہ رو ہے کوئی بے راہ رو، کوئی مسلم ہے کوئی پارسا، کوئی ملحد ہے کوئی خدا ترس — یہ سب دراصل ایک ہی راستہ کے راہی ہیں"۔

اسی طرح منقول ہے کہ :

"اجمیر کے شیخ حمیدالدین چشتی نے ایک مرید کو مریدی سے خارج کر دیا تھا کیونکہ وہ مذہب کی ظاہر داریوں کو اہمیت دیتا تھا اور کسی غیر مسلم کی روح کے اندر جھانکنے سے قاصر تھا۔ ان کے نزدیک اہم بات یہ تھی کہ کسی شخص کی روحانی حالت کیا ہے اور وہ خدا سے کتنا نزدیک ہے نہ کہ یہ بات کہ اس کے ماتھے پر کون سا لیبل لگا ہوا ہے۔"[۱۱۴]

پس اگر صوفیاء کے نزدیک تمام مذاہب کا منتہا، مقصود و منزل ایک ہی تھی تو پھر منطقی نقطہ نظر سے ان کی نگاہ میں اسلام کی توسیع و اشاعت کے لیے

---

۱۱۳ مکتوبات قدوسیہ ص ۳۰۵ ، ۱۱۴ "سماجی یک جہتی میں صوفی سنتوں کا رول" — ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص ۳۵ مجریہ ماہ جنوری ۱۹۸۳ء۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش اور جدوجہد کی کوئی حاجت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ شاید اسی باعث ان حضرات نے اس سلسلہ میں کوئی کوشش کرنا قطعاً غیر اہم سمجھا تھا۔

چونکہ صوفیاء مختلف مذاہب کو اللہ تک پہنچنے کے مختلف راستے سمجھتے تھے اور ایک دوسرے پر تنقید کو ناپسند کرتے تھے، جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے لہذا بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی "صوفیاء کا پختہ یقین تھا کہ روحانی فضیلت مسلمانوں کی طرح ہندو بھی حاصل کر سکتے ہیں"[115] چنانچہ ان حضرات نے یہ اصول وضع کیا کہ انسانوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی تفریق نہ کی جائے بلکہ اس امر کی کوشش کی جائے کہ غیر مسلموں کے ساتھ ہمیشہ شگفتہ نوعیت کے تعلقات قائم رہیں چنانچہ "نافع السالکین" میں مذکور ہے:

"حضرت قبلہ من قدس سرہ فرمودند کہ در طریق ما ہست کہ با مسلمان وہندو صالح باید داشت و ایں بیت شاہد آوردند ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام
با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام"[116]

یعنی "حضرت قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے طریق میں ایک اصول یہ ہے کہ مسلمان اور ہندو دونوں سے صلح کا تعلق رکھا جائے اور اس کے لیے یہ شعر بطور شہادت پیش کرتے تھے: اے حافظ اگر تو اپنے رب سے وصال کا خواہاں ہے تو ہر خاص و عام کے ساتھ صلح رکھ، مسلمانوں کے ساتھ اللہ اللہ اور برہمن کے ساتھ رام رام کر۔"

---

[115] "SOME ASPECTS OF RELIGION AND POLITICS" P.318

[116] تاریخ مشائخ چشت ۱/۳۸۳ بحوالہ نافع السالکین ص۱۲۶ وکذا فی آب کوثر ص۲۱۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سلسلہ چشتیہ کے صوفی شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"تا سعاً آں کہ صلح با ہندو و مسلمان سازند و ہر کہ از یں دو فرقہ کہ اعتقاد بشما نداشتہ باشند ذکر و فکر و مراقبہ و تعلیم او بگویند کہ ذکر بخاصیت خود او را برلقہ اسلام خواہد کشید۔"[117]

یعنی "نہم یہ کہ ہندو اور مسلمان دونوں سے صلح رکھی جائے اور ان دونوں فرقوں میں سے جو بھی تم سے اعتقاد رکھتا ہو اس کو ذکر و فکر اور مراقبہ کی تعلیم دی جائے کہ ذکر اپنی خاصیت سے اس کو خود دائرۂ اسلام میں کھینچ لائے گا"۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی اپنے ایک مضمون "سماجی یکجہتی میں صوفی سنتوں کا رول" کے تحت اس صلح جوئی کا سبب یوں بیان فرماتے ہیں:

"خدا کی محبت کو اپنا آدرش ماننے والوں کو خدا کے اوصاف کا اپنانا ضروری تھا یعنی جس طرح خدا نے سورج پانی اور زمین جیسی تمام نعمتیں ہر ذات، رنگ، نسل اور کردار کے لوگوں کو یکساں طور پر بخشی ہیں اسی طرح انسان کا بھی فرض ہے کہ وہ تمام انسانوں کو برابر سمجھے مذہب یا نسل کی بنیاد پر امتیاز کرنا خدا کی مرضی کے خلاف ہے لہذا صوفیوں کے فلسفۂ حیات میں اس کے لیے کوئی

---

[117] تاریخ مشائخ چشت ۵/۲۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ نہ تھی"۔ ۱۱۸ھ

واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں غیر مسلموں کے ساتھ صوفیاء کی مصالحت پسندی کا یہ اصول ہی دراصل ان کی ہر دلعزیزی کا سبب بنا ہے۔ شیخ محمد اکرام اور پروفیسر خلیق احمد نظامی بیان کرتے ہیں کہ "صوفیاء کی غیر مسلموں کے ساتھ مصالحت والی پالیسی اس قدر بڑھی کہ خود صوفیاء نے بہت سے ہندو رسم و رواج کو اختیار کر لیا تھا" ۱۱۹ھ

اس حقیقت کو بہت سے مستشرقین مثلاً ہارٹن (HORTON) بلوشیت (BLOCHET)، ماسی نون (MASSIG NOON) گولڈزیہر (GOLD ZIHER) اور اولیری (O' LEARY) وغیرہ نے بھی تسلیم کیا ہے۔

بعض ہندو طور طریقے جنھیں صوفیاء نے اختیار کر لیا تھا تقاضائے شریعت کے قطعاً منافی بھی تھے مثلاً شرعاً حلال اشیاء کے استعمال کو اپنے لیے حرام سمجھ لینا۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی فرماتے ہیں :

"صوفیاء ہندوانہ نظریہ اہنسا کے قائل تھے۔ ہندو بھائیوں کے جذبات کے احترام کے پیش نظر ان کا خیال تھا کہ جو شخص ۴۰ گائیں یا ۱۰۰ بکریاں ذبح کرتا ہے وہ گویا ایک آدمی کو قتل کرتا ہے۔ اور جس نے صرف لذت کی خاطر کسی

۱۱۸ھ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ص ۳۵ بحریہ ماہ جنوری ۱۹۸۳ء، ۱۱۹ھ "SOME ASPECTS OF RELIGION AND POLITICS IN INDIA DURING THE 13th CENTURY," P.128 – ۱۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانور کی جان لی تو وہ گویا انہدام کعبہ کا مرتکب ہوا"۔ [۱۲۰]

مشہور صوفی حمید الدین ناگوری کے متعلق مشہور ہے کہ "وہ اہنسا پر سختی کے ساتھ پابند تھے، صرف سبزیاں کھاتے اور ہرگز یہ پسند نہ کرتے تھے کہ ان کے لیے کسی جاندار کی جان لی جائے"۔ [۱۲۱]

پروفیسر خلیق احمد نظامی صوفیاء کا منہج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صوفیاء خدمت خلق کو عبادت کا درجہ دیتے تھے اور دل نوازی مخلوق کے ذریعے خالق کائنات تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ کسی دل کو تسکین وراحت پہنچانا اعلیٰ ترین عبادت ہے۔ "دل بدست آور کہ حج اکبر است" ان کا لائحہ عمل تھا۔ وہ پوری مخلوق کو اللہ کا کنبہ سمجھتے تھے اور "الخلق عیال اللہ" پر سچا ایمان رکھتے تھے۔ ان کے دستور حیات میں قلوب انسانی کو ایک رشتۂ الفت میں پرونا سب سے مقدس کام تھا"۔ [۱۲۲]

قارئین کرام ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو طبقہ کسی کی دل نوازی اور کسی کے دل کو راحت وتسکین پہنچانے کی غرض سے اپنی دینی تعلیمات سے دستبردار ہو کر دوسروں کی تعلیمات کو اپنا لائحہ عمل بنا لے کیا اس طبقہ کے افراد سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے اصل دین کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں بھی کوئی خاطر خواہ خدمت انجام دے سکے گا؟

---

[۱۲۰] ایضاً ص ۳۱۸-۳۱۹ ملخصاً بحوالہ انیس الارواح [۱۲۱] ایضاً ص ۲۳۹-۲۴۰ ملخصاً بحوالہ سرور الصدور [۱۲۲] اوراق مصور ص ۵۱-۶۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق یہ ہے کہ صوفیاء کی غیر مسلموں کے ساتھ یہ حکمت عملی، ان کے غیر معمولی اثرات و مقبولیت کے ساتھ ان کے مختلف سلاسلِ تصوف کی توسیع و اشاعت کا ذریعہ تو ضرور بنی لیکن اسلام کی تبلیغ و ترویج کے سلسلہ میں ان کی مساعی کی کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں ہے۔

ہندوستان میں جو صوفیاء گزرے ہیں ان میں سے بعض کے متعلق یہ تفصیل بھی کسی صاحبِ علم سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وہ ہندو جوگیوں اور سنتوں سے ان کے علم و تجربات جاننے کی کوشش کرتے، ان سے استفادہ کی خواہش کا برملا اظہار کرتے اور ان کی تحسین فرمایا کرتے تھے چنانچہ منقول ہے کہ "ایک مرتبہ شیخ فریدالدین کی مجلس میں ایک جوگی موجود تھا۔ شیخ نظام الدین نے اس سے پوچھا کہ تم لوگوں کے یہاں اصل چیز کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہمارے علم کی رو سے نفسِ آدمی دو عالم پر مشتمل ہے، عالم علوی اور عالم سفلی پھر اس جوگی نے ان دونوں عالموں کی قدرے تفصیل بیان کی۔ شیخ نے اس کی گفتگو سن کر تحسین آمیز لہجہ میں فرمایا "مرا سخن او خوش آمد"۔ یعنی "مجھے اس کا کلام پسند آیا" ۱۲۳ھ

واضح رہے کہ ہمارے بعض علماء اس کائنات کے لیے "عالم اکبر" اور خود اپنے نفس کے لیے "عالم اصغر" کی جو اصطلاحات استعمال کیا کرتے ہیں وہ انہی صوفیاء کی راہ سے داخل ہونے والا جوگیانہ فلسفہ ہے۔

"خیر المجالس" میں بھی ایک مقام پر جوگیان سندھ کا تذکرہ بایں الفاظ موجود ہے: "انفاس شمردہ می زنند"۔ شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی نے

۱۲۳ھ فوائد الفواد ص ۵۹-۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اسی فلسفہ کے زیر اثر فرمایا تھا: "ولہٰذا صوفی آنست کہ نفس او شمردہ باشد"۔ ۱۲۴ھ

لیکن افسوس کہ باوجود ربط و تعلق ہونے کے ان صوفیاء میں سے کسی کے متعلق بھی ان ہندو جوگیوں اور سنتوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے یا انھیں دین کی طرف راغب یا مائل کرنے یا تلقین کرنے کا قطعاً کہیں ذکر نہیں ملتا۔ کیا کوئی ذی عقل یہ بات باور کر سکتا ہے کہ یہ صوفیاء جب اپنی مجالس میں ہندو جوگیوں اور سنتوں سے ان کے تجربات، علم ومشاہدہ کے سلسلہ میں تبادلۂ خیال کریں تو وہ تمام بحث "ON THE RECORD" محفوظ رہے لیکن جب اپنی مجالس میں موجود انہی جوگیوں کو اسلام کی دعوت دیں تو وہ تمام مباحثہ "OFF THE RECORD" بن جائیں؟

مختصر یہ کہ تصوف کی ان بھول بھلیوں میں صدیاں بیت گئیں، تمام اقوام عالم بیدار ہوتی رہیں لیکن عام ہندوستانی مسلمان تصوف کے افیونی نشہ کے زیر اثر محوِ استراحت ہی رہا مگر ہندوستان میں صوفیاء کے اس غلبہ سے ہمارا یہ قطعی مقصد نہیں ہے کہ اہل حق موجود نہ رہے ہوں، سرے ہی سے معدوم ہو گئے ہوں، بلکہ ہمارا مقصد فقط یہ ہے کہ تصوف کی آمد سے عوام کا رجحان علوم شریعت کی طرف سے ہٹ کر تصوف اور سلوک کی جانب منتقل ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس پُر آشوب دور میں بھی علمائے حدیث وقرآن مسلسل پیدا ہوتے رہے لیکن ان کی تعداد بہت کم اور ان کا حلقۂ

۱۲۴ھ خیر المجالس ص ۵۹-۶۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درس بہت محدود تھا۔ نتیجۃً اشاعت اسلام کا دائرہ جو کبھی وسعت پذیر تھا تنگ سے تنگ تر ہوتا چلا گیا۔ اس پستی کے دور میں تصوف کو پھلنے پھولنے کا خوب موقع ملا لہٰذا ہم پاتے ہیں کہ ہندوستان میں تصوف بہت جلد دین اسلام کے متوازی ایک دوسرے دین کی حیثیت سے کھڑا ہو گیا اور اسلام کے مدمقابل بہت حد تک تندرست و توانا بھی تھا۔

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پُرفتن دور میں بھی بعض سعید روحیں ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ ذیل میں ہم انہی سعید روحوں کا تذکرہ کریں گے:

چھٹی صدی ہجری کے ایک محدث اور انکی مساعی کا جائزہ

چھٹی صدی ہجری (یعنی ۵۷۷ھ) میں ایک بزرگ علامہ رضی الدین ابو الفضائل الحسن بن محمد بن الحسن بن حیدر بن علی القرشی العدوی العمری الصغانی الحنفی رحمہ اللہ بمقام لاہور پیدا ہوئے۔ آپ نے ہندوستان کے علمائے وقت کے علاوہ علمائے یمن و عرب کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہہ کیا تھا۔ آپ کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی مطبوعہ تصانیف میں مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ، الاضداد، یفعول، العباب الزاخر و اللباب الفاخر اور موضوعات الصغانی، اور غیر مطبوعہ تصانیف میں مجمع البحرین، التکملہ لصحاح الجوہری، اسامی شیوخ البخاری، الشوارد فی اللغات، شرح القلادۃ السمطیۃ فی توشیح الدریدیۃ، شرح صحیح البخاری، شرح ابیات المفصل، کتاب فعال علی وزن حذام اوقطام، کتاب التراکیب، کتاب درّۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصحابۃ فی مواضع وفیات الصحابہ، مختصر الوفیات، ما تفرد بہ بعض ائمۃ اللغۃ، فعلان علی وزن سیّان، کتاب الافتعال، الانفعال، کتاب الاصفاد، کتاب العروض، کتاب فی اسماء الأسد، کتاب فی اسماء الذئب، کتاب مصباح الدجیٰ، کتاب الشمس المنیرہ من الصحاح الماثورہ، کتاب الضعفاء، کتاب الفرائض، کتاب فی اسماء العادۃ، کتاب فی تعزیۃ بیتی الحریری، کتاب ذیل العزیزی، کتاب نظم عدد آی القرآن، کتاب نقعۃ الصدیان فی علم الحدیث، الدر الملتقط فی تبیین الغلط ونفی اللغط آپ کے کمال علم پر دلیل ہیں۔

آں رحمہ اللہ اپنی کتاب "مشارق الانوار" کے دیباچہ میں خود تحریر فرماتے ہیں:

"یہ کتاب صحت اور متانت میں میرے اور اللہ کے مابین حجت ہے۔ وہی خوب جانتا ہے کہ میں نے اس کی تالیف میں کس قدر مشقت اٹھائی ہے۔ اس کتاب کی خوبی اور بزرگی ہر شخص دریافت نہیں کر سکتا، اس کو صرف علماء جانتے ہیں اور علماء میں سے بھی صرف وہی عالم جانتے ہیں جن کو علم حدیث میں بڑا ملکہ اور کمال مہارت حاصل ہے۔"[125]

آں رحمہ اللہ ہی "مشارق الانوار" کے خطبہ میں اس کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب زمانہ بگڑا اور اہل علم مرکھپ گئے اور کم علم نافہم جن کو صحیح اور ضعیف کے مابین تمیز نہیں عالم اور پیشوا

---

[125] کما فی مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۳۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور ہوئے تو میں نے اس کتاب "مشارق الانوار" میں اپنی دو تصانیف مصباح الدجی اور الشمس المنیرہ کی صحیح احادیث جمع کیں اور کتاب النجم للاقلیشی رحمہ اللہ و کتاب الشہاب للقضاعی رحمہ اللہ سے بھی جو صحیح روایات ملیں وہ اس میں شامل کیں تاکہ صحیح احادیث مختصر کتاب میں یکجا جمع ہو جائیں۔"[126]

اس کتاب کی اہمیت، جامعیت اور افادیت کا اندازہ علامہ گازرونی کے اس قول سے بخوبی ہوتا ہے کہ "مشارق الانوار میں سب احادیث دو ہزار دو سو چھیالیس ہیں۔" مشارق الانوار کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں جن کی تفصیل دادا مرحوم علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے "مقدمہ تحفۃ الاحوذی"[127] میں درج کی ہے۔

علامہ صغانی رحمہ اللہ کی ایک دوسری کتاب "الدر الملتقط" کے متعلق علامہ کتانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

"رضی الدین ابو الفضائل حسن بن محمد بن الحسن بن حیدر العدوی العمری الصغانی جن کو بعض لوگ الصاغانی رحمہ اللہ بھی کہتے ہیں۔۔۔ نے اس کتاب میں احادیث موضوعہ جمع کی ہیں اور اس میں ایسی بہت سی احادیث بھی درج کر دی ہیں جو موضوع کے درجہ کو نہیں پہنچتی ہیں۔ وہ محدثین میں سے ابن الجوزی رحمہ اللہ اور فیروز آبادی رحمہ اللہ صاحب سفر السعادہ وغیرہ کی طرح اس بارے میں بہت متشدد تھے۔"[128]

---

[126] نفس مصدر ص ۱۲۵، [127] نفس مصدر ص ۱۳۶ - ۱۳۷، [128] الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۵۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی رحمہ اللہ، ابوطاہر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، محمد درویش حوت البیروتی رحمہ اللہ، محمد علی الشوکانی رحمہ اللہ، ملا علی القاری رحمہ اللہ، اور محدث عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے احادیث موضوعہ سے متعلق علامہ صغانی رحمہ اللہ کی تصریحات کو بہت سے مقامات پر قبول کیا ہے۔[129]

آں رحمہ اللہ کا سنہ وفات ۶۵۰ھ ہے۔

علامہ صغانی رحمہ اللہ کے تفصیلی ترجمہ کے لیے الاعلام لخیر الدین زرکلی رحمہ اللہ، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات النحاۃ للسیوطی رحمہ اللہ، الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیۃ لعبد القادر قرشی رحمہ اللہ، شذرات الذہب، العبر، العقد الثمین لتقی الدین الفاسی رحمہ اللہ، فوات الوفیات، معجم الادباء، النجوم الزاہرہ لابن تغری بردی رحمہ اللہ، تاریخ التراث العربی لفواد سزکین، الرسالہ المستطرفہ للکتانی رحمہ اللہ، تحفۃ الاخیار، ابجد العلوم للنواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ اور مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف رجوع فرمائیں۔[130]

---

[129] سفر السعادۃ ص۱۴۵، کشف الخفاء ۲/۹۲، ۲۸۶، ۲۹۳، ۳۰۰، الفوائد المجموعہ ص ۱۴۷، ۲۱۷، ۲۵۷، اسنی المطالب ص۱۳۰، الاسرار المرفوعہ ص۲۷، المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ص ۲۷، ۶۱، ۹۰، ۹۱، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۲۹، ۱۵۰، ۱۵۵، ۱۷۷، ۱۸۲، ۲۰۴، ۲۱۴، ۲۱۸، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۵، ۲۴۸، سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ۱/۶۵، ۱۶۵،

[130] الاعلام للزرکلی ۲/۲۳۳، بغیۃ الوعاۃ ۱/۵۱۹، الجواہر المضیئہ ۱/۲۰۱-۲۰۲، شذرات الذہب ۵/۲۵۰، العبر ۵/۲۰۵-۲۰۶، العقد الثمین للفاسی ۴/۱۷۶-۱۷۹، فوات الوفیات للکتبی ۱/۲۶۱-۲۶۲، معجم الادباء ۹/۱۸۹-۱۹۱، النجوم الزاہرہ ۷/۲۶، تاریخ التراث العربی لفواد سزکین ۱/۲۰۱، الرسالۃ المستطرفہ ص۱۵۱، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۳۵-۱۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ صغانیؒ سے قبل قاضی سعد الدین خلف بن محمد الکردی الحسنابادی شیخ نظام الدین محمد بن الحسن المرغینانیؒ اور شیخ مسعود بن شیبہ بن الحسین ابن السندی عماد الدینؒ (صاحب کتاب التعلیم[131]) وغیرہ کا شمار ہندوستان کے مشاہیر علماء میں ہوتا تھا۔ اول الذکر دو علماء سے علامہ صغانیؒ کو شرفِ تلمذ حاصل رہا ہے۔

ساتویں سے دسویں صدی ہجری تک کے بعض علمائے حق اور ان کی علمی خدمات

علامہ صغانیؒ کے بعد شیخ محمود بن محمد سعد الدین دہلوی (م ۶۷۱ھ، صاحب افاضۃ الانوار فی اضاءۃ اصول المنار[132]) ایک مشہور عالم دین تھے۔ ان کے بعد قاضی جلال الدین دہلویؒ اور علامہ نجم الدین ابو الخیر سعید بن عبد اللہ دہلویؒ (م ۷۴۹ھ) کا دور آتا ہے، پھر شمس الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد الدائم بن موسیٰ برماوی شافعیؒ (م ۸۳۱ھ، صاحب اللامع الصبیح شرح جامع الصحیح للبخاریؒ)، شیخ فیروزؒ (م ۸۶۰ھ، والد شاہ سعد اللہؒ)، شیخ سعد اللہؒ (م ۹۲۸ھ، جد امجد شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ)، شیخ امان اللہ پانی پتیؒ (م ۹۵۷ھ) عبد الاول جونپوریؒ (م ۹۶۸ھ، صاحب فیض الباری شرح صحیح البخاریؒ) شیخ علی مہا ئمیؒ، شیخ علی المتقی بن حسام الدین جونپوریؒ (م ۹۷۵ھ، صاحب منہج العمال فی سنن الاقوال، الاکمال

[131] الجواہر المضیئہ ۲/۲۰۱، [132] نفس مصدر ۲/۳۰۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لمنہج العمال، غایۃ المثال فی سنن الاقوال، مستدرک الاقوال لسنن الافعال وکنز العمال فی سنن الاقوال والافعال)، شیخ ناگوری، شیخ رزق اللہ مشتاق بن شیخ سعد اللہ، شیخ ید اللہ السوہی، شیخ برخور دار السندی، شیخ سیف الدین (م ۹۹۰ھ، ابن شیخ سعد اللہ) شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی (م ۹۹۸ھ، استاذ شاہ عبدالحق محدث دہلوی، صاحب شرح شرح نخبۃ الفکر) اور شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی حنفی (م ۹۸۶ھ، صاحب مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، تذکرۃ الموضوعات، تعلیقات علی جامع الترمذی عن شرحہ الاحوذی، المغنی فی اسماء الرجال، قانون فی ضبط الاخبار الموضوعۃ والرجال الضعفاء) وغیرہ جیسے کبار علماء و محدثین پیدا ہوئے۔ ان میں سے شیخ علی المتقی بن حسام الدین جونپوری کے متعلق شیخ ابوالحسن الشافعی کا معروف قول ہے کہ "علامہ سیوطی کا تمام علماء پر احسان ہے اور علامہ علی المتقی کا علامہ سیوطی پر احسان ہے۔"

اس عہد کے ایک اور نامور عالم شیخ علی شیخ علی المتقی بن حسام الدین کے تلمیذ شیخ محمد بن طاہر بن علی پٹنی گجراتی تھے جن کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

شیخ محمد بن طاہر پٹنی:۔ شیخ پٹنی کے متعلق علامہ عبدالرحمن مبارکپوری نے "مقدمہ تحفۃ الاحوذی" میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا یہ قول نقل کیا ہے:

> "میاں محمد طاہر در پٹن گجرات بودہ۔۔۔ بحرین شریفین رفت و مشائخ آں دیار شریف را دریافت تحصیل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتکمیل علم حدیث نمود با شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ صحبت داشت و مرید شد در علم حدیث توالیف مفیدہ جمع کردہ ازاں جملہ کتابیست کہ متکفل شرح صحاح است مسمی بمجمع البحار و رسالۂ دیگر مختصر مسمی بمغنی کہ تصحیح اسماء رجال کردہ بے تعرض بہ بیان احوال بغایت مختصر و مفید و در خطبہائے ایں کتب مدح شیخ علی متقی بسیار کردہ۔" ۱۳۳

یعنی "میاں محمد طاہر پٹن (گجرات) کے مقام پر تھے ...... آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے اور اس دیار شریف کے علماء و مشائخ سے علم حدیث کی تحصیل و تکمیل کی۔ شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ علمی مصاحبت رکھی اور ان کے مرید ہو گئے۔ آپ نے علوم حدیث پر مفید کتابیں تالیف کی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب ایسی ہے جو صحاح کی شرح کی متکفل ہے۔ اس کتاب کا نام "مجمع البحار" ہے۔ اسی طرح "مغنی" کے نام سے ایک دوسرا مختصر رسالہ بھی اسماء الرجال کی تصحیح پر بے تعرض بیان احوال رجال تالیف فرمایا۔ یہ رسالہ انتہائی مختصر لیکن مفید ہے۔ ان کتب کے خطبہ میں شیخ علی متقی نے ان تالیفات کی بہت مدح بیان کی ہے۔"

شیخ محمد بن طاہر پٹنی گو حنفی المسلک تھے لیکن ان کی تصانیف کے بعض مقامات سے تقلید و جمود کے برعکس تحقیق و اتباعِ سنّت کا رجحان عیاں ہوتا ہے مثلاً مادہ "بطل" کے تحت بغیر ولی کے نکاح

---

۱۳۳ مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۸۹ ـ ۱۹۰ بحوالہ "اخبار الاخیار"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والی عورت کے نکاح باطل ہونے کے متعلق لکھتے ہیں :

"قد اضطر فیه الحنفیة فتارة یتجاسرون بالطعن فی سنده من غیر مطعن"۔ ۱۳۴ھ

یعنی "اس حدیث کے بارے میں علمائے حنفیہ بڑے مجبور ہوئے ہیں، کبھی بلاوجہ ہی اس حدیث کی سند پر طعن کی جسارت کرتے ہیں حالانکہ یہ سند قطعی طور پر اسباب طعن سے خالی ہے"۔

اسی طرح مادہ "قطر" کے تحت "توضأ وعلیه عمامة قطریة" کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"وفیه ابقاء العمامة حال الوضوء وهو یرد علی کثیر من الموسوسین ینزعون عمائمهم عند الوضوء وهو من التعمق المنهی عنه وکل خیر فی الاتباع وکل شر فی الابتداع"۔ ۱۳۵ھ

یعنی "اس حدیث میں حالت وضو میں پگڑی سر پر رکھے رہنے کا ثبوت موجود ہے اور اس میں بہت سے ایسے لوگوں کی تردید بھی موجود ہے جو وسواس کا شکار ہیں اور وضو کے وقت اپنی پگڑیوں کو اتار دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسا تکلف ہے جس سے منع فرمایا گیا ہے۔ تمام خیر اتباع ہی میں مضمر ہے اور تمام شر بدعت میں ہے"۔

جمود اور تقلیدی غلو سے آزاد ہونے کے باوجود آں رحمہ اللہ بعض مقامات پر فقہ حنفی کے وکیل اور بعض مقامات پر اس دور میں شائع متصوفانہ نظریات کے قائل وحامل بھی نظر آتے ہیں لیکن یہاں ان کی تفصیلات کا

۱۳۴ھ مجمع بحار الانوار ۱/۹۹، ۱۳۵ھ نفس مصدر ۳/۱۵۶

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کرنا طولِ محض کا باعث ہو گا۔

گیارہویں صدی ہجری کے بعض علماء اور انکی علمی خدمات

گیارہویں صدی ہجری میں شیخ علم اللہ بیجا پوریؒ (م سنہ ۱۰۲۴ھ)، قاضی نصیر الدین برہان پوریؒ (م سنہ ۱۰۳۱ھ)، شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف ثانیؒ (م سنہ ۱۰۳۴ھ، صاحب مکتوبات امام ربانی، در لاثانی مبدأ و معاد، رد روافض)، شاہ عبد الحق بن سیف الدین دہلویؒ (م سنہ ۱۰۵۲ھ، صاحب اللمعات شرح مشکوٰۃ بزبان فارسی، التبیان فی ادلۃ مذہب الامام ابی حنیفۃ النعمانؒ، اخبار الاخیار، مدارج النبوۃ، جذب القلوب)، خواجہ خاوند معین الدین بن خواجہ خاوند محمود المعروف بحضرت الشان[۱۳۶] (م سنہ ۱۰۵۲ھ) خواجہ حیدر بن خواجہ فیروز کشمیریؒ[۱۳۷] (م سنہ ۱۰۵۶ھ)، شیخ عبد الحلیم بن شمس الدین[۱۳۸] سیالکوٹیؒ (م سنہ ۱۰۶۷ھ، صاحب حواشی شرح المواقف، تفسیر بیضاوی، مقدمات التوضیح المطول)، شاہ نور الحق بن عبد الحق دہلوی (م سنہ ۱۰۷۳ھ، صاحب تیسیر القاری شرح صحیح البخاریؒ بزبان فارسی، لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ بزبان عربی، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ بزبان فارسی، رسالہ اسناد حدیث و اسماء الرجال)، شیخ خازن الرحمتؒ بن شیخ احمد سرہندی، شیخ محمد سعیدؒ (محشی مشکوٰۃ)، شیخ سلام اللہؒ (شارح موطا)، شیخ ہاشم، شیخ رضی الدین علی محمد، شیخ ابو البرکات ولی الدین[۱۳۹]، شیخ ابو السیادت کمال الدین[۱۴۰]، محمد حیدر دہلوی[۱۴۱]

۱۳۶؎ مقالات سید سلیمان ندوی ۲/ ۲۵ ۱۳۷؎ رسالہ برہان دہلی مجریہ مارچ ۱۹۵۸ء

۱۳۸؎ نفس مصدر ص ۱۶۱ مجریہ ماہ مارچ ۱۹۵۸ء ۱۳۹؎ نفس مصدر ص ۱۵۷ مجریہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسین خانی نقشبندی (تلمیذ شاہ عبدالحق محدث دہلوی [142])، شاہ طیب نصر آبادی اور شیخ ابوالرضا محمد [143] (م ۱۱۰۱ھ)، تا یا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) وغیرہ کا دور آتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جس میں خالص علوم شریعت کو اعلا پیمانہ پر فروغ نہ مل سکا۔ اگر اس دور میں کسی چیز کی تبلیغ و اشاعت بڑے پیمانہ پر ہوئی تو وہ یا تو تصوف تھا یا پھر تصوف و شریعت دونوں کا معجون مرکب۔

ذیل میں اس دور کی چند اہم شخصیات کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

قاضی نصیر الدین برہانپوری رحمہ اللہ: قاضی صاحب ایک مشہور فقیہ و محدث تھے، حدیث نبوی پر کسی کے قول کو ترجیح نہ دیتے تھے چنانچہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک مرتبہ شیخ علم اللہ بیجا پوری نے کسی مسئلہ میں امام ابو حنیفہ کے قول سے استدلال کیا تو ان کے داماد قاضی نصیر الدین برہانپوری نے ان کے مقابلہ میں حدیث پیش کی ۔ مباحثہ چلتا رہا، شیخ علم اللہ نہ مانے تو قاضی صاحب نے زچ ہو کر فرمایا "ھو رجل وانا رجل" یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ایک انسان تھے اور میں بھی انسان ہوں۔ اصل شے جو ہم سب کے لیے قابل حجت ہے وہ سنت رسول ہے۔ یہ سن کر شیخ علم اللہ نے انتہائی غصہ کے عالم میں تلوار سونت لی اور اپنے داماد کو قتل کرنے

---

[158] رسالہ برہان دہلی ماہ مارچ ۱۹۵۴ء [141] ص ۳۹ فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ [142] ماہ مارچ ۱۹۵۴ء

[142] فوائد جامعہ ص ۳۹ ، [143] تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۶۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ارادہ سے ان کے پیچھے دوڑے۔ قاضی صاحب نے بہ مشکل بھاگ کر ان سے جان بچائی"۔[۱۴۴]

شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ: شیخ احمد سرہندیؒ کے متعلق محی السنۃ علامہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالیؒ "ابجد العلوم" میں فرماتے ہیں: "قد کان من کبراء المحدثین بالھند"۔ یعنی "ہندوستان کے اکابر محدثین میں سے تھے"۔

مولانا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

"حضرت مجدد نے اپنی تعلیم کی بنیاد اتباع سنت پر رکھی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ علم حدیث اور شمائل کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہوگئی"۔[۱۴۵]

اسی طرح انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی پاکستان کے موسس و امیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب مجدد الف ثانیؒ کی مدح میں بیان کرتے ہیں:

"حضرت مجددؒ کی تجدیدی مساعی کا اصل رخ تصحیح عقائد، رد بدعات، التزام شریعت اور اتباع سنت کی جانب تھا اور اس ضمن میں انھوں نے رائج الوقت علمی و نظری اور اخلاقی و عملی ہر نوع کی گمراہیوں اور ضلالتوں پر بھرپور تنقید کی چنانچہ تردید شیعیت پر بھی نہ صرف

---

[۱۴۴] مآثر رحیمی بحوالہ فقہائے ہند ج۴ حصہ دوم ص ۲۵۴، ۳۸۳، [۱۴۵] مقالات سید سلیمان ندوی ۲/۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ ان کے مکاتیب میں بہت زور ہے بلکہ "ردّ روافض"[۱۴۶]
کے عنوان سے ایک مستقل رسالہ بھی انھوں نے تحریر فرمایا الخ"

علامہ اقبال بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شان میں فرماتے ہیں ؎

"حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار"

لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیخ احمد سرہندیؒ، جنھیں نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ وغیرہ نے ہندوستان کے اکابر محدثین میں شمار کیا ہے، اصلاً ایک صوفی منش آدمی تھے۔ فلسفہ "وحدۃ الوجود" کے مقابلے میں نظریہ "وحدۃ الشہود" کی تدوین وترویج صوفیاء کے نزدیک ان کا بڑا اہم کارنامہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان کی شدید مقلدانہ روش انھیں شان محدثیت سے بہت فروتر لا کھڑا کرتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ ان کے مکاتیب میں رد بدعات تصحیح عقائد اور رد روافض پر بھی کافی زور نظر آتا ہے لیکن چونکہ اس دور میں تصوف اور شریعت کے مرکب کو ہی اصل اسلام سمجھا جانے لگا تھا لہذا مجدد الف ثانی بھی اپنے آپ کو تصوف کی نظریاتی یلغار سے محفوظ نہ رکھ سکے تھے۔ جن لوگوں نے آپ کے مکاتیب اور مبدأ ومعاد کو بغور دیکھا اور پڑھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ان میں متصوفانہ نظریات کی آمیزش کس قدر ہے۔ نظریہ "وحدۃ الشہود" کی ترویج واشاعت کے

۱۴۶؎ ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج ۶ عدد ۲ ص ۴۴

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیئے آپ نے جو کام کیا ہے اس کے پیش نظر ہی راقم نے ان کو صوفیاء کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ شیخ احمد سرہندیؒ کے متبع و مبلغ سنت بلکہ محدثِ کبیر ہونے کا دھوکہ دراصل ان کے مکاتیب کی ان بعض عبارتوں سے ہوا ہے جن میں مذکور ہے :

"کلام محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار است نہ کلام محی الدین ابن عربی و صدرالدین قونوی و عبدالرزاق کاشی۔ مارا بہ نص کار است نہ بفص، فتوحات مدنیہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔"[147]

یعنی "ہمیں محمد عربی علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد درکار ہے، محی الدین ابن عربی، صدرالدین قونوی اور عبدالرزاق کاشی وغیرہ کا کلام نہیں۔ ہم کو شرعی نص سے سروکار ہے نہ کہ "فصوص الحکم" سے کہ فتوحات مدنیہ نے ہمیں "فتوحات مکیہ" سے مستغنی کر دیا ہے"۔

اسی طرح خواجہ محمد ہاشم کشمیری، مولانا محمد اسحاق بھٹی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ جب شیخ احمد سرہندی سے خود فریضۂ امامت انجام دینے کے بارے میں استفسار کیا گیا تو آپ نے جواب دیا :

"شافعیہ اور مالکیہ رحمہم اللہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کے بغیر نماز درست نہیں ہے لہٰذا وہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھتے ہیں اور صحیح احادیث بھی اس پر دلالت کناں ہیں لیکن ہمارے امام، امام ابو حنیفہ امام کی

---

[147] مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی دفتر اول ص ۲۰۵، رقم مکتوب ۱۰۰ بنام ملا حسن کاشمیری۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ کو مقتدی کی فاتحہ قرار دیتے ہیں اور امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے اور جمہور فقہائے حنفیہ بھی اس پر عمل کرتے ہیں مگر احناف سے بعض مرجوحہ روایات فاتحہ خلف الامام کے جواز کے متعلق بھی موجود ہیں تاہم جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم ممکن حد تک تمام مذاہب فقہیہ میں عملی تطابق کی کوشش کرتے ہیں اس لیے اس معاملے میں ہمارے نزدیک جمع و تطابق کی یہی صورت ہے کہ خود فریضۂ امامت انجام دیں"۔[۱۴۸]

آگے چل کر خواجہ محمد ہاشم بصراحت فرماتے ہیں کہ:

"و فاتحہ خلف الامام ہمی خواند و آں را مستحسن شمردند"[۱۴۹]

یعنی "آپ فاتحہ خلف الامام پڑھتے تھے اور اسے مستحسن شمار کرتے تھے"۔

لیکن ہمیں ان شہادتوں کو قبول کرنے میں قدرے تأمل ہے جس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ کسی صاحبِ قلم کے مجموعہ مکاتیب کو دنیائے تحقیق میں باعتبارِ صحت وہ مقام حاصل نہیں ہوتا جو کہ اس کی اپنی کسی مستقل تصنیف کو ہوتا ہے۔ کیونکہ مکاتیب کا وہ مجموعہ اس کا اپنا جمع کردہ نہیں بلکہ کسی دوسرے عقیدت مند کی مساعی کا نتیجہ ہوتا ہے لہٰذا کسی مجموعہ مکاتیب میں جمع شدہ جملہ مکاتیب کی صحت پر صد فی صد اطمینان نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اسی صاحبِ قلم کی تحریر ہے۔ اس میں

۱۴۸؎ زبدۃ المقامات ص۔ ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۹۰، فقہائے ہند مؤلفہ محمد اسحاق بھٹی ج۴ حصہ اوّل ص ۱۱۱-۱۱۲، تاریخ دعوت و عزیمت ۱۷۶/۴ بحوالہ "حضرات القدس" للمولوی بدر الدین سرہندی

۱۴۹؎ زبدۃ المقامات ص ۲۰۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوسری بڑی خامی یہ ہوتی ہے کہ مکاتیب کا وہ ذخیرہ اس صاحب قلم کی تہذیب و نظر ثانی سے محروم رہنے کے باعث ظاہری حسن تحریر سے بھی خالی رہتا ہے، چنانچہ اس کے بعد ترتیب دیئے جانے والے اس مجموعہ کو اس کی فکر کا محور و ترجمان قرار دینا سراسر بے انصافی کی بات ہے، بالخصوص اس حالت میں جبکہ خود اس صاحبِ قلم کی اپنی کسی مستقل تصنیف میں مکاتیب میں پیش کیئے گئے مواد کے خلاف مواد موجود ہو۔

جہاں تک فاتحہ خلف الامام کے قائل ہونے کے متعلق خواجہ محمد ہاشم وغیرہ کی شہادت سے شیخ احمد سرہندی کے متبع سنت ہونے کا نتیجہ اخذ کرنے کا سوال ہے تو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ صرف اس ایک یا دو چار سنتِ نبوی پر عمل کر لینا ہی متبع و مبلغ سنت یا محدث کبیر کہلانے کے لیئے کافی نہیں ہے، پھر کتنے ہی صوفیاء گزرے ہیں جنھوں نے فاتحہ خلف الامام کو جائز سمجھا ہے۔ اگر صرف ایک فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ کو ہی اتباع و تبلیغِ سنت یا محدث ہونے کا معیار سمجھا جائے تو شیخ محمد بن احمد بدایونی ثم دہلوی (المعروف بہ نظام الدین اولیاء[150])، سلطان

---

[150] سید عبدالحی فرماتے ہیں: "انہ کان حنفیا ولکنہ کان یجوز القرأۃ بالفاتحۃ خلف الامام وکان یقرؤھا فی نفسہ۔" (نزہۃ الخواطر) یعنی "وہ حنفی تھے مگر فاتحہ خلف الامام کو جائز سمجھتے تھے اور اسے اپنے دل میں پڑھتے تھے۔" مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں: "مشہور بات ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء حدیث ہی سے متاثر ہو کر باوجود سخت حنفی ہونے کے قرأت خلف الامام کرتے تھے۔ ایسٹھی اودھ کے ایک مرکزی بزرگ صوفی شیخ فیاض جن کا شاید آئندہ بھی ذکر آئے گا، بدایونی =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المشائخ وسلطان الاولیاء)، شیخ حسین بن احمد بخاری (المعروف بہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت [151])، شیخ فیاض اٹیٹھوی، مخدوم الملک شاہ شرف الدین یحییٰ منیری، شاہ عبدالرحیم [152] (والد شاہ ولی اللہ دہلوی) اور شیخ عبدالباقی نقشبندی [153] وغیرہ تمام صوفیاء کو صوفی نہیں بلکہ متبع

= نے ان کے متعلق بھی لکھا ہے، بجنسہٖ یہی بات ہندی تصوف کے دوسرے رکنِ رکین حضرت مخدوم الملک شاہ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ وہ بھی حدیث ہی کے زیر اثر فاتحہ امام کے پیچھے پڑھتے تھے۔" (پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۱/۱۳۵) "فوائد الفواد" میں مذکور ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء عام حنفی مسلک کے خلاف غائبانہ نماز جنازہ کے بھی قائل تھے (فوائد الفواد مترجم، بیسویں مجلس ص ۲۹۱) لیکن حنفیہ کے ان چند فقہی مسائل سے اختلاف کرنا خواجہ موصوف کے متبعِ سنت یا محدث ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ [151] شیخ عبدالحیٔ وغیرہ نے مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے متعلق لکھا ہے: "کان یجوز القرأۃ خلف الامام" (نزہۃ الخواطر ۲/۲۹ وکذا فی الدر المنظوم (فی احوال الشیخ حسین بن احمد المخدوم) ۲/۲۶۶-۲۶۷) یعنی وہ فاتحہ خلف الامام کو جائز سمجھتے تھے۔" [152] شاہ عبدالرحیم کے متعلق ان کے گھر کی شہادت کے طور پر شاہ ولی اللہ کا یہ قول پیش ہے: "در اقتداء سورہ فاتحہ می خواندند و در جنازہ نیز" (انفاس العارفین ص ۶۹) یعنی "امام کی اقتداء میں سورہ فاتحہ پڑھتے تھے اور نماز جنازہ میں بھی"۔ [153] ملاحظہ ہو نزہۃ الخواطر ۵/۱۹۹، تاریخ دعوت و عزیمت ۴/۱۴۶۔

ان صوفیاء کے علاوہ کبار فقہاء و علمائے حنفیہ میں سے امام محمد، احمد بن حفص المعروف بابو حفص کبیر، عبدالرحیم المعروف بشیخ التسلیم، شیخ نظام الدین الھروی، رکن الدین علی السغدی، ابو منصور ماتریدی (نے التفسیر میں) قاضی الدبوسی (نے الاسرار میں) =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و مبلغِ سنت بلکہ "محدث کبیر" قرار دینا پڑے گا کہ یہ تمام حضرات بھی فاتحہ خلف الامام کو جائز سمجھتے تھے۔

اب ذیل میں ہم شیخ احمد سرہندیؒ کے فاتحہ خلف الامام کے قائل ہونے کے دعویٰ کی حقیقت اور اس سلسلہ میں پیش کی گئی شہادتوں کا تجزیہ پیش کریں گے:

ہمارا دعویٰ ہے کہ شیخ احمد سرہندیؒ نہ فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے اور نہ ہی اسے مستحسن سمجھتے تھے کیونکہ پیش کردہ شہادت کو بغور دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آں موصوف کو اس بارے میں وارد صحیح احادیث کا اعتراف ہونے کے باوجود ان پر عمل کرنا گوارا نہ تھا، ورنہ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ مقتدی کے بجائے ہمیشہ امام بننے کو ترجیح دیا کرتے

= ابوبکر الرازی (نے شرح مختصر الطحاوی میں) ملا علی قاری (نے مرقاۃ ۲/۳۰۱ میں)، بدر الدین عینی (نے عمدۃ القاری ۶/۱۱ اور البنایہ شرح ہدایہ ۱/۷۱۲ میں) ملا جیون (نے تفسیر احمدی ص۲۷۴ مطبوعہ کریمی بمبئی میں)، ابن ہمام (نے فتح المخطار شرح الموطأ قلمی ورق ص۴۰ میں)، شاہ ولی اللہ (نے حجۃ اللہ البالغہ ۲/۹ میں)، شاہ عبدالعزیز دہلوی (نے اپنے فتویٰ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور سنہ ۱۳۷۴ھ میں)، شاہ اسماعیل شہید (نے تنویر العینین ص۲۹ میں)، انور شاہ کشمیری (نے فصل الخطاب مع الکتاب المستطاب ص۲۹۸ اور العرف الشذی ص۱۴۷ میں)، شیخ احمد جونپوری (ترجمہ در نزہۃ الخواطر ۶/۲۷۲)، شیخ احمد امیٹھوی (نفس مصدر ۴/۳۱-۳۲)، شیخ محمد رشید جونپوری (نفس مصدر ۵/۳۶۹) شیخ حسن عجمی (مسک الختام ۱/۳۸۱)، مرزا حسن علی لکھنوی (نفس مصدر ۱/۲۱۹)، مولانا عبدالحئی لکھنوی (نے السعایہ ۲/۳۰۲، غیث الغمام ص۲۱۵، امام الکلام ص۲۱۵ اور =

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ امام بننے کی صورت میں فاتحہ خلف الامام کی حاجت ہی باقی نہیں رہتی ــــ معاف فرمائیے! راقم کے نزدیک تو یہ ترکِ سنت کا ہی ایک حیلہ ہوا کہ نہ کبھی مقتدی بنیں گے اور نہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی پڑے گی۔ اگر شیخ موصوف کو اس سنت نبوی سے محبت ہوتی یا آپ اس کی اتباع کے شیدائی ہوتے تو امامت کے بجائے مقتدی بننے کو ہی ترجیح دیتے تاکہ امام کے پیچھے اس سنتِ رسول پر عمل پیرا ہوسکیں، لیکن یہاں تو معاملہ اس کے بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ پھر شیخ موصوف کا اپنے مقتدیوں میں سے کسی کو اپنے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی تلقین کرنا بھی منقول نہیں ہے ــــ پس معلوم ہوا کہ اتباع واحیاءِ سنت کے مقابلہ میں شیخ موصوف کو حنفیت کی آن کی زیادہ فکر لاحق تھی، واللہ اعلم۔

جہاں تک اس سلسلہ میں پیش کردہ دوسری شہادت کا تعلق ہے تو وہ بھی ہمارے نزدیک ناقابل قبول ہے کیونکہ اول الذکر شہادت میں خواجہ صاحب نے شیخ موصوف کے متعلق فاتحہ خلف الامام سے بچنے کا یہ طریقہ بیان کیا ہے کہ وہ خود امامت فرمایا کرتے تھے جبکہ دوسری شہادت میں شیخ موصوف کا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا اور اسے مستحسن شمار کرنا بیان

= التعلیق المجد ص ۹۹ میں)، مولانا نور محمد ملتانی (نے تذکرۃ المنتہی فی رد اسکات المعتدی میں) اسی طرح الافادات علی رد الاسکات، التنبیہات علی ہفوات الاسکات اور الایماضات علی اغلاط مصنف الاسکات لملا شعیب کابلی وغیرہ میں بھی فاتحہ خلف الامام کا جواز و استحسان بیان کیا گیا ہے تو کیا ان حضرات کو بھی محض اس سنت کے قائل ہونے کی بناء پر مقلدین کے بجائے متبعینِ سنت یا محدث قرار دیا جا سکتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شیخ موصوف قصداً و عمداً خود امامت فرمایا کرتے تھے تو امام کے پیچھے انھیں فاتحہ پڑھنے کی حاجت کیسے پیش آسکتی ہے؟ یہ تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر بعض مکاتیب کی بنیاد پر دوسرے اور تیسرے درجہ کی ان شہادتوں کو درست تسلیم کر لیا جائے اور محض اسی ایک یا چند دوسرے مسائل میں سنت نبوی کی اتباع کے باعث شیخ موصوف کو محدث مان بھی لیا جائے تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان کی اپنی خود نوشت اور مستقل تصانیف کے مندرجہ ذیل اقتباسات کی کیا توجیہ پیش کی جا سکتی ہے؟

"اس فقیر کو بھی اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے بعض اوقات یہ حالت پیش آئی ہے اور میں نے ملائکہ کو عین سجود کی حالت میں پایا ہے جو وہ حضرت آدم علیہ السلام کو کر رہے تھے کہ اب تک انھوں نے سجدہ سے سر بھی نہیں اُٹھایا تھا اور ملائکہ علیین کو جنھیں سجدہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا ان سجدہ کرنے والے فرشتوں سے الگ دیکھا کہ وہ اپنے مشہود میں فنا و غرق ہیں اور وہ تمام حالات جن کا آخرت میں وعدہ فرمایا گیا ہے وہ سب اسی آن میں دکھائی دیئے چونکہ اس واقعہ پر ایک مدت گزر گئی ہے اس لیے میں نے احوال آخرت کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ مجھے اپنے حافظہ پر اعتماد نہیں رہا ہے۔" [154]

(حاشیہ اگلے صفحہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سطور میں چند قابلِ غور نکات یہ ہیں:

(۱) ملائکہ کا حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کا مشاہدہ ظاہر ہے کہ صرف وہی شخص کر سکتا ہے کہ جو حضرت آدمؑ کی تخلیق سے قبل موجود ہو۔ تو کیا یہ مان لیا جائے کہ شیخ موصوف حضرت آدمؑ سے قبل بھی موجود تھے؟ ایسی صورت میں ان کا بنی آدم نہ ہونا لازم آئے گا۔ اگر وہ بنی آدم ہی تھے تو کیا مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ حضرت آدم کو ملائکہ کے سجدہ کرنے والے واقعہ کی کوئی فلم تیار کر رکھی تھی جو بعد میں شیخ موصوف کو دکھائی گئی تھی؟

۲۔ اگر نہ شیخ موصوف حضرت آدم سے قبل موجود تھے اور نہ اللہ عزّ وجل نے واقعہ مذکورہ کی کوئی فلم تیار کر رکھی تھی تو صرف یہ امکان باقی رہ جاتا ہے کہ ملائکہ تخلیق آدم کے زمانہ سے شیخ احمد سرہندی کے زمانہ تک سجدہ کی حالت ہی میں پڑے رہے ہوں۔ اگر اس بات کو درست مان لیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ حضرت جبریلؑ حالت سجدہ میں ہونے کے باوجود انبیاء تک وحی الٰہی کیسے لاتے رہے؟ ملک الموتؑ حالت سجدہ میں تمام ذی روح کی ارواح کس طرح قبض کرتے رہے؟ اور میکائیلؑ حالت سجدہ میں اپنی ذمہ داری کس طرح انجام دیتے رہے؟ وعلیٰ ہذا القیاس۔[154]

۳۔ قرآن بتاتا ہے کہ "فسجد الملئكة كلهم اجمعون"[155] یعنی "پس سجدہ کیا فرشتوں نے اور سب کے سب نے"۔ لیکن شیخ سرہندی قرآن کو جھٹلاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سب فرشتوں نے سجدہ نہ کیا تھا بلکہ علیین والے فرشتے ساجدین میں شامل نہ تھے، فنعوذ باللہ۔

شیخ موصوف کا صرف یہ اقتباس ہی انھیں وحدت الشہود اور فنافی اللہ کا علمبردار ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ جو حضرات شیخ احمد سرہندی کو ان کے

---

۱۵۴ مبدأ و معاد مصنفہ احمد سرہندی ترجمہ مولانا زوّاری ص ۱۸۸-۱۸۹، ۱۵۵ سورۃ الحجر - ۳۰، سورہ ص - ۷۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض مکاتیب کی روشنی میں موحد و محدث ثابت کرنا چاہتے ہیں ان کے لیے دعوتِ فکر کے طور پر شیخ موصوف کے مکاتیب سے ہی ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں جس سے ان کے محدث ہونے کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔ فرماتے ہیں :

"وزمین وزمان را بطفیل او خلق فرمودہ است کما ورد باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نور حق جلّ وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من[156] نور اللہ و دیگران را این دولت میسر نشدہ است۔"[157]

یعنی "اور زمین و آسمان کو انہی کے طفیل پیدا فرمایا ہے۔ کما ورد۔ جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدیؐ تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے : خلقت من نور اللہ۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں آئی۔"

۱۵۶ھ اس حدیث کے بطلان کے لیے راقم کے مضمون "حقیقت محمدیہ اور نور محمدی کی حقیقت" مطبوعہ در مجلہ "محدث" لاہور ج ۱۸ عدد ۳-۶ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۸۷ء تا فروری ۱۹۸۸ء نیز "مجموعہ مقالات عزیزی" ۱/۱۰-۳۱ (مخطوط) کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔ ۱۵۷ھ مکتوبات امام ربانی دفتر سوم حصہ نہم مکتوب ۱۰۰ ص ۷۴-۷۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ احمد سرہندی کی مقلدانہ شدت کے متعلق ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی یہ شہادت بھی ہدیۂ قارئین ہے :

" بایں ہمہ حضرت مجدد کے یہاں بھی حنفیت میں غلو اسی شدت کے ساتھ موجود ہے جو مسلم انڈیا کی پوری تاریخ کا جزو لاینفک ہے۔"[۱۵۸]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی :۔

اسی دور کی ایک اور اہم شخصیت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے متعلق عام طور پر مشہور ہے کہ سرزمین ہند میں علم حدیث نبوی کا پودا لگانے کی خدمت حضرت محدث نے سرانجام دی تھی، چنانچہ مسلک اہل حدیث کے سرخیل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی فرماتے ہیں :

" یہ جان لو کہ جب مسلمانوں نے ہندوستان کو فتح کیا اس وقت یہاں علم حدیث موجود نہ تھا بلکہ کبریت احمر کی طرح پردیسی اور عنقا کی طرح ناپید تھا۔ اکثر مسلمان علوم قرآن و سنت کے ساتھ اعراض و تغافل برتتے اور قدیم زمانہ کے فنون فلسفہ نیز حکمت یونان کو فروغ دیتے تھے، البتہ کچھ فقہ کا درس دینے والے ضرور موجود تھے، چنانچہ اس دور تک آپ ان کو علوم شریفہ سے قطعاً عاری پائیں گے۔ آج بھی ان کا زیور تحقیق کے بجائے تقلید کے طریقہ پر یہی فقہ حنفی ہے، الا ما

---

۱۵۸ ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج ۱ عدد ۲ ص ۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاء اللہ تعالیٰ ۔ اسی باعث یہ فقہی تقلید ایک نسل کے بعد اگلی نسلوں تک وراثت کے طور پر منتقل ہوتی رہی ۔ اور فتاویٰ و روایات کی بہتات ہوگئی ، جن پر تقلیدی اعتبار سے محکم نصوص کو چھوڑتے ہوئے عمل کیا جاتا تھا۔ سید البریات کی سنن پردیسی ہوگئی تھیں ۔ تعلیم فقہ کو حدیث کے اوپر ترجیح دی گئی ، اور مجتہدات کی تطبیق سنن کے ساتھ کی جانے لگی اور اس پر ایک زمانہ بیت گیا ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس علم کو فروغ دینے کے لیے شیخ عبد الحق بن سیف الدین الترک الدہلوی م ۱۰۵۲ھ وغیرہ کو مفوض کیا گیا ۔ آپ وہ پہلے شخص تھے جو اس علاقہ میں آئے اور اپنے مکان کو اچھی طرح مسند درس بنایا ۔ ان کے بعد ان کے بیٹے شیخ نور الحق م ۱۰۷۳ھ اور ان کے کچھ تلامذہ ...... پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے شیخ الاجل ، محدث الاکمل ، ناطق و حکیم وقت ، اس طبقہ کے افق و زعیم شیخ ولی اللہ بن عبد الرحیم الدھلوی م ۱۱۷۶ھ کو بھیجا پھر ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو اس علم کی نشر و اشاعت کے لیے مقرر فرمایا جن کے ذریعہ دوربھگایا ہوا علم حدیث مرغوب چیز بن کر لوٹا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے علوم سے بہت سے مومنوں کو نفع بخشا شرک و بدعات اور دین میں محدثات الامور کے فتنوں کی تردید میں ان کی مساعی کو مشکور فرمایا ۔ پھر ان سے مستفید ہونے والے علماء نے علم سنت کو دوسرے علوم پر ترجیح دینا شروع کیا اور فقہ کو اس کا تابع د

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکوم بنا دیا" الخ [159]

مولانا آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

"حج سے واپسی کے بعد ۵۲ برس تک استقلال و دلجمعی کے ساتھ درس و تدریس کے مشغلہ میں منہمک رہے، اپنے فرزندوں اور دوسرے طلباء کو پڑھانے علوم و فنون بالخصوص حدیث کی ترویج و اشاعت کا کام انجام دیتے رہے۔ انہوں نے تعلیم و تدریس کا نیا انداز اور ایسا نہج اختیار کیا جس کو ممالک عجم کے متقدمین و متاخرین علماء نے کبھی ہاتھ نہیں لگایا تھا اور ان کا طریقۂ درس امتیازی خصوصیات کا حامل تھا اور مدرسہ عام مدرسوں سے ممتاز و مستثنیٰ تھا" [160]

مولانا سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں:

"اکبر کے آخری عہد میں وہ بزرگ ہستی نمایاں ہوئی جس نے عہد جہانگیری میں اپنی جہانگیری کا سکہ بٹھا دیا اور جس نے دہلی کے شاہی دارالسلطنت کو ہمیشہ کے لئے علوم دین کا دارالسلطنت بنا دیا" [161]

پروفیسر خلیق احمد نظامی جنہوں نے اپنی عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ ہندوستانی صوفیاء کے حالات پر تحقیق و تالیف میں گزارا ہے، فرماتے ہیں:

"علوم دینی جن پر عرصہ سے مردنی چھائی ہوئی تھی اس کی مسیحائی سے جلا پا گئے، کتاب و سنت کی روشنی میں دعوت و اصلاح کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ خود اس نے اپنی زندگی کا واحد مقصد احیاء علوم دین اور ترویج شریعت کو قرار دیا" [162]

---

[159] الحطۃ للنواب صدیق حسن خان ص۷۰۔ [160] مآثر الکرام ۱/۲۱۰۔ [161] مقالات سید سلیمان ندوی ۲/۲۳۔ [162] حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر موصوف مزید فرماتے ہیں:

"شیخ محدث کا یہ دار العلوم اس طوفانی دور میں شریعتِ اسلام اور سنتِ نبوی کی سب سے بڑی پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے بادل چاروں طرف منڈلائے، مخالف طاقتیں بار بار اس دار العلوم کے بام و در سے آکر ٹکرائیں لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہیں ہوئی۔ ان کے عزم و استقلال نے وہ کام انجام دیا جو ان حالات میں ناممکن نظر آتا ہے۔"[۱۶۳]

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب بھی شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی دینی خدمات کے سلسلہ میں ان سب حضرات کے ہم خیال نظر آتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"اور واقعہ یہ ہے کہ یہی حضرت محدث کی اصل خدمت (CONTRIBUTION) ہے کہ انہوں نے علم حدیث کا پودا سرزمین ہند میں لگایا اور حدیث رسول کی باقاعدہ درس و تدریس کا بھی آغاز کیا اور اس کے متعلق تصنیف و تالیف کا بھی۔"[۱۶۴]

یہ سب درست ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ہندوستان میں کئی صدیوں بعد علم حدیث کی باقاعدہ تعلیم و تدریس اور اس سلسلہ میں تصنیفات کی داغ بیل ڈالی تھی مگر اس کے ساتھ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آں رحمہ اللہ مجتہد نہیں بلکہ ایک مقلد اور صوفی بزرگ تھے۔ "التبیان فی أدلۃ مذہب الإمام أبی حنیفۃ النعمان" آپ کی مقلدانہ ذہنیت کی عکاس اور "مدارج النبوۃ"

۱۶۳ء حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۲۶۔ ۱۶۴ء ماہنامہ حکمت قرآن لاہور جلد ۶ عدد ۲ ص ۴۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز "اخبار الاخیار" آپ کے متصوفانہ افکار کی شاہکار تصانیف ہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی صوفیانہ تعلیم و تربیت کے متعلق خود تحریر فرماتے ہیں:

"میں جس وقت حرمین شریفین کی زیارت کے مقصد سے اس دیار (گجرات) میں پہنچا تو یہاں مجھے شیخ وجیہ الدین سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور میں نے ان سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے کچھ اشغال و اذکار سیکھے۔"[165]

اور پروفیسر خلیق احمد نظامی جو شاہ عبدالحق صاحب کو ایک محدث سے زیادہ صوفی سمجھتے ہیں لکھتے ہیں:

"تمام کتب احادیث اور سارے علوم دینیہ (حجاز کے) علماء کرام سے حاصل کئے، خصوصاً حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی سے ذکر وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور ان کی خدمت سے بہت سی نعمتیں حاصل کیں اور حصول انوار و برکات و ترقیٔ درجات اور علوم دینی کی نشر و اشاعت میں استقامت کے متعلق بہت سی بشارتیں سننے کے بعد بندہ وطن مالوف کو واپس ہوا۔"[166]

آپ کے صوفی اور مقلد ہونے کا اعتراف ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بایں الفاظ کیا ہے:

"چنانچہ وہ صوفی بھی تھے اور خواجہ باقی باللہؒ کے مرید بھی، لیکن اس کے باوجود کہ انھیں بھی وحدت الوجود سے بعد تھا (مگر) وہ اس کی تردید میں اس درجہ سرگرم نظر نہیں آتے۔ اسی طرح وہ حنفی بھی تھے لیکن متشدد نہیں بلکہ فقہ حنفی کا رشتہ حدیث رسول کے ساتھ جوڑنے کی سعی اولاً انہی سے

---

[165] اخبار الاخیار ص۱۵۳۔ [166] حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص۱۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع ہوئی"۔ الخ ۱۶۷؎

لیکن راقم کو ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی اس رائے سے اختلاف ہے کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کو "وحدت الوجود" سے بُعد تھا، یا یہ کہ وہ متشدد حنفی نہ تھے۔ شاہ صاحب کے وجودی نظریات پر تو بحث آگے پیش کی جائے گی، فی الحال "فقہ حنفی کا رشتہ حدیث رسول کے ساتھ جوڑنے کی سعی" کی ابتداء کے خوشنما الفاظ کی حقیقت جان لیں۔ بقول مولانا عبیداللہ سندھی، شاہ عبدالحق صاحب جن احادیث نبوی کو فقہ حنفی کے خلاف پاتے تھے ان کی تاویل کی راہ اختیار کرتے تھے، آپ کے الفاظ ہیں:

"إنا قرأنا أولاً الفقه الحنفي أصولاً وفروعاً ثم اشتغلنا بالصحاح الستة من كتب الحديث فوجدنا فيها روايات كثيرة تخالف فقهنا الذي قرأناه فرأينا الفقهاء المحدثين من الحنفية مختلفين في أمر ذلك، طائفة منهم تؤول الأحاديث الصحيحة إلى أقوال الفقهاء وآراء إمامهم، منهم في بلادنا الشيخ عبد الحق الدهلوي المحدث بل وعامة أهل بلادنا"۔ ۱۶۸؎

یعنی "ہم نے پہلے اصولاً و فروعاً فقہ حنفی کو پڑھا پھر کتب حدیث میں صحاح ستہ سے اشتغال کیا۔ پس ہم نے اس میں بہت سی روایات کو اپنے فقہ کہ جسے ہم نے پڑھا تھا کے خلاف پایا۔ پس ہم نے حنفیہ میں سے فقہاء محدثین کو بھی اس بارے میں مختلف دیکھا۔ ان میں سے ایک جماعت احادیث صحیحہ کی فقہاء کے اقوال اور اپنے امام کی آراء کے مطابق تاویل کرتی ہے۔

۱۶۷؎ ماہنامہ حکمت قرآن لاہور ج ۶ عدد ۷ ص ۴۶۔ ۱۶۸؎ الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن ص ۱۲۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان (حنفی فقہاء محدثین) میں سے ہمارے ملک میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں بلکہ ہمارے ملک کی عام اکثریت بھی اسی بات کی قائل ہے"۔

شاہ صاحب کی مقلدیت کی شدت کا اندازہ ان کی مندرجہ ذیل تحریر سے بھی بخوبی ہو سکتا ہے، فرماتے ہیں:

"واین سخن نافع ومفید است درغرض از شرح ایں کتاب کہ اثبات وتائید مذاہب ائمہ مجتہدین است خصوصاً مذہب حنفی وغرض شیخ ابن ہمام نیز ہمیں است"۔ [۱۶۹]

یعنی " اس کتاب (سفر السعادۃ للفیروز آبادی) کی شرح کی غرض کے بارے میں یہ بات نفع بخش اور مفید ہے کہ (اس شرح سے) ائمہ مجتہدین کے مذاہب بالخصوص مذہب حنفی کی تائید و اثبات مقصود ہے اور یہی شیخ ابن ہمام کی غرض بھی ہے"۔

کیا اب بھی کوئی شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ شاہ عبدالحق صاحب راہ اعتدال پر تھے؟ اب ذیل میں شاہ صاحب کی تصانیف سے ان کے صوفیانہ عقائد کے شواہد پیش خدمت ہیں، فرماتے ہیں:

"حضور کی شان اولیت: اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم صفت "اوّل" کیسے ہے؟ تو یہ اوّلیت اسی بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "أوّل ما خلق الله نوری" اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

۲۔ یہ کہ آپ مرتبۂ نبوت میں بھی اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے: "کنتُ

---

[۱۶۹] شرح سفر السعادۃ ص۱۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبیاً وإن آدم لمنجدل فی طینته" (میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر میں ہی تھے۔) [۱۷۰]

اور

"ہر شے کے جاننے والے: وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (وہی ہر شے کا جاننے والا ہے) کا ارشاد بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لیئے ہے کیوں کہ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے) کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں علیہ من الصلوات أفضلها ومن التحیات أنمها وأکملها۔" [۱۷۱]

اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے من گھڑت فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نقل است کہ چوں وی متولد شد در نہار رمضان از پستان مادر شیر نمی خورد و در مردم شہرت گردید کہ در خانہ بعضے از اشراف پسری متولد شدہ است کہ در روز رمضان شیر نمی خورد۔" [۱۷۲]

یعنی "روایت ہے کہ آپ پیدائش کے بعد ماہ رمضان میں دن کے وقت اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے حتی کہ سب میں مشہور ہوگیا کہ بعض اشراف کے گھر میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن کے وقت دودھ نہیں پیتا۔"

پھر شیخ جیلانی کے لڑکپن کے زمانہ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

---

[۱۷۰] خود نوشت مقدمہ مدارج النبوۃ ص ۲۔ [۱۷۱] نفس مصدر ص ۲۔ [۱۷۲] اخبار الاخیار ص ۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نقل است کہ از آں حضرت پرسیدند از کجا بازشناختی تو خود را کہ ولی خدائی فرمود کہ دہ سالہ بودم کہ از خانہ بسوی مکتب می برآمدو در راہ فرشتگان می دیدم کہ گرداگرد من می رفتند وچوں بمکتب می رسیدم می شنیدم کہ صبیان را می گفتند فراخ کنید جای را بر ولی خدا"۔ [173]

یعنی "منقول ہے کہ شیخ عبدالقادر سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ آپ ولی ہیں۔ فرمایا کہ دس سال کی عمر تھی جب میں مدرسہ جاتا تو راستہ میں فرشتوں کو اپنے اردگرد چلتے ہوئے دیکھتا اور جب مدرسہ پہنچ جاتا تو فرشتوں کو یہ بات بچوں سے کہتے ہوئے سنتا کہ اے بچو اللہ کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کردو"۔

جب شیخ عبدالقادر جیلانی وعظ فرمانے لگے تو ان کی مجالسِ وعظ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فرمودہ اند کہ جمیع اولیاء وانبیاء احیاء باجساد واموات بارواح وجن وملائکہ در مجلس او حاضر می شدند وحضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ اجمعین نیز از برائے تربیت وتائید تجلی می فرمودند وخضر علیہ السلام اکثر اوقات از حاضرانِ مجلس شریف می بود واز مشائخ عصر ہر کہ را ملاقات می کرد وصیت می نمود بملازمت مجلس شریف او ومی فرمود من اراد الفلاح فعلیہ بملازمۃ ہذا المجلس"۔ [174]

یعنی "فرمایا گیا ہے کہ آپ کی مجلس وعظ میں تمام اولیاء وانبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہ تھے وہ اپنی روحوں

---

[173] اخبار الاخیار ص ۱۶۔ [174] نفس مصدر ص ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ موجود ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ کی تربیت وتائید کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ اجمعین بھی تجلی فرماتے تھے۔ علیٰ ہذا اکثر اوقات خضر علیہ السلام بھی آپ کی مجلس میں آتے تھے اور خضر علیہ السلام کی جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی وہ اسے آپ کی مجلس میں حاضر باشی کی نصیحت فرماتے"۔

کیا ان جیسی بے شمار ہفوات کی موجودگی میں بھی شاہ عبدالحق دہلوی کو ایک بلند پایہ "وجودی صوفی" کے بجائے "محدث" قرار دیا جا سکتا ہے؟

بارہویں صدی ہجری کے علماء اور ان کی علمی خدمات:

بارہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالرحیم دم ۱۱۳۱ھ، والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک بلند پایہ صوفی تھے)، علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن عبدالہادی السندی دم ۱۱۳۹ھ، صاحب حواشی علی البیضادی ومسند احمد وصحیح البخاری وصحیح مسلم وسنن النسائی وسنن ابن ماجہ وجامع الترمذی وفتح القدیر والجلالین والاذکار النبویہ وشرح النخبۃ وشرح الہدایہ وکتاب الوجازۃ فی الاجازۃ لکتب الحدیث)، شیخ محمد ابوالطیب السندی دم ۱۱۴۰ھ، صاحب حواشی علی الاصول الستۃ)، شیخ نورالدین احمد آبادی دم ۱۱۵۵ھ، صاحب نورالقاری شرح صحیح بخاری)، شیخ نظام الدین انصاری سہالوی دم ۱۱۶۱ھ، موجد نصاب تعلیم درس نظامیہ)، شیخ محمد حیات بن ابراہیم السندی دم ۱۱۶۳ھ، صاحب اعفاء اللحی، الایقاف علی سبب الاختلاف، تحفۃ الانام فی العمل بحدیث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام، فتح الغفور فی وضع الایدی فی الصلوٰۃ علی الصدور)، سید محمد فاخر زائر الہ آبادی دم ۱۱۶۴ھ، تلمیذ شیخ محمد حیات السندی، صاحب نورالسنۃ، قرۃ العینین در اثبات سنیت رفع الیدین)، شاہ ولی اللہ دہلوی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دم ۱۱۷۶ھ، صاحب ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، فیوض الحرمین، البلاغ المبین، المسوّیٰ شرح مؤطا بزبان عربی، المصفی شرح مؤطا بزبان فارسی، عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، القول الجمیل، ہمعات، اطیب النغم، چہل حدیث، المقالۃ الوضیۃ فی النصیحۃ والوصیۃ، الجزء اللطیف، الطاف القدس، تفہیمات الٰہیہ، الخیر الکثیر، شرح تراجم ابواب صحیح البخاری، البدور البازغہ، فتح الخبیر بمالا بد من حفظہ فی علم التفسیر، تأویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء، الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، انسان العین فی مشائخ الحرمین، فیصلہ وحدت الوجود والشہود، الانتباہ فی سلاسل اولیاء، اللہ اور انفاس العارفین)، شیخ ہاشم بن عبد الغفور السندی (صاحب فاکہۃ البستان و ترتیب صحیح البخاری علی ترتیب الصحابہ)، شیخ محمد افضل سیالکوٹی (استاذ شاہ ولی اللہ دہلوی) شیخ محمد معین الدین السندی دم ۱۱۸۰ھ تلمیذ شاہ ولی اللہ، صاحب دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب)، شیخ عبد اللطیف القرشی السندی دم ۱۱۸۹ھ، صاحب ذبابات الدراسات عن المذاہب الاربعۃ المتناسبات)، شیخ غلام علی آزاد بلگرامی د ۱۱۹۴ھ، صاحب سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان، الید البیضاء، مآثر الکرام فی تذکرۃ علماء بلگرام، ضوء الدراری شرح صحیح البخاری)، شیخ شمس الدین مرزا مظہر جان جاناں (تلمیذ شیخ محمد حیات سندھی، صاحب کلمات طیبات و مکتوبات مظہر جان جاناں) اور شیخ شہاب الدین دولت آبادی (صاحب بحر مواج تفسیر قرآن کریم بزبان فارسی) وغیرہ جیسے جلیل القدر علماء گزرے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بارہویں صدی ہجری میں جو علماء گزرے ہیں ان میں سے اکثر سابقہ ادوار کی طرح تصوف و شریعت ہی کے مرکب (یعنی تھوڑی توحید اور تھوڑا شرک) کے علمبردار تھے۔ اس پوری صدی میں تنہا شیخ محمد حیات بن ابراہیم السندی کی ذات گرامی ایسی نظر آتی ہے "جو نہ صرف تصوف کے اثرات سے بہت دور تھی بلکہ مقلدانہ روش بھی ان کا شعار نہ تھا۔" [175]

شیخ محمد حیات سندھی کے بعد آپ کے نامور تلامذہ نے بھی اپنے استاذ کا ہی طریقہ اختیار کیا چنانچہ آپ کے ایک شاگرد مرزا مظہر جان جاناں باوجود حنفی ہونے کے اگر کسی مسئلہ میں امام کے قول کو صحیح حدیث کے خلاف پاتے تھے تو امام کے قول کو بلا کسی تاویل کے ترک کر دیتے تھے اور حدیث نبوی کو چھوڑ کر فقہی روایات پر عمل کرنے والوں پر انتہائی حیرت کرتے اور افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے تھے:

"بڑے تعجب کی بات ہے کہ صحیح اور غیر منسوخ احادیث پر تو عمل نہ کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے معصوم عن الخطأ رسول سے چند ثقہ راویوں کے واسطہ سے مروی ہیں لیکن اس کے برعکس ان فقہی روایات کو معمول بہا ٹھہرایا جائے جو غیر امام غیر معصوم سے قضاۃ اور ارباب فتویٰ نے متعدد ایسے واسطوں سے نقل کی ہیں جن کا عدل و ضبط بھی معلوم نہیں ہے۔" [176]

مرزا مظہر جان جاناں کے متعلق نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں کہ: "وھو یقوی قراءۃ الفاتحۃ خلف الإمام" [177] یعنی "وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے مسلک کو قوی سمجھتے تھے۔"

شیخ محمد حیات سندھی کے دوسرے مشہور شاگرد محمد فاخر زائر الہ آبادی تھے۔ آپ اپنے وقت کے ایک مشہور محدث و فقیہ، اتباع سنت کے پیکر اور عمل بالحدیث کے داعی تھے۔ آپ نے اپنے مسلک کا اظہار ان اشعار میں کیا ہے ؎

---

[175] اتحاف النبلاء المتقین ص۴۳، ابجد العلوم ص۸۴۹۔ [176] نزہۃ الخواطر ۶/۵۲۔ [177] ابجد العلوم ص۹۰۰، تقصار جیود الاحرار ص۱۱۳، مسک الختام ۱/۲۱۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

با اہل حدیثیم و دغا را نہ شناسیم | صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست
زاثر از کشکول اہل رائے نتواں لقمہ خورد | بر سر خوان رسول اللہ مہمانیم ما
از احادیث رسول آوردہ ام اسرار دیں | نیست غیر از گوہر شہوار در دکانِ ما

شیخ محمد زاثر کے متعلق نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں :

" وے رحمہ اللہ تعالیٰ امام ائمہ متبعین سرزمین ہند و شیخ الشیوخ اکابر علمائے ارجمند"۔ [128]

یعنی " وہ رحمہ اللہ سرزمین ہند میں ائمہ متبعین سنت کے امام اور اکابر علمائے مشاہیر میں شیخ الشیوخ کا درجہ رکھتے تھے"۔

اور سید عبد الحی الحسنی لکھتے ہیں :

" واتفق الناس علی الثناء علیہ والمدح لشمائلہ و صار مشاراً إلیہ فی ھذا الباب وکان لایتقید بمذھب ولایقلد فی شیء من أمور دینیۃ بل کان یعمل بنصوص الکتاب والسنۃ ویجتھد برأیہ وھو أھل لذلک"۔ [129]

یعنی " تمام لوگ ان کی ثناء، اور ان کے شمائل کی مدح پر متفق تھے اس باب میں وہ مرجع تصور کیے جاتے تھے۔ وہ کسی فقہی مسلک کے پابند نہ تھے اور نہ دینی امور میں کسی کی تقلید کرتے تھے بلکہ کتاب و سنت کی نصوص پر عمل کرتے اور خود اجتہاد کرتے تھے اور وہ اس کے اہل بھی تھے"۔

جہاں تک اس صدی کے علماء میں شاہ ولی اللہ دہلوی کے والد شاہ عبد الرحیم دہلوی کو شمار کرنے کا تعلق ہے تو جاننا چاہیئے کہ وہ اپنے

---

[128] تقصار جیود الاحرار ص۱۱۵ ۔ [129] نزہۃ الخواطر ۶/۲۸۱ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت کے ایک مشہور صوفی تھے ۔ ان کی متصوفانہ ہفوات کے مطالعہ کے لئے ان کے گھر کی شہادت ہی یعنی "انفاس العارفین" کی طرف مراجعت مفید ہوگی ۔ آگے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ضمن میں ان ہفوات کی چند مثالیں پیش کی جائیں گی ۔ لیکن باوجود صوفی ہونے کے آپ فاتحہ خلف الامام اور نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قراءت کے قائل تھے جیساکہ اوپر حاشیہ ۱۵۲ کے تحت "انفاس العارفین[۱۸۰]" کے حوالہ سے مذکور ہوچکا ہے ۔

علامہ نور الدین ابو الحسن بن عبد الہادی السندی :۔ آپ کے متعلق بھی بعض علماء مثلاً شیخ محمد عابد سندھی نے "تراجم الشیوخ" میں، سید رشد اللہ شاہ سندھی نے "مسلک الانصاف" میں اور علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی نے "التعلیق المنصور علی فتح الغفور" میں لکھا ہے کہ : "کان الشیخ عاملا بالحدیث لا یعدل عنہ إلی مذھب"۔ یعنی "شیخ ابو الحسن حدیث پر عمل پیرا تھے، حدیث کے علاوہ کسی مذہب کو قابل اعتناء نہ سمجھتے تھے"۔

آپ کے متعلق مشہور ہے کہ حالت نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے اور قبل الرکوع وبعد الرکوع رفع یدین کرنے کی پاداش میں قاضئ وقت نے آپکو قید وبند کی صعوبتیں بھی دی تھیں لیکن آپ کے عزم واستقلال میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی ۔

---

۱۸۰ انفاس العارفین ص ۶۹ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ محمد معین الدین سندھی :۔ اس صدی میں شیخ محمد معین الدین کی شخصیت بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ آپ شاہ ولی اللہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ آپ نے بھی اپنی تصانیف میں اتباع سنت پر کافی زور دیا ہے لیکن چونکہ اس صدی کے ایک اور عبقری یعنی شاہ ولی اللہ کا تذکرہ ابھی باقی ہے اس لئے بنظر اختصار ہم تفصیل سے گریز کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی :۔

جہاں تک شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تعلق ہے تو وہ بیک وقت شاہ عبدالرحیم کی طرح اپنے وقت کے ایک بڑے صوفی اور عالم دونوں تھے جن لوگوں کو ان کی متصوفانہ کتب تک رسائی نہیں ہوئی ہے وہ ان حضرات کے متعلق بہت خوش فہم نظر آتے ہیں، چنانچہ محی السنہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال فرماتے ہیں :

> "پھر (شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کے فرزند کے بعد) اللہ تعالیٰ نے شیخ الاجل، محدث اکمل، ناطق و حکیم وقت، اس طبقہ کے افق و زعیم شیخ ولی اللہ بن عبدالرحیم الدہلوی م ۱۱۷۶ھ کو بھیجا" الخ [۱۸۱]

اور شارح ترمذی مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوری شاہ ولی اللہ کے متعلق "مقدمہ تحفۃ الاحوذی" میں فرماتے ہیں :

---

[۱۸۱] الحطۃ ص۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ہندوستان میں علم حدیث کا پودا لگایا بعد میں اس پودے نے توانائی اختیار کی اور آس پاس کے بہت سے شہروں اور علاقوں میں اس کی شاخیں پھیل گئیں۔ ان کے علم سے فیض یاب ہو کر ایک ایسی عظیم جماعت تیار ہوئی جو علوم دین اور سنت نبویہ کی اشاعت کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور ان کی کوششوں سے ایک بڑا طبقہ پیدا ہو گیا جو علوم حدیث اور اس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جد وجہد کرنے لگا" الخ [۱۸۲]

اسی طرح بعض لوگوں نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی ذات کو "اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے طویل عمل کا اصل نقطۂ آغاز" بتایا ہے ــــ لیکن افسوس کہ یہ تمام حضرات یہ بتانا بھول گئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تصوف کی جو خدمت انجام دی اس کی شاخیں ہندوستان میں کہاں کہاں پھیلیں اور ان سے فیض حاصل کرنے والے کس دین و مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کمربستہ ہوئے؟ اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو بحیثیت ایک صوفی کے دیکھا جائے تو آپ "وحدت الوجود" اور "وحدت الشہود" دونوں نظریات کے حامل نظر آتے ہیں۔ الدر الثمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، فیوض الحرمین، تفہیمات الٰہیہ، فیصلہ وحدت الوجود والشہود اور انفاس العارفین تصوف پر آپ کی گراں مایہ تصانیف تصور کی جاتی ہیں۔ صرف "انفاس العارفین" کہ جس میں شاہ ولی اللہ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیم کی بزرگی کی الم غلم حکایات

---

[۱۸۲] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ملفوظات کی شکل میں بلا تبصرہ و تنقید جمع فرمایا ہے، ہی آپ کو صوفیاء کی اگلی صف میں لاکھڑا کرنے کے لئے کافی ہے۔ واضح رہے کہ "انفاس العارفین" شاہ ولی اللہ صاحب کی آخری تصنیف تھی اور بقول علامہ عبید اللہ سندھی صاحب "یہ شاہ ولی اللہ کے فلسفہ اور تصوف کی روح ہے"۔[۱۸۳]

ذیل میں شاہ ولی اللہ صاحب کے متصوفانہ افکار کی ایک جھلک ان کی ہی مختلف تصانیف کے چند اقتباسات کی شکل میں پیش خدمت ہے، فرماتے ہیں:

۱۔ "وأعطاني العصمة من المؤاخذة دنيا وآخرة فكل ما تجري علىّ من الشدائد فإنما هو من مقتضيات الطبيعة لا من باب المؤاخذة."[۱۸۴]

یعنی "اور اس کے ساتھ مجھے دنیا و آخرت کے مواخذہ سے عصمت عطا فرمائی (بری کر دیا) لہذا جو سختیاں بھی مجھ پر گزریں وہ مواخذہ کی وجہ سے نہیں بلکہ مقتضیات طبیعت سے ہیں"۔

۲۔ "رأيت وأنا أطوف بالبيت العتيق لنفسي نورا عظيما يغشى الأقاليم ويبهر أهلها وفطنت أن القطبية أعني الإرشادية إنما يصح بمثل هذا النور الذي يبهر ويغلب ولا يغلب وإن من شيء إلا يأتي عليه ولا يؤتي فتدبر."[۱۸۵]

یعنی "میں جس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے اپنی ذات کے لئے ایک نور عظیم دیکھا کہ جس نے شہروں کو گھیر لیا اور شہر والوں کو روشن کر دیا۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت اسی نور سے ثابت ہوتی ہے جو

۱۸۳؎ شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ ص ۲۱۵۔ ۱۸۴؎ فیوض الحرمین ص ۱۹۱۔ ۱۸۵؎ نفس مصدر ص ۱۸۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منور ہے اور سب پر غالب ہے، کسی سے مغلوب نہیں اور ہر ایک شے اس کے پاس آتی ہے اور یہ کسی کے پاس نہیں جاتا ہے، پس تو غور وفکر کر۔"

۳ــ "فكذلك الإنسان قد يكون في حياته الدنيا مشغولاً بشهوة الطعام والشراب والغلمة وغيرها من مقتضيات الطبيعة والرسم لكنه قريب المأخذ من الملائكة السافل قوي الانجذاب إليهم فإذا مات انقطعت العلاقات ورجع إلى مزاجه فلحق بالملائكة وصار منهم وأُلهم كإلهامهم وسعى فيما يسعون فيه." [۱۸۶]

یعنی" بالکل اسی طرح انسان (ولی) کا حال ہے کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی میں کھانے پینے اور شہوات نفسانی اور اسی طرح کے دیگر طبعی تقاضوں کو پورا کرنے اور زندگی کے مختلف مراسم ومعاملات میں مصروف رہتا ہے لیکن اس کا قریبی تعلق ملائکہ سافل سے ہوتا ہے اور انہی کی جانب اُس کو زیادہ میلان اور کشش ہوتی ہے۔ لہٰذا جب وہ مرجاتا ہے تو اس کے تمام جسمانی علاقے وتعلق ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی اصل جبیعت کی طرف عود کرآتا ہے اور پھر ملائکہ میں مل کر انہی میں کا ہوجاتا ہے اور انہی کے سے الہامات اس کو بھی ہونے لگتے ہیں اور ان کے جیسے کام وہ بھی کرنے لگتا ہے۔"

۴ــ "الحديث الخامس عشر: أخبرني والدي أنه كان مريضا فرأى النبي صلى الله عليه وسلم في النوم، فقال: كيف حالك يا بنيّ؟ ثم بشّره بالشفاء وأعطاه شعرتين من

---

[۱۸۶] حجۃ اللہ البالغۃ ص۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعور لحیته فتعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان عنده فی الیقظة فأعطانی إحداھما فھی عندی"۔ [187]

یعنی "پندرہویں حدیث: میں نے جناب والد سے سنا کہ وہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا: بیٹا تیرا کیا حال ہے؟ پھر شفاء کی بشارت دی اور اپنی ریش مبارک میں سے دو موئے مبارک عنایت کیے۔ اسی وقت وہ شفایاب ہو گئے اور حالت بیداری میں بھی وہ دونوں موئے مبارک ان کے پاس باقی رہے۔ پس ان میں سے ایک موئے مبارک انہوں نے مجھے دیا جو میرے پاس موجود ہے"۔

۵ — "می فرمودند روزے در حجرہ تنہا نشستہ بودم جوانی متمثل شد وگفت اگر خواہی الحال از دار دنیا انتقال کنی واگر خواہی بعد زمان، گفتم بعض کمالات ہنوز مامول ست وغیر محصول، گفت پس موت تو متأخر است آنگاہ بازگشت بر پشت او جواہر مرصع دیدم بشکل استدارہ وایں قصہ اختصار کردہ شد"۔ [188]

یعنی "(والد محترم شاہ عبدالرحیم نے) فرمایا: ایک دن میں تنہا اپنے حجرہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس دنیا سے دار الآخرت کی طرف منتقل ہو سکتے ہو، اور اگر چاہو تو کچھ عرصہ کے بعد۔ میں نے جواب دیا: ابھی کچھ کمالات اور منازل حاصل کرنا باقی ہیں، اور میں ان کی امید میں ہوں۔ کہنے لگا اچھا تمہاری مرضی کے مطابق تمہاری موت مؤخر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد وہ شخص واپس ہوا تو میں نے اس کی پشت پر

---

[187] الدر الثمین ص ۶۰۔ [188] انفاس العارفین ص ۴۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جڑے ہوئے زیورات دیکھے ۔ یہ قصہ مختصر بیان کیا گیا ہے ۔"

۶ـــــ "می فرمودند وقتی از اوقات فنا رکلی دغیبت تامہ دست داد دیدم کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بملائکہ امر فرمود بندہٗ مرا کہ فلانست بجوئید در زمین جستند نیافتند، در آسمانہا تفحص کردند نیافتند، در بہشت تجسس نمودند نیافتند پس حق سبحانہ خطاب کرد کہ ہر کہ در من گم شد در زمین نتواں یافت و نہ در آسمان و نہ در بہشت"۔ [189]

یعنی " والد گرامی فرماتے تھے کہ اوقات عزیز میں سے ایک وقت فنائے کلی اور غیبت تامہ میسر ہوئی تو دیکھا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے فلاں بندہ کو ڈھونڈ لاؤ ۔ انھوں نے تمام روئے زمین پر تلاش کیا مگر نہ پایا، آسمانوں کو چھان مارا مگر نہ پایا، بہشت میں بھی تلاش کیا مگر نہ پایا تو حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فرمایا : جو بھی مجھ میں فنا ہوا وہ نہ آسمان میں ملے گا، نہ زمین پر پایا جائے گا اور نہ ہی بہشت میں "۔

۷ـــــ "می فرمودند یکباری حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم در واقعہ دیدم چوں کمال ظہور صفات الٰہیہ در آں مظہر اتم مشاہدہ کردم بسجدہ افتادم آں حضرت انگشت بدنداں گرفتند و بایں صورت منع فرمودند بارہا بخاطری آمد کہ در منع بایں صورت چہ نکتہ باشد بعد ازاں معلوم شد کہ آدمی را سجدہ کردن بر دو گونہ است یکے باعتقاد معبودیۃ ، و آں کفر ست، و دیگر بمشاہدہٗ ظہور صفات الٰہیہ در روی و آں ممنوع است بجہۃ مشابہۃ بکفر پس فرق را دریں دو سجدہ

---

[189] انفاس العارفین ص ۲۶ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بایں وضع منع فرمودند کہ در ول تصریح ست" [190]

یعنی" والد گرامی نے فرمایا: ایک مرتبہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم حقیقت دیکھا۔ جب اس مظہر اتم میں صفات الٰہیہ کا کمال ظہور مشاہدہ کیا تو سجدہ میں گر گیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہار تعجب کے طور پر انگلی منہ میں دبائی اور اس شکل سے منع فرمایا۔ بارہا دل میں آیا کہ اس صورت سے منع کرنے میں کیا نکتہ پنہاں تھا؟ بعد میں معلوم ہوا کہ انسان کو دو طرح سے سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک اس صورت میں کہ اس کے معبود ہونے کا اعتقاد دل میں ہو اور یہ کفر ہے۔ دوسرا اس صورت میں کہ اس میں صفات الٰہیہ کے ظہور کا مشاہدہ کر کے سجدہ کیا جائے اور یہ مشابہت کفر کی وجہ سے ممنوع ہے۔ لہذا اس باریک فرق کی بناء پر اس وضع سے آپ نے منع فرمایا۔"

۸۔ شاہ ولی اللہ صاحب اپنے تایا ابو الرضا محمد کے متعلق ایک مقام پر لکھتے ہیں:

" ونیز استماع افتاد کہ مردی از خادمان حضرت ایشان بفعلی منکر مرتکب بود حضرت ایشان در مجالس متعددہ او را بر شناعت فعل او برمز و ایماء تنبیہ کردند وی متنبہ نشد و از اں فعل ممتنع نگشت بعد ازاں حضرت ایشان او را در خلوتی طلبیدند و گفتند ترا بارہا بتعریض متنبہ ساختم متنبہ نشدی گمان می بری کہ افعال ترا نمی دانم، بخدا اگر موری در زیر ترین زمین باشد و در خاطر او صد خطرہ خطور کند من نو د و نہ خطرہ را میدانم و حق سبحانہ بتمام مائۃ عالم ست پس آں شخص توبہ کرد" [191]

---

[190] انفاس العارفین ص ۴۲ [191] نفس مصدر ص ۹۴-۹۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "سننے میں آیا ہے کہ آپ کا ایک خادم کسی بری عادت میں مبتلا تھا۔ آپ نے کئی بار اسے اشاروں کنایوں میں تنبیہ فرمائی مگر وہ پھر بھی نہ چونکا اور نہ ہی اس عادت بد سے باز آیا۔ بالآخر حضرت شیخ نے اسے تنہائی میں بلا کر کہا تجھے بارہا اشاروں کنایوں سے سمجھایا مگر تو نے کوئی پرواہ نہ کی، شاید تو سمجھتا ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ قسم بخدا اگر زمین کے نچلے طبقے میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں بھی ۱۰۰ خیالات آئیں تو ان میں سے ننانوے ۹۹ خیالات کو میں جانتا ہوں اور حق سبحانہ وتعالیٰ ۱۰۰ کے ۱۰۰ خیالات سے باخبر ہے۔ یہ سن کر خادم نے اپنی برائی سے توبہ کر لی۔"

۹۔ ایک مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب "وحدت الوجود" اور "وحدۃ الشہود" کی صحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"فالمذهب الأول يسمى بوحدة الوجود والثاني بوحدة الشهود وقد وقع عندنا أن المكشوفين صحيحان جميعًا لكن القول بأن وحدة الشهود على هذا المعنى لم يقل به الشيخ العربي سهو بل الشيخ وأتباعه بل الحكماء أيضًا يقولون بها"[۱۹۲]

یعنی "پہلے مذہب کا نام وحدت الوجود ہے اور دوسرے کا نام وحدت الشہود۔ ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں لیکن یہ کہنا کہ شیخ عربی نے وحدت شہود ی اس معنی سے نہیں کہے یہ سہو ہے بلکہ شیخ اور اتباع شیخ بلکہ حکماء نے بھی یہی کہا ہے۔"

---

[۱۹۲] فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود ص ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ شاہ صاحب صوفی سلسلہ چشتیہ کے ساتھ اپنے آباء و اجداد کی قدیم نسبت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"کاتب الحروف کہتا ہے کہ ہمارے اسلاف کا روحانی دستور یہ چلا آرہا تھا کہ ہر صدی میں طریقۂ چشتیہ کی نسبت کے حامل رہے ہیں اور اکثر و بیشتر ہر جانے والا آنے والے کی بشارت دیتا رہا ہے اور یہ قصہ اسی طرح چلتا رہا ہے"۔ ۱۹۳

کیا اب بھی شاہ ولی اللہ صاحب کے ایک بلند پایہ صوفی ہونے میں کوئی شبہ باقی رہ جاتا ہے؟

مگر اس کے ساتھ ہی علم حدیث اور تفسیر پر بھی آپ کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں چنانچہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے کام کو دو حصوں میں تقسیم سمجھا جائے۔ پہلا حصہ وہ ہے جو تجدید و احیائے دین سے متعلق ہے اور بلاشبہ قابل قدر ہے مگر آپ کے کام کا دوسرا حصہ جو تصوف سے متعلق ہے بلاشبہ قرآن و سنت میں اس کی کوئی گنجائش کم از کم اس کوتاہ نظر کو نظر نہیں آتی ــــ واللہ اعلم۔

نہ معلوم ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے اس قول میں کس درجہ صداقت ہے :

"اگر ان صوفیاء میں سے کسی نے کبھی قرآن و حدیث کا نام لیا ہے تو وہ بھی صرف اپنے دین اتحاد کی مخصوص اصطلاحات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے"۔ ۱۹۴ واللہ اعلم۔

---

۱۹۳ انفاس العارفین ص ۳۷۔ ۱۹۴ توحید خالص قسط اول (گھر کے چراغ) ص ۱۳۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرہویں صدی ہجری کے علماء اور اُن کی علمی خدمات :-

بارہویں صدی کے بعد آنے والے دور میں شیخ محمد باقر آگاہ (م ۱۲۲۰ھ)، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ، تلمیذ شاہ ولی اللہ، صاحب تفسیر مظہری، منار الاحکام، السیف المسلول، مالابد منہ، ارشاد الطالبین)، عبد العلی بن ملا نظام الدین لکھنوی (م ۱۲۲۵ھ، صاحب فواتح الرحموت لشرح مسلم الثبوت)، شاہ عبد القادر بن شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۲۳۰ھ، صاحب تفسیر موضح القرآن)، شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۲۳۵ھ، صاحب علامات قیامت، راہ نجات، دفع الباطل ومعادن موضح القرآن) ابو اسحاق محدث لہراوی اعظمی (م ۱۲۳۴ھ، صاحب نور العینین فی اثبات رفع الیدین)، احمد حسن دہلوی (م ۱۲۳۸ھ)، شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۲۳۹ھ، صاحب بستان المحدثین، عجالہ نافعہ، تحفہ اثنا عشریہ، تفسیر عزیزی، فتاوی عزیزی، حواشی بر شرح عقائد، عزیز الاقتباس فی فضائل اخیار الناس، سر الشہادتین، شرح میزان المنطق، حواشی بدیع المیزان، میزان البلاغہ)، عبد العزیز فرہاری ہندی (م ۱۲۴۱ھ، صاحب کوثر النبی)، عبد الرحیم غزنوی (۱۲۴۲ھ)، شاہ عبد الحی بڈھانوی (۱۲۴۳ھ)، شاہ اسمٰعیل شہید بن عبد الغنی دہلوی (م ۱۲۴۶ھ، تلمیذ شاہ عبد العزیز دہلوی، صاحب تقویۃ الایمان، اصول فقہ، عظمت صحابہ واہل بیت، تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین، منصب امامت، صراط مستقیم، عبقات)، سید احمد شہید (م ۱۲۴۶ھ)، فرحت حسین (م ۱۲۴۷ھ)، محمد عابد السندی (م ۱۲۵۷ھ، صاحب حصر شارد، طوالع الانوار علی الدر المختار، تراجم الشیوخ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المواہب اللطیفہ ، شرح مسند ابی حنیفہ ؒ[195]، ملا اخوند شیر محمد (م ۱۲۵۷ھ) ، محمد علی رامپوری (م ۱۲۵۸ھ) ، شاہ عبدالخالق دہلوی (م ۱۲۶۱ھ) ، شاہ محمد اسحٰق ابن بنت شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۶۲ھ) ، شیخ اسمٰعیل مراد آبادی (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، اوحدالدین بلگرامی (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، محمد حسن بریلوی (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، ولایت علی صادق پوری (م ۱۲۶۹ھ) ، خرم علی بلہوری (م ۱۲۷۰ھ ، مترجم و محشی مشارق الانوار النبویہ من صحاح الاخبار المصطفویہ) ، نورالاسلام بن سلام اللہ (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، محمد علی رامپوری (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، مفتی شرف الدین (استاذ بشیر الدین قنوجی) ، شاہ نور علی (م ۱۲۷۲ھ) ، احمد علی چریاکوٹی (م ۱۲۷۲ھ) ، قاضی محمد بشیر الدین قنوجی (م ۱۲۷۳ھ ، استاذ سید امیر حسن ، صاحب مذہب ماثور ، تبصرۃ الناقد ، صیانۃ الناس) ، عنایت علی عظیم آبادی (م ۱۲۷۴ھ) ، ابوعبدالرحمٰن شرف الحق محمد اشرف ڈیانوی (تلمیذ بشیر الدین قنوجی) ، سخاوت علی جونپوری (م ۱۲۷۴ھ) ، سید احمد حسن عرشی (م ۱۲۷۷ھ) ، قاضی عبیداللہ مدراسی (م ۱۲۸۰ھ ، صاحب جزء من تفسیر فیض الکریم) ، محمد یعقوب اخو الشیخ محمد اسحاق الدہلوی (م ۱۲۸۲ھ) ، مفتی صدرالدین خاں آزردہ (م ۱۲۸۵ھ تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی) ، عبدالحق محدث بنارسی (م ۱۲۸۶ھ) ، فضل الحق خیرآبادی (م ۱۸۶۱ء ، مدفن انڈمان) ، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ (م ۱۲۸۶ھ) ، کرامت علی جونپوری (م ۱۲۹۰ھ) ، فضل امام (استاذ مفتی صدرالدین خان آزردہ) ، مرزا حسن علی محدث لکھنوی (تلمیذ

۱۹۵ء مولانا محمد عابد سندھی نے "شرح مسند ابی حنیفہ" (ج ۱ ص ۳۸۰ ، مخطوطہ) میں سری نماز میں سورہ فاتحہ کی قرات کو "اعدل الاقوال" قرار دیا ہے ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ عبدالعزیز)، محمد رحیم الدین بخاری (تلمیذ شاہ عبدالعزیز و شاہ عبدالقادر دہلوی)، نواب قطب الدین (تلمیذ شاہ محمد اسحاق، صاحب مظاہر حق)، ابوسعید عبدالغنی مجددی دہلوی (تلمیذ شاہ محمد اسحٰق)، محمد ناصر حازمی (تلمیذ شاہ محمد اسحٰق)، فضل الرحمٰن مراد آبادی (تلمیذ شاہ محمد اسحٰق)، سید امیر حسن سہسوانی (م ۱۲۹۱ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب براہین اثنا عشر)، غلام رسول (م ۱۲۹۱ھ)، الف علی بہاری (م ۱۲۹۶ھ)، لطف علی بن رجب علی راجگیری بہاری (م ۱۲۹۶ھ، استاذ علامہ شمس الحق عظیم آبادی)، احمد علی سہارنپوری (م ۱۲۹۷ھ، صاحب حل صحیح البخاری)، محمد قاسم نانوتوی (م ۱۲۹۷ھ، صاحب تحذیر الناس، میلہ خدا شناس، اجوبہ اربعین، تصفیۃ العقائد، ہدیۃ الشیعۃ، انوار قاسمی)، سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب حمائل غزنویہ)، عبدالقیوم بن بنت شاہ عبدالعزیز دہلوی (م ۱۲۹۹ھ، تلمیذ شاہ محمد اسحاق دہلوی)، شاہ محمد عاشق پھلتی، شاہ نور اللہ بڈھانوی، شیخ جمال الدین، شاہ محمد امین کشمیری، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ حسن جان، شاہ عبدالجلیل علی گڑھی (استاذ سید امیر حسن سہسوانی)، عبدالحلیم انصاری لکھنوی (استاذ و والد شیخ ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی)، محمد بن عبداللہ غزنوی (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، شاہ مخصوص اللہ بن شاہ رفیع الدین دہلوی، حسن علی ہاشمی لکھنوی اور عبدالحی دہلوی (تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلوی) وغیرہ وسعت علم، تقویٰ و ورع، فضل و زہد اور تحقیق و اتقان میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ ان میں سے اکثر علماء کے دلوں میں تقلیدی رجحان موجود ہونے کے باوجود علم حدیث، اس کی اتباع، ترویج، اشاعت اور تدریس کی محبت رچی بسی تھی مگر ان تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات میں سب سے زیادہ ممتاز شاہ ولی اللہ کے فرزند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی شخصیت تھی۔ ذیل میں اس صدی کے بعض مشاہیر کا مختصر تعارف و تذکرہ پیش خدمت ہے:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی:۔ مرزا مظہر جان جاناں کہ جن کا مختصر تعارف اوپر گزر چکا ہے قاضی ثناء اللہ صاحب کو "علم الہدیٰ" اور شاہ عبدالعزیز دہلوی "بیہقیٔ وقت" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ حنفی المسلک تھے مگر دلائل کی بنیاد پر حنفی نقطہ نظر سے بلا تأمل دست کش ہو جایا کرتے تھے۔ آپ کی مشہور تفسیر "مظہری" کے بعض مقامات پر ایسی مثالیں موجود ہیں مثلاً ایک جگہ فرماتے ہیں:

"اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مرفوع اور تعارض و نسخ سے محفوظ حدیث مل جائے اور امام ابوحنیفہ کا فتویٰ اس کے خلاف ہو لیکن دوسرے ائمہ میں سے کسی ایک امام کا رجحان اس حدیث کے موافق ہو تو ایسی صورت میں اپنے مسلک پر اڑے نہیں رہنا چاہیئے بلکہ حدیث کی اتباع کرنا واجب ہے تاکہ قرآن کے اس ارشاد کے انطباق سے بچا جائے کہ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے بعض لوگوں کو اپنا رب بنا لیا تھا[196]"

اسی طرح مسئلہ تحریم الضب کے بارے میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ نے جو یہ فرمایا ہے کہ الضب حشرات الارض میں سے ہے تو یہ قول صحیح و صریح نص کے خلاف ہے۔ صاحب الہدایہ نے جس

---

[196] تفسیر مظہری ۲/۶۴۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کا ذکر کیا ہے میں نے اسے کہیں نہیں دیکھا۔" [197]

آپ نے اپنے آخری ایام میں اپنی نماز جنازہ کے لیے بطور خاص یہ وصیت فرمائی تھی کہ:

"بعد تکبیر اولیٰ سورہ فاتحہ ہم خوانند۔" [198] یعنی "میرے جنازہ کی نماز میں تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ بھی پڑھی جائے۔"

ان تمام خوبیوں کے باوجود قاضی ثناء اللہ پانی پتی بھی اس عہد کی عام روش کے مطابق صوفیانہ عقائد و نظریات کے حامل تھے مگر اس کی تفصیل بیان کرنا طول محض کا باعث ہوگا۔

ابو اسحاق محدث لہراوی اعظمی:۔ آپ شیخ محمد فاخر زائر الہ آبادی کے خاص شاگرد تھے۔ حق گوئی دبیباکی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ عمر کا ایک بڑا حصہ آپ نے اتباع سنت اور حدیث کی دعوت و ترویج میں گزارا تھا۔ آں رحمہ اللہ اپنے رسالہ "نور العینین فی اثبات رفع الیدین" کے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"لما اتبعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم أبال نعمان والسفیان والزہری"۔ [199]

یعنی "جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرلی تو مجھے امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری اور امام زہری کے اقوال کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہے۔"

---

[197] تفسیر مظہری ۳/۲۴۔ [198] وصیت نامہ مطبوعہ در مجموعہ وصایا اربعہ ص ۱۲۶۔

[199] تراجم علمائے حدیث ص ۳۱، تذکرہ علماء مبارکپور ص ۹۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں رحمہ اللہ کے صرف اسی ایک قول سے سنت کے ساتھ ان کی محبت ولگاؤ
کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی :۔

علامہ مبارک پوری شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کا ذکر خیر فرماتے ہوئے
لکھتے ہیں :

"ان سب میں شیخ الاجل، مسند دقت، فقیہ، مفسر و محدث شاہ عبد العزیز کو علوم حدیث و قرآن کی نسبت سے امتیازی مقام حاصل تھا۔ سترہ سال کی عمر میں اپنے والد کے انتقال کے بعد انہوں نے تدریس، افتاء، ارشاد و ہدایت کی ذمہ داری سنبھالی تھی۔ لوگوں نے دین و علوم شرعیہ کے مشکلات کے حل کے لئے انھیں مرجع بنا لیا تھا" الخ [۲۰۰]

لیکن مولانا ابوالکلام آزاد بجا طور پر فرماتے ہیں کہ :

"شاہ عبد العزیز کو شہرت و قبولیت کی عالمگیر سند ملی، بنگال سے لے کر بخارا و سمرقند تک ان کی عظمت و استاذی کا سکہ چلنے لگا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مقبولیت عام کی راہوں سے بے پرواہ ہو کر کام نہ کر سکے اور شاہراہ عام پر چلتے رہنے کے سوا چارۂ کار نہ دیکھا۔ اوائل میں ان کا قلم بے اختیار اپنے والد کے مسلک پر چلنے لگا تھا۔ پھر رک گئے اور احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانے لگے اور تفسیر میں بہ ضمن تفسیر (وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) [۲۰۱]

---

[۲۰۰] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۷۔ [۲۰۱] سورہ البقرۃ ۔ ۱۲۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقلید مذاہب کے باب میں کیا واشگاف لکھ گئے ہیں لیکن پھر جب مولوی عبدالرحمن لکھنوی نے استفسار کیا تو گول مول لکھ گئے۔ قراءۃ فاتحہ خلف امام کے بارے میں ان کا فتوی موجود ہے، لیکن جب شور و ہنگامہ ہوا تو اس پر اصرار چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ [۲۰۲] کے خواب والے معاملے میں صاف صاف لکھ گئے ہیں کہ میں نے پوچھا مذاہب اربعہ میں کون سا مذہب پسندیدہ ہے؟ فرمایا کوئی نہیں ؎

مصلحت دید من آں ست کہ یاراں ہمہ کار
بہ گزارند و خم طرّۂ یارے گیرند

حضرت علیؓ نے یہ فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو لیکن یہ خود شاہ صاحب کی ذہنی معنویت کی صدا ضرور تھی مگر جب لوگ اس پر پریشان خاطر ہوئے تو اس کی تاویلیں کرنے لگے۔ تفسیر (مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ [۲۰۳]) پر جو فتنہ اٹھا تھا اس سے اندازہ کرنا چاہیئے کہ دقت کی حقیقت فراموشیوں کا کیا حال تھا۔ اگر اپنے والد کے مسلک پر رہتے تو قبولیت عوام سے دستبردار ہونا پڑتا۔ افسوس یہی قبولیت عوام ہمیشہ علماء کے لیئے سب سے بڑا فتنہ رہی۔ والد مرحوم فرماتے تھے جب شاہ ولی اللہ کا انتقال ہوا اور شاہ عبدالعزیز مسند درس و ارشاد پر بیٹھے تو مولانا فخرالدین نے ان کے سر پر دستار فضیلت باندھی تھی جب پگڑی باندھ چکے تو کانوں میں کہا: تمہارے

---

[۲۰۲] فتاوی عزیزی میں حضرت علیؓ کے اس خواب کے الفاظ یوں مذکور ہیں: "عرض نمود کہ از مذاہب فقہاء کدام یک مختار و پسند جناب است؟ فرمودند کہ ہیچ مذہب پسند ما نیست۔" (فتاوی عزیزی ص۸) [۲۰۳] سورۃ البقرۃ۔ ۱۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد بزرگوار کے دامن پر ایک دھبہ لگ چکا ہے، تمہارا کام یہ ہے کہ اسے صاف کر دو۔ دھبے سے مقصود شاہ صاحب کا مجتہدانہ مسلک اور تقلید مذاہب سے انکار تھا۔ اس وقت تک وہابیت وغیرہ کے تلقب تو پیدا نہیں ہوئے تھے، نہ کوئی خاص جماعت اس مسلک کی ملک میں موجود تھی اس لیئے عامۂ علماء مختلف طریقوں سے اسے تعبیر کرتے تھے۔ عام طور پر اعتزال کا تلقب اختیار کر لیا گیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شاہ ولی اللہ اعتزال کی طرف میلان رکھتے تھے حالانکہ کجا معتزلہ و اعتزال اور کجا مشرب اصحاب سلف و حدیث بینہما مفاوز تنقطع فیہا أعناق المطی۔ بہر حال شاہ عبدالعزیز سے یہ درخواست کی گئی تھی اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے پوری کر دی۔"[۲۰۴]

"تفسیر عزیزی" کے بعض مقامات پر تقلید شخصی کے رد میں شاہ عبدالعزیز کے جو متعدد اقوال ملتے ہیں (جن کی تفصیل "اکمل البیان[۲۰۵]" میں بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے) ـــــ وہ سب اقوال آں رحمہ اللہ کے اوائل دور کی حالت یعنی جب تک کہ ان پر شاہ ولی اللہ صاحب کی تربیت کے اثرات غالب تھے، کے ترجمان ہیں۔ بعد میں آپ نے اس معاملہ میں کافی نرمی اختیار کر لی تھی لہذا آں رحمہ اللہ کے ان اقوال سے زیادہ خوش فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے، واللہ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ:۔ ولی اللّٰہی خاندان میں ہم دیکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے برعکس شاہ ولی اللہ دہلوی کے حفید شاہ اسمٰعیل شہید نے انتہائی

---

۲۰۴ نقش آزاد ص ۳۱۸-۳۱۹۔ ۲۰۵ اکمل البیان ص ۱۳-۱۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرأت دہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشاعت توحید، ردّ بدعات، ترویج سنت اور عمل بالحدیث کے متعلق جو اشارات شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے دروس کئے تھے ان کو عملاً رائج کرنے کی کوشش کی ہے، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"دعوت واصلاح امت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کر دئے تھے اب اس سلطان وقت اور اسکندر عزم کی بدولت شاہجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے۔ جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی وہ اب سر بازار کی جارہی اور ہو رہی تھیں۔" [206]

لیکن باوصف اس کے یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ شاہ اسمٰعیل شہید بھی اپنے آباء واجداد کی طرح نظریہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے انتہائی دلدادہ تھے چنانچہ اس نظریہ کے اثبات کے لئے آں رحمہ اللہ نے "عبقات" جیسی کتاب لکھی اور اپنے مرشد واستاذ سید احمد شہید کی املاء پر "صراط مستقیم" نامی کتاب ترتیب دی جو اکتساب مقام الوہیت کے عملی طریقوں سے معمور ہے۔ آپ کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" بھی جو توحید کے مضامین پر مشتمل ہے، وحدۃ الوجود کے نظریہ سے پاک نہ رہ سکی چنانچہ آں رحمہ اللہ "تقویہ" کے ایک مقام پر لکھتے ہیں: "یا عبد القادر شیئا للہ" (یعنی اے عبد القادر اللہ کے نام پر کچھ دو۔) تو کہنا صحیح نہیں ہے مگر یوں کہنا صحیح ودرست ہے کہ اے اللہ عبد القادر کے واسطے سے عطا فرما۔"

---

[206] تذکرہ ص ۲۲۵

www.KitaboSunnat.com محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہ محمد اسحٰق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بعد ان کے جانشین شاہ محمد اسحٰق دہلوی مہاجر مکی کی شخصیت ایک نابغۂ روزگار بن کر ابھری۔ آں رحمہ اللہ کے متعلق علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں:

"ان سب میں شاہ محمد اسحٰق دہلوی آفاقی حیثیت رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے مسند درس سنبھالی۔ ان کے زمانہ میں ریاست حدیث ان پر ختم تھی۔ ان کے علم سے مستفید ہو کر شاگردوں کی ایک بڑی جماعت خارج ہوئی۔" [207]

شیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

اس دور کے ایک اور عبقری عبداللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی تھے جن کے متعلق محی السنۃ نواب صدیق حسن خاں فرماتے ہیں:

"چرخ اگر ہزار چرخ زند مشکل کہ چنیں ذات جامع کمالات بر روئے ظہور آرد ہم محدث بود وہم محدث۔" [208]

(ترجمہ: آسمان اگر ہزار بار بھی گردش کرے تو مشکل ہے کہ اب ایسی جامع کمالات ہستی معرض وجود میں آئے وہ محدث و محدث دونوں تھے۔)

آں رحمہ اللہ کے متعلق مولانا سید عبدالحی الحسنی بیان کرتے ہیں:

"الشیخ الإمام العالم المحدث عبد اللہ بن محمد بن محمد شریف الغزنوی الشیخ محمد

---

[207] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۲۷-۲۸۔ [208] تقصار من تذکار جیود الاحرار ص ۱۹۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أعظم الزاهد المجاهد، الساعي لمرضاة الله المؤثر لرضوانه على نفسه وأهله وماله و أوطانه، صاحب المقامات الشهرة والمعارف العظيمة الكبيرة." [209]

(ترجمہ: حضرت عبداللہ بن محمد بن محمد شریف غزنوی شیخ تھے، امام تھے، عالم تھے، زاہد تھے، مجاہد تھے، رضائے الٰہی کے حصول میں کوشاں تھے۔ اللہ کی رضا کے لیے اپنی جان، اپنا گھربار، اپنا مال، اپنا وطن غرض سب کچھ لٹا دینے والے تھے۔ علماء سوء کے خلاف آپ کے معرکے مشہور ہیں۔)

اور شارح سنن ابو داؤد علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

"إنه كان في جميع أحواله مستغرقا في ذكر الله عز وجل حتى إن لحمه وعظامه وأعصابه و أشعاره وجميع بدنه كان متوجها إلى الله تعالى فنى في ذكره عز وجل." [210]

"وہ ہر وقت اور ہر حال میں اللہ عزوجل کے ذکر میں ڈوبے رہتے تھے حتی کہ ان کا گوشت، ان کی ہڈیاں، ان کے پٹھے، ان کے بال اور تمام بدن اللہ عزوجل کی طرف متوجہ تھا، اللہ کے ذکر میں فنا ہو گئے تھے۔"

---

[209] نزہۃ الخواطر ۷/۳۰۲۔

[210] مقدمہ غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داود۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر و اوراد میں آں رحمہ اللہ کی محویت و استغراق کی طرح درس حدیث میں بھی آپ کے انتہائی انہماک کا اندازہ علامہ اقبال کے ان جملوں سے بخوبی ہو سکتا ہے جو انہوں نے محمد دین فوق کے نام ان کے بیٹے کی تعزیت کے سلسلہ میں اپنے مکتوب میں لکھے تھے، فرماتے ہیں:

"مولوی عبد اللہ غزنوی درس دے رہے تھے کہ ان کو اپنے بیٹے کے قتل (وفات) کی خبر ملی۔ ایک منٹ تأمل کیا پھر طلباء کو مخاطب کر کے کہا: برضائے او راضی ہستیم بیائید کہ کار خود کنیم۔ (یعنی ہم اس کی رضا پر راضی ہیں، آؤ ہم اپنا کام کریں)، یہ کہہ کر پھر درس میں مشغول ہو گئے۔"[211]

آں رحمہ اللہ کے ان تمام اوصاف حمیدہ کو تسلیم کرنے کے باوجود راقم یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ ہمارے بعض علماء اہل حدیث نے ان سے عقیدت و محبت کے غلو کے باعث یہ لکھ دیا ہے کہ:

"آپ کو اللہ عزوجل سے براہ راست ہم کلامی کا شرف حاصل تھا۔"

فإنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

چودہویں صدی ہجری کے علماء اور ان کی علمی خدمات:-

تیرہویں صدی کے بعد محمد یعقوب نانوتوی (م ۱۳۰۲ھ)، محمد مظہر نانوتوی (م ۱۳۰۲ھ، استاذ حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی)، سید عبد الباری سہسوانی (م ۱۳۰۲ھ)، ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ)، صاحب

---

[211] انوار اقبال ص ۲۰۰، وکذا فی فقہائے ہند تیرہویں صدی ہجری ۲/ ۱۸۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الآثار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ ، الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ،الأجوبۃ الفاضلہ ،التعلیق الممجد علی مؤطا الامام محمد ، عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ ،ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ، تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ، السعایہ فی کشف مافی شرح الوقایہ ،الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ) ، نور محمد ملتانی (تلمیذ ابوالحسنات لکھنوی ، صاحب تذکرۃ المنتہی فی رد اسکات المعتدی) ، محمد حسن سنبھلی (م ۱۳۰۵ھ ، صاحب تنسیق النظام فی ترتیب مسند الامام ابی حنیفۃ النعمان) ، احمد بن سید امیر حسن (م ۱۳۰۶ھ) ، امیر احمد بن سید امیر حسن (م ۱۳۰۶ھ) ، حامد حسین بن محمد الحسینی لکھنوی (م ۱۳۰۶ھ ، صاحب استقصاء الافحام فی الرد علی منتہی الکلام) ، محی السنہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ ، صاحب فتح البیان فی مقاصد القرآن ، ترجمان القرآن بلطائف البیان ، اکسیر فی اصول التفسیر ، بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام کی شرح مسک الختام ، فتح العلام ، الروض البسام ،عون الباری لحل ادلۃ البخاری ، السراج الوہاج فی شرح مختصر الصحیح لمسلم بن الحجاج ، اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین ، الحطۃ فی ذکر الصحاح الستہ ، ابجد العلوم ، ملک السعادۃ فی افراد اللہ تعالیٰ بالعبادۃ ، الدین الخالص ، تقصار من تذکار جیود الاحرار ، النصح السدید بوجوب التوحید ، التفکیک عن انحاء الشرک ، اخلاص توحید ، اخلاد الفوائد الی التوحید بالعبادۃ ، دعائیۃ الایمان الیٰ توحید الرحمٰن ، الانفکاک عن اسم الاشراک ، اللواء المعقود لتوحید الرب المعبود ، منہاج العبید الی معراج التوحید ، استویٰ علی العرش ، بشارۃ الفساق ، عاقبۃ المتقین ، روزمرہ اسلام ، ارکان اربعہ ، توبہ عن الذنوب ، حادی الارواح ، تذکیر الناسی ، تکفیر الذنوب ، صلہ ارحام ، ایقاظ الرقود الی یوم الموعود وغیرہ) ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت اللہ کیرانوی دم ۱۳۰۸ھ ، صاحب ازالۃ الاوہام ، معیار الحق ، معدل اعوجاج المیزان ، اور منبع الاحادیث) ، حسام الدین مئوی (دم ۱۳۱۰ھ) ، عبید اللہ مالیر کوٹلوی (دم ۱۳۱۰ھ ، صاحب تحفۃ الہند) ، حافظ محمد بن بارک لکھوی (دم ۱۳۱۱ھ ، صاحب تفسیر محمدی ، احوال الآخرت ، زینت اسلام) ، رحیم بخش لاہوری (دم ۱۳۱۲ھ ، صاحب سلسلہ کتب اسلام) ، محی الدین عبد الرحمن لکھوی (دم ۱۳۱۲ھ) ، مفتی محمد سعید خاں مدراسی (دم ۱۳۱۲ھ ، صاحب تکملہ تفسیر فیض الکریم) ، بدیع الزماں حیدر آبادی دم ۱۳۱۲ھ مترجم جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ) ، فضل اللہ بن نعمت اللہ لکھنوئی دم ۱۳۱۲ھ ، استاذ شمس الحق عظیم آبادی) ، عبد الاول غزنوی دم ۱۳۱۳ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، مترجم مشکوٰۃ المصابیح و ریاض الصالحین) ، خواجہ الطاف حسین حالی دم ۱۹۱۴ء ، صاحب مسدس) ، فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی دم ۱۳۱۳ھ ، تلمیذ شاہ محمد اسحاق دہلوی) ، ابو عبد الرحمٰن محمد فرید آبادی (دم ۱۳۱۵ھ ، تلمیذ حافظ عبد المنان وزیر آبادی و میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب الحواشی الجدیدۃ علی سنن المجتبیٰ للنسائی) ، شاہ علی حبیب پھلواروی (دم ۱۳۱۵ھ) ، عبد السلام کیفی ندوی دم ۱۹۱۸ء ، صاحب سیرت عمر بن عبد العزیز ، اسوۂ صحابہ ، شعر الہند) ، فیض اللہ مئوی دم ۱۳۱۶ھ استاذ علامہ مبارکپوری) ، محمد بن ابراہیم آروی دم ۱۳۱۹ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، نواب محسن الملک مہدی علی خاں (دم ۱۹۰۷ء ، صاحب آیات بینات ، مدفن علی گڑھ) ، عبد الجبار بن نور احمد ڈیانوی (دم ۱۳۱۹ھ) ، قاضی محمد مچھلی شہری دم ۱۳۲۰ھ ، تلمیذ شیخ عبد الحق بنارسی ، سخاوت علی جونپوری ، نواب مصطفی خاں شیفتہ وغیرہ ، صاحب فتوح العلام شرح بلوغ المرام) ، عبد اللہ صادق پوری (دم ۱۳۲۰ھ ، استاذ علامہ مبارکپوری) ، شیخ اجل و محدث دوراں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محمد نذیر حسین دہلوی (م ۱۳۲۰ھ ، صاحب معیار حق فی الرد علی تنویر الحق ، الایمان یزید و ینقص ، قراءۃ خلف الامام ، اثبات رفع الیدین ، توثیق تقویۃ الایمان حرمت نذر لغیر اللہ ، تردید بدعات حسنات و سیئات ، افضل البضاعۃ فی حقیقۃ الشفاعۃ ، دافعاء البلویٰ فی رد تقلید ، عمل اہل حرمین حجت شرعی نہیں ، رسالہ در مسئلہ نماز جمعہ فی القریۃ و فتاوی نذیریہ) ، محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۱ھ صاحب تبصرۃ الناقد) ، محمد سعید بنارسی (م ۱۳۲۲ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی و شمس الحق عظیم آبادی و حافظ عبد المنان وزیر آبادی ، و عبد اللہ غازیپوری صاحب ہدایۃ المرتاب بجواب کشف الحجاب ، و اوثق العریٰ باقامۃ الجمعۃ فی القریٰ) ، ظہیر احسن نیموی (م ۱۳۲۲ھ ، صاحب آثار السنن ، تعلیق الحسن) ، شاہ عین الحق پھلواروی (م ۱۳۲۳ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، سلامت اللہ جیراجپوری (م ۱۳۲۳ھ ، استاذ علامہ مبارک پوری) ، حافظ عبد اللہ غازی پوری (م ۱۳۲۳ھ ، تلمیذ محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب البحر المواج شرح مقدمہ صحیح مسلم بن الحجاج) ، رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ ، صاحب الکوکب الدری تعلیقات علی الترمذی ، ہدایۃ المعتدی ، گاؤں میں جمعہ کے احکام ، سبیل الرشاد ، مسئلہ غیب دانی ، فتاوی میلاد شریف ، ہدایۃ الشیعہ ، امداد السلوک ، زبدۃ المناسک ، فتاوی رشیدیہ) ، ابو الحسن سیالکوٹی (م ۱۳۲۵ھ ، صاحب فیض الستار ترجمہ کتاب الآثار ، تلخیص الصحاح ، ترجمۃ الاکمال فی اسماء الرجال و فیض الباری شرح صحیح بخاری) ، محمد بشیر سہسوانی (م ۱۳۲۶ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح ، القول المحقق المحکم فی زیارۃ الحبیب الاکرم ، القول المحمود فی رد جواز السجود ، برہان العجاب ، فرضیۃ فاتحہ خلف الامام) ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد اشرف عظیم آبادی دم ۱۳۲۶ھ ، اخو المحدث العظیم آبادی) ، فاروق چریاکوٹی دم ۱۳۲۷ھ ، استاذ علامہ مبارک پوری) ، شیخ حسین بن محسن انصاری یمانی دم ۱۳۲۷ھ ، صاحب تعلیقات علی المجتبیٰ ، التحفۃ المرضیۃ فی حل بعض المشکلات الحدیثیۃ) ، شمس الحق عظیم آبادی دم ۱۳۲۹ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، بشیر الدین قنوجی و حسین بن محسن الیمانی وغیرہم ، صاحب فضل الباری شرح ثلاثیات البخاری ، النجم الوہّاج شرح مقدمہ صحیح مسلم بن الحجاج ، غایۃ المقصود شرح سنن ابو داؤد ، تعلیقات علی النسائی ، جوابات الزامات الدارقطنی علی الصحیحین ، التعلیقات علی اسعاف المبطأ برجال الموطأ ، دفع الالتباس عن بعض الناس ، الکلام المبین فی الجہر بالتامین والرد علی القول المتین ، ہدایۃ اللوذعی بنکات الترمذی ، التعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی ، عون المعبود شرح سنن ابو داؤد) ، محمود الحسن اسیر مالٹا دم ۱۳۳۹ھ ، صاحب ایضاح الادلۃ ، مختصر المعانی ، تقاریر شیخ الہند) ، عبد الحمید سوہدروی (دم ۱۳۳۰ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی و حافظ عبد المنان وزیر آبادی و شمس الحق عظیم آبادی وغیرہ) ، عبد الرحیم مبارک پوری دم ۱۳۳۰ھ ، استاذ علامہ مبارک پوری) ، ڈپٹی حافظ نذیر احمد دہلوی دم ۱۳۳۰ھ ، صاحب تسہیل القرآن ، حقوق الفرائض) ، محمد عبد الاحد دم ۱۳۳۰ھ ، مصحح تحفۃ الہند) ، سید عبد الکبیر بہاری دم ۱۳۳۱ھ) ، سید عبد الجبار غزنوی (دم ۱۳۳۱ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، شبلی نعمانی دم ۱۳۳۲ھ ، صاحب سیرۃ النبی ، سیرۃ النعمان ، الغزالی ، الفاروق ، المامون ، سوانح مولانا روم ، پرانے چراغ ، خطبات شبلی ، الکلام وعلم الکلام) ، شاہ عین الحق پھلواروی دم ۱۳۳۳ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، خدا بخش میراج گنجی دم ۱۳۳۳ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ علامہ مبارک پوری) ، حافظ عبدالمنان وزیر آبادی (م ۱۳۳۴ھ ، تلمیذ مولانا عبدالجبار محدث ، میاں محمد نذیر حسین دہلوی وغیرہ) ، محمد تلطف عظیم آبادی (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی و بشیر الدین و حسین بن محسن الیمانی وغیرہ) ، ابوعبداللہ ادریس بن ابی الطیب ڈیانوی (تلمیذ عبداللہ غازی پوری ، میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، شمس الحق عظیم آبادی وغیرہ) ، سید محمد عبدالحفیظ (ابن الاخ و زوج بنت البنت سید میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، ابوتراب رشد اللہ شاہ الراشدی (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب درج الدرر فی وضع الایدی علی الصدر) ، قدرت اللہ شاہ الراشدی (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی) ، عبدالحلیم شرر (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، مترجم الاتقان فی علوم القرآن ، کتاب التوحید وغیرہ) ، ابوسعید محمد حسین (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب منح الباری فی ترجیح صحیح البخاری) ، عبدالحق الہوی اعظم گڈھی (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس لابن الجوزی) ، قاضی احتشام الدین (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب اختیار الحق) ، شہود الحق (تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب بحر زخار بجواب انتصار الحق) ، برہان الدین ہوشیار پوری (استاذ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی) ، عظمت اللہ (استاذ عبدالعزیز رحیم آبادی) ، یحییٰ بہاری (استاذ عبدالعزیز رحیم آبادی) ، محمود عالم (استاذ عبدالعزیز رحیم آبادی) ، عبدالسلام (م ۱۳۳۵ھ) ، احمد اللہ امرتسری (م ۱۳۳۶ھ) ، عبدالعزیز رحیم آبادی (م ۱۳۳۶ھ ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب حسن البیان فیما فی سیرۃ النعمان ، سواء الطریق ، ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی ، رسالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوضوء، رمی الجمرہ، روئداد مناظرہ مرشد آباد)، عبداللہ محدث غازیپوری (م ۱۳۳۷ھ، استاذ علامہ مبارک پوری)، رفیع الدین شکرانوی (م ۱۳۳۷ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، عبدالمنان بقا (م ۱۳۳۷ھ)، مفتی عبداللطیف سنبھلی (م ۱۳۳۷ھ)، محمد حسین لاہوری (م ۱۳۳۸ھ)، ابو یحییٰ محمد بن کفایت اللہ شاہجہاں پوری (م ۱۳۳۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب تکملہ حواشی جدیدہ علی سنن المجتبیٰ للنسائی) وحید الزماں حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ، تلمیذ مفتی عنایت اللہ، سلامت اللہ کان پوری، عبدالحی لکھنوی، محمد بشیر الدین قنوجی، عبدالحق بنارسی، لطف اللہ علی گڑھی، میاں محمد حسین دہلوی، حسین بن محسن الیمانی، فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی وغیرہ، صاحب تفسیر وحیدی، تبویب القرآن، لغات الحدیث، تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری، تسہیل القاری، العلم ترجمہ صحیح مسلم، جائزۃ الشعوذی، معطا ترجمہ مؤطا، زہر الربی ترجمہ سنن المجتبیٰ للنسائی، الہدی المحمود، رفع العجاجہ، کشف الغطاء، اشراق الابصار ترجمہ سنن ابوداود، تصحیح کنز العمال وغیرہ)، محمد حسین بٹالوی (م ۱۳۳۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب فتح الباری فی ترجیح البخاری)، ابوالوزیر احمد حسن دہلوی (م ۱۳۳۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب احسن التفاسیر، احسن الفوائد، تلخیص الانظار فیما بنی علیہ انتصار بجواب انتصار الحق، حاشیہ بلوغ المرام، تنقیح الرواۃ تخریج احادیث المشکوٰۃ)، امیر احمد سہسوانی (م ۱۳۳۹ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، محمد علی جوناگڈھی (م ۱۳۴۰ھ، صاحب اربعین محمدی، ارشاد محمدی، انعام محمدی، اشعار محمدی، امام محمدی، ایمان محمدی، برہان محمدی، تعویذ محمدی، تحفہ محمدی، تعلیم محمدی، توحید محمدی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر محمدی، ثعبان محمدی، نصیحت محمدی، نکاح محمدی، نور محمدی، وضوء محمدی، قطبغہ محمدی، وظائف محمدی، ہدایت محمدی، حیات محمدی، حجت محمدی، خطبہ محمدی، خطبات محمدی، خطاب محمدی، درود محمدی، دلائل محمدی، دین محمدی، ذمہ محمدی، ایمان محمدی، رکوع محمدی، زیارت محمدی، سراج محمدی، سلام محمدی، سیرت محمدی، سیف محمدی، شمع محمدی، صدائے محمدی، صلوٰۃ محمدی، صیام محمدی، صراط محمدی، صمصام محمدی، ضرب محمدی، طریق محمدی، ظفر محمدی، عقیدۂ محمدی، عقائد محمدی، عصائے محمدی، غنیہ محمدی، فرمان محمدی، فیصلہ محمدی اور فضائل محمدی وغیرہ)، محمد عبدالسلام مبارک پوری (م ۱۳۴۲ھ، صاحب سیرۃ البخاری)، عبدالرحیم غزنوی (م ۱۳۴۲ھ)، عبدالقادر لکھنوی (م ۱۳۴۲ھ)، عبدالحی الحسنی (م ۱۳۴۲ھ، صاحب نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر)، ابوعبداللہ محمد بن جمال الدین بھوجیانی امرتسری (م ۱۳۴۳ھ)، عبدالباری فرنگی محلی (م ۱۳۴۴ھ)، خلیل احمد سہارنپوری (م ۱۳۴۶ھ، صاحب بذل المجہود فی حل سنن ابی داود)، سید ابوالحبیب (م ۱۳۴۶ھ، تلمیذ عبداللہ غازی پوری)، شوکت علی (م ۱۳۴۶ھ)، قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م ۱۳۴۸ھ، صاحب غایت المرام، رحمت للعالمین، الجمال والکمال تفسیر سورہ یوسف، تاریخ المشاہیر، شرح اسماء حسنی، خطبات سلیمانی، سبیل الرشاد، المسح علی الجوربین)، غلام نبی ربانی سوہدروی (م ۱۳۴۸ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، احمد اللہ پرتاب گڑھی (م ۱۳۴۸ھ، تلمیذ بشیر سہسوانی، شمس الحق عظیم آبادی، صاحب برہان العجاب فی فرضیۃ قراءۃ خلف الامام)، احمد اللہ محدث دہلوی (م ۱۳۴۸ھ)، اکبر شاہ خاں نجیب آبادی (م ۱۹۳۸ء، صاحب تاریخ اسلام)،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد علی جوہر (م ۱۳۴۹ھ)، نواب سلطان جہاں بیگم بھوپالی (م ۱۳۴۹ھ)، عبدالواحد غزنوی (م ۱۳۴۹ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، عبدالرحمٰن ولایتی (م ۱۳۴۹ھ)، محمد اقبال سیالکوٹی (م ۱۹۳۸ء، صاحب رموز بیخودی، خطوط اقبال، اقبال نامہ، بال جبریل، بانگ درا وغیرہ)، عبدالوہاب دہلوی (م ۱۳۵۱ھ)، عبدالحامد بدایونی (م ۱۳۵۱ھ)، عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۲ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی)، عبدالجبار عمرپوری (م ۱۳۵۲ھ)، مناظر احسن گیلانی (صاحب تدوین قرآن، تدوین حدیث، تذکرہ شاہ ولی اللہ، امام ابوحنیفہ کی سیاسی زندگی، مقالات احسانی، النبی الخاتم، مقدمہ تدوین فقہ، تفسیر سورہ کہف، ابوذر غفاری وغیرہ)، انور شاہ کشمیری (م ۱۳۵۲ھ، صاحب کشف الستر، فصل الخطاب، نیل الفرقدین، فیض الباری شرح صحیح البخاری العرف الشذی، گنجینۂ اسرار، خاتم النبیین)، محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری (م ۱۳۵۲ھ، تلمیذ عبداللہ محدث غازیپوری، میاں محمد نذیر حسین دہلوی، فیض اللہ مئوی، حسام الدین مئوی، عبدالرحیم مبارکپوری وغیرہ، صاحب تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی، ابکار المنن فی تنقید آثار السنن، شفاء العلل، المقالۃ الحسنیٰ فی سنیۃ المصافحۃ بالید الیمنیٰ، تحقیق الکلام فی وجوب القراءۃ خلف الامام، خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون، کتاب الجنائز، نور الابصار، ضیاء الابصار، تنویر الابصار، القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید، الدر المکنون فی تائید خیر الماعون، الوشاح الابریزی فی حکم الدواء الانگلیزی، ارشاد الہائم الی منع خصاء البہائم، الکلمۃ الحسنیٰ فی تائید المقالۃ الحسنیٰ، مسائل عشر، مرتب فتاوی نذیریہ و فتاوی عبداللہ محدث غازیپوری)، عبدالغفور غزنوی (م ۱۳۵۲ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دہلوی، صاحب حمائل غزنوی)، عبدالقادر قصوری (م ۱۳۶۱ھ)، ابوالمکارم محمد علی ہنوتی (م ۱۳۵۳ھ، صاحب المذہب المختار فی الرد علی جامع الآثار) محمد بن یوسف سواتی (م ۱۳۶۱ھ)، اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ، صاحب تفسیر بیان القرآن، بہشتی زیور، مناجات مقبول، امداد الفتاوی، تربیتا السالک، نشر الطیب، فتاوی اشرفیہ، تسہیل المواعظ، مقالات صوفیہ، عرفان حافظ وغیرہ)، عبدالحفیظ اعظم گڈھی (م ۱۳۶۳ھ)، محمد عبدالباقی لکھنوی (م ۱۳۶۴ھ)، عبدالتواب ملتانی (م ۱۳۶۶ھ، صاحب تعلیقات علی مصنف ابن ابی شیبہ، حواشی علی مسند عمر بن عبدالعزیز وقیام اللیل للمروزی وحاشیہ علی ابی الحسن السندی علی صحیح مسلم، اردو ترجمہ صحیح بخاری و بلوغ المرام)، ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (م ۱۳۶۷ھ، تلمیذ میاں محمد نذیر حسین دہلوی، صاحب تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن، بیان القرآن علی علم البیان، تفسیر ثنائی، نقہ اور فقیہ، اجتہاد و تقلید، اربعین ثنائیہ، حجیت حدیث، اتباع رسول، شمع توحید، حق پرکاش بجواب ستیا تھ پرکاش، مسیحیت اور اسلام، مقدس رسول بجواب رنگیلا رسول، رسالہ دیدار گوشت خوری، رسائل در رد قادنیت، ہفت روزہ اخبار اہل حدیث وغیرہ)، عبیداللہ سندھی (م ۱۹۴۴ء، صاحب شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ وغیرہ، مدفن خانپور)، حبیب الرحمٰن خاں شیروانی (م ۱۳۶۹ھ)، فیض الحسن سہارنپوری (استاذ شیخ جماعت علی شاہ)، قاضی عبدالرحمٰن محدث پانی پتی (استاذ جماعت علی شاہ)، ابوالقاسم سیف بنارسی (م ۱۳۶۹ھ، صاحب حل مشکلات البخاری بجواب الجرح علی البخاری لدکتور عمر کریم، الامر المبرم، ماء حمیم، صراط مستقیم، الریح العقیم، العرجون القدیم)، شبیر احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عثمانی (م ۱۳۶۹ھ ، صاحب فتح الملہم بشرح صحیح مسلم ، تفسیر عثمانی ، اعجاز القرآن ، حیات شیخ الہند ، العقل والنقل ، مسئلہ تقدیر ، فضل الباری شرح صحیح البخاری) ، نذیر احمد املوی اعظم گڈھی (م ۱۳۶۹ھ) ، جماعت علی شاہ (م ۱۳۷۰ھ) ، کفایت اللہ دہلوی (م ۱۳۷۲ھ ، صاحب تعلیم الاسلام) ، مولانا عطاء اللہ لکھوی (م ۱۳۷۲ھ) ، سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ ، صاحب تاریخ ارض القرآن ، حیات مالک ، خطبات مدراس ، سیرت عائشہ ، مقالات سید سلیمان ندوی ، عربوں کی جہازرانی ، برید فرنگ ، اہل سنت والجماعت ، رحمت عالم ، سیرت النبی ، نقوش سلیمانی ، حیات شبلی ، اسلام کے سیاسی نظام کی تدوین) ، میر محمد ابراہیم سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ ، تلمیذ حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی و میاں محمد نذیر حسین دہلوی ، صاحب شہادۃ القرآن ، سلم الوصول الی اسرار سراء الرسول ، تاریخ اہل حدیث ، تفسیر سورہ فاتحہ ، نزول ملائکہ والروح الی الارض ، آئینہ قادیانی ، اعجاز القرآن ، تاریخ نبوی ، اخلاق محمدی ، عصمت انبیاء ، تائید القرآن ، تعلیم القرآن ، احکام المرام ، سیرت مصطفیٰ وغیرہ) ، عبدالسلام ندوی (م ۱۳۷۶ھ) ، ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۸ھ ، صاحب ترجمان القرآن ، ام الکتاب تفسیر سورہ فاتحہ ، شہادت حسین ، ولادت نبوی ، اصحاب کہف ، رسول رحمت ، قرآن کا قانون عروج و زوال ، غبار خاطر ، آزادی ہند ، نقش آزاد ، مقالات ابوالکلام ، مکاتیب ابوالکلام وغیرہ) ، احمد سعید دہلوی (م ۱۳۷۸ھ ، صاحب تفسیر کشف الرحمٰن ، وعظ سعید ، معجزات رسول ، صلوٰۃ وسلام) ، عبدالمجید سوہدروی (م ۱۳۷۹ھ ، صاحب عمدۃ الاحکام ، انتخاب الصحیحین) ، اسلم جیراجپوری (م ۱۹۵۶ء ، صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاریخ القرآن ، حیات حافظ ، حیات جامی ، الوراثۃ فی الاسلام ، تاریخ الامت) ، ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی (م ۱۳۸۱ھ ، صاحب تکملہ تنقیح الرواۃ ، شرح ابن ماجہ ، حاشیہ نصب الرایۃ) ، عبدالجبار محدث کھنڈیلوی (م ۱۳۸۲ھ ، تلمیذ علامہ مبارک پوری ، صاحب اختلاف خاتمہ ، ازالۃ الحیرۃ عن فقاہت ابی ہریرۃ ، مقاصد الامامہ ، اتمام الحجۃ ، مقدمہ صحیح بخاری ، حاشیہ صحیح بخاری) ، سید محمد داود راز (م ۱۳۸۲ھ) ، سید محمد داود غزنوی (م ۱۳۸۳ھ) ، حافظ عبداللہ امرتسری روپڑی (م ۱۳۸۴ھ ، تلمیذ شمس الحق عظیم آبادی و میاں محمد نذیر حسین دہلوی و بشیر سہسوانی وغیرہ ، صاحب تخریج آیات الجامع الصحیح للبخاری ، شرح مشکوٰۃ المصابیح ، شرح سنن ابن ماجہ و مسند احمد ، مودودیت اور حدیث نبویہ ، اہل حدیث کی تعریف ، اہل سنت کی تعریف) ، مسعود عالم ندوی (م ۱۳۸۵ھ ، صاحب ہندوستان کی پہلی اسلامی تاریخ ، محمد بن عبدالوہاب ایک بدنام مصلح) ، ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی (م ۱۳۸۵ھ ، صاحب تراجم علمائے اہل حدیث ہند) ، عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی (م ۱۳۸۶ھ ، صاحب طلیعۃ التنکیل ، مقام ابراہیم ، الانوار الکاشفہ ، اغاثۃ العلماء من طعن صاحب الوراثہ ، تعلیق علی التاریخ الکبیر ، خطأ الامام البخاری فی تاریخہ ، تصحیح تذکرۃ الحفاظ للذہبی ، تصحیح الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ، تصحیح موضح اوہام للخطیب البغدادی ، المعانی الکبیر لابن قتیبہ ، الفوائد المجموعہ للشوکانی ، الاکمال لابن ماکولا ، الانساب للسمعانی ، السنن الکبریٰ للبیہقی ، مسند ابی عوانہ ، کفایہ فی علم الروایۃ للخطیب البغدادی ، صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی ، المنتظم لابن الجوزی وغیرہ) ، محمد اسمٰعیل سلفی (م ۱۳۸۷ھ ، صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حجیت حدیث وغیرہ) ، ظفر احمد تھانوی عثمانی (م ۱۳۹۴ھ ، صاحب اعلاء السنن، انہاء السکن) ، عبدالسلام بستوی (م ۱۳۹۴ھ) ، سید ابوبکر غزنوی (م ۱۳۹۶ھ) عبدالماجد دریابادی (م ۱۳۹۸ھ ، صاحب تفسیر ماجدی ، نورانی جہیز ، تصوف اور اسلام ، بشریت انبیاء ، معاصرین ، آپ بیتی) ، مفتی محمد شفیع (صاحب معارف القرآن ، فتاویٰ دارالعلوم ، جواہر الفقہ ، کشکول ، مقام صحابہ ، علامات قیامت ، نزول مسیح ، ضبط ولادت وغیرہ) ، عبدالشکور لکھنوی (صاحب علم الفقہ ، فتنہ ابن سبا ، تاریخ مذہب شیعہ ، خلفائے راشدین) ، ابو المحاسن قاسم بن صالح السندی (صاحب فوز الکرام بما ثبت فی وضع الیدین تحت السرۃ او فوقہا تحت الصدر عن التشفیع المظلل بالغمام) ، حمید الدین فراہی (صاحب مجموعہ تفسیر فراہی ، اقسام القرآن ، ذبیح کون ہے؟ مقدمہ نظام القرآن ، اصول التاویل ، احکام الاصول ، حاشیہ شرح مؤطا ، استاذ مولانا امین احسن اصلاحی صاحب تدبر قرآن) ، حفظ الرحمٰن سیوہاروی (صاحب قصص القرآن ، اخلاق اور فلسفہ اخلاق ، البلاغ المبین ، اسلام کا اقتصادی نظام) ، حسین احمد مدنی (صاحب حلیۃ المسلمین ، الشہاب الثاقب ، نقش حیات ، سلاسل طیبہ ، ڈاڑھی کی شرعی حیثیت ، عقائد علمائے دیوبند ، حسام الحرمین) ، محمد ادریس کاندھلوی (صاحب حیات الصحابہ ، سیرۃ المصطفیٰ ، شرح مشکوٰۃ المصابیح) ، محمد یوسف کامل پوری (صاحب تکملۃ الحاشیہ علی تخریج الزیلعی) ، سرسید احمد خاں (صاحب تفسیر احمدی ، آثار الصنادید ، مکاتیب سرسید) ، سر راس مسعود ، یوسف بنوری (صاحب معارف السنن) ، عبدالرزاق ملیح آبادی (صاحب ترجمہ الوسیلہ لابن تیمیہ) ، امیر علی (تلمیذ عبدالحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھنوی صاحب التذنیب)، فضل اللہ حیدر آبادی (صاحب فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد للبخاری)، عبدالعزیز پنجابی (صاحب تعلیق علی نصب الرایہ للزیلعی، اطراف البخاری)، اکرم بن عبدالرحمٰن السندی (صاحب امعان النظر بشرح نخبۃ الفکر)، ولی اللہ فرخ آبادی (صاحب المطر الثجاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج بلسان الفارسی)، محمود حسن ٹونکی (صاحب معجم المصنفین)، محمد بن قاسم حیدر آبادی (صاحب القول المستحسن فی فخر الحسن)، عبدالحق الہ آبادی (صاحب تقریر شرح المناسک لعلی القاری)، محمد بدر عالم میرٹھی (صاحب تعلیقات علی فیض الباری للعلامہ انور شاہ کشمیری، ترجمان السنہ، جواہر الحکم)، بحر العلوم لکھنوی (صاحب تنویر المنار)، ولی اللہ لکھنوی (صاحب شرح مسلّم الثبوت)، حیدر علی فیض آبادی (صاحب منتہی الکلام)، ملاجیون (صاحب تفسیر احمدی)، اللہ داد جونپوری (محشی ہدایہ)، مہدی حسن شاہجہاں پوری (صاحب شرح کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشیبانی)، فخر الحسن گنگوہی (محشی سنن ابی داود)، مرزا حیرت دہلوی (صاحب حل صحیح البخاری)، سراج احمد سرہندی (شارح ترمذی)، عبدالحق حقانی (صاحب تفسیر حقانی)، حکیم محمد اشرف سندھو (صاحب مقیاس حقیقت بجواب مقیاس حنفیت، پیغام جیلانی، مقام اہل حدیث، رکعات قیام رمضان من اقوال اصحاب النعمان، فرقہ ناجیہ، البشریٰ بسعادۃ الدارین فی سوانح سید نذیر حسین، بریلوی عقائد و اعمال، بریلویت کا پس منظر، تصور شیخ کا پس منظر، عقیدہ حیات النبی، اکمل البیان فی شرح حدیث نجد قرن الشیطان، اکابر علماء دیوبند کا مذہب، فرقہ وجودیہ کی اصلیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بیجاپان وغیرہ) ، اسد علی اسلام آبادی ، سید شاہجہاں ، شیخ نذیر فریدی اعظمی ، حافظ شاہ محمد نعیم عطاء ، ابو اسماعیل یوسف حسین خان پوری ہزاروی، احمد علی سہارنپوری ، محمد بن بارک اللہ پنجابی ، محمد ادریس نگرامی ، عبدالسلام قدوائی ندوی ، عبدالمجید سالک ، فضل الحق خیرآبادی ، آزاد سبحانی ، محمد اسحاق سندیلوی ، حمید اللہ حیدر آبادی ، جعفر حسین ، احمد حسن امروہوی ، حسین علی میانوالی ، یوسف کاندھلوی ، محمد الیاس میواتی (بانی تبلیغی جماعت) ، نور الحسن کاندھلوی ، امام علی الحق سیالکوٹی ، ملا کمال کشمیری ، قطب الدین سہالوی ، کریم الدین عثمانی ، غلام حیدر بن شیخ ہدایت اللہ عظیم آبادی ، ابو عبید اللہ غلام حسن سیالکوٹی ، فضل الرحمٰن مراد آبادی ، فضل الرحمٰن بن حاجی عبدالسمیع مبارک پوری ، لطف اللہ علی گڑھی ، حفیظ اللہ علی گڑھی ، غلام علی قصوری ، علامہ سنبھلی (صاحب احیاء السنن) قاضی بدر الدولہ مدراسی (صاحب تفسیر فیض الکریم) ، عبداللہ الہ آبادی ، محمد سعید مغل پوری ، نور اللہ بن شہباز الہندی ، عبدالقدوس گنگوہی ، محب اللہ الہ آبادی ، امان اللہ پانی پتی ، ڈاکٹر محمد رفیع الدین ، احسان اللہ شاہ ابن ابی تراب رشد اللہ شاہ الراشدی ، محمد خلیل بن محمد سلیم خیرپوری ، حافظ فتحی جہلمی ، بہاء الدین خاں جلال آبادی ، قطب الدین ہانسوی ، نور عیسیٰ خیلی ، عبدالکریم نواب شاہی ، ابو اسحٰق نیک محمد امرتسری (خلیفہ عبدالجبار غزنوی) ، بشیر احمد ملتانی ، عطاء اللہ لکھوی ، حافظ گوندلوی ، عبدالقادر حصاری ، عنایت اللہ وزیر آبادی ، ابو محمد عبدالستار ، محمد یوسف کلکتوی ، عبدالشکور شکراوی ، عبدالجلیل سامرودی سورتی ، شفیع محمد المنکیو سکرندی ، عاشق الٰہی میرٹھی ، سعید احمد اکبر آبادی ، حکیم محمد صادق سیالکوٹی ، عبدالقہار ، محمد یونس دہلوی ،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکیم عبدالسمیع شفا اثری (صاحب ترجمہ صاحب تحفۃ الاحوذی، علم غیب، اہل بیت رسول)، سید تقریظ احمد سہوانی، سید ابوالاعلیٰ مودودی (صاحب تفہیم القرآن، پردہ، خلافت وملوکیت، الجہاد فی الاسلام، رسالہ دینیات، ہندوستان کی سیاسی کشمکش، رسائل ومسائل، خطبات، سیرت سرور دوعالم وغیرہ)، محمد زکریا کاندھلوی (صاحب اوجز المسالک فی شرح مؤطا امام مالک، تاریخ مشائخ چشت، مکتوبات تصوف، صحبت باادلیار، انعام الباری شرح اشعار البخاری، شمائل ترمذی، تبلیغی نصاب، فضائل حج وغیرہ)، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی (صاحب التعلیقات السلفیۃ علی سنن النسائی) اور علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (صاحب الشیعۃ واہل البیت، الشیعۃ والسنۃ، الشیعۃ والقرآن، الشیعۃ والتشیع، البریلویۃ، القادیانیہ، البہائیہ، الاسماعیلیہ، البابیہ، التصوف، بین الشیعۃ واہل السنۃ) وغیرہ جیسے مشاہیر علماء پیدا ہوئے لیکن ان میں سے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، میاں سید نذیر حسین دہلوی، شیخ حسین بن محسن الیمانی، عبداللہ محدث غازی پوری، شمس الحق عظیم آبادی اور عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہم اللہ کو جو مقام حاصل ہوا وہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آیا۔ ذیل میں ہم اس صدی کے چند مشاہیر کا تذکرہ کریں گے:

عبدالجبار غزنوی:۔ ابنائے غزنویہ میں عبدالجبار غزنوی تقوی وطہارت، زہد وورع اور علم وفضل میں سب سے فائق تھے۔ ان کے زبان وبیان کی تاثیر کا عالم شبلی نعمانی کے ان کلمات سے بخوبی ہوسکتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس وقت وہ شخص اپنی زبان سے اللہ کا نام لیتا تھا تو بے اختیار جی چاہتا تھا کہ سر ان کے قدموں پر رکھ دیجئے"۔ [۲۱۲]

حافظ عبد المنان وزیر آبادی :۔ آپ کے متعلق سید عبد الحی لکھتے ہیں:

"أخذ عنده خلق لا يحصون بحد وعد"۔ [۲۱۳]
یعنی "ان سے بے حد حساب مخلوق نے علم حاصل کیا"۔
مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی، حافظ محمد گوندلوی مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد علی لکھوی اور مولانا عبد المجید سوہدروی سے آپ کے مشہور تلامذہ گزرے ہیں۔ کسی شاعر نے آپ کے متعلق کیا خوب کہا ہے ؎

وہ ساقی کوثر سنت وزیر آباد میں لایا
اٹھا کر فیض دہلی سے یہاں پنجاب میں لایا
وہ نابینا تھا لیکن بینا دل کا رہبر تھا
عصا توحید کا رکھتا تھا ضیائے سنت سے انور تھا

ابو الحسنات عبد الحی لکھنوی :۔ مولانا عبد الحی لکھنوی اگرچہ حنفی المسلک تھے لیکن متعدد فقہی مسائل میں آں رحمہ اللہ نے اپنے فقہاء کی

---

[۲۱۲] پرانے چراغ ۲/۲۷۶۔ [۲۱۳] ثقافت ہند ص ۱۴۲۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آراء سے جرأتمندانہ اختلاف کرتے ہوئے سنت کو ترجیح دی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بعض علماء حنفیہ کو ان کا یہ محققانہ طرز بالکل نہ بھایا تو انہوں نے آں رحمہ اللہ پر یہ حکم لگا دیا: "إلا أن له بعض آراء شاذة لا تقبل في المذهب" یعنی "ان کی بعض آراء شاذ ہیں جو مذہب حنفیہ میں قابل قبول نہیں ہیں۔"

افسوس کہ جب فاضل لکھنوی کے شاگرد ظہیر احسن نیموی نے اپنے استاذ کی محققانہ روش ترک کر کے مقلدانہ طرز کو اختیار کیا تو انہی متعصب علماء نے ان کی "مساعی" کو سراہتے ہوئے مولانا عبدالحی کا "کفارہ" قرار دیا۔ فإنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔[214]

شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ:۔

جب شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے جانے لگے تو اپنا جانشین ایک ایسے شخص کو بنایا جو اپنے زمانہ کا منفرد، اپنے وقت کا قطب، مرجع آفاق بالاتفاق، استاذ عرب وعجم اور تیرہویں صدی ہجری کا مجدد اعظم تھا یعنی شیخ اجل میاں سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ۔

شاہ محمد اسحٰق دہلوی کی مسند درس وافتاء پر آپ بارہ سال تک مختلف علوم وفنون کی تمام متداولہ کتب کا درس دیتے رہے پھر آپ پر قرآن وحدیث کے درس وتدریس کی محبت غالب آگئی چنانچہ آپ نے ان علوم شریفہ کے علاوہ باقی دوسرے تمام علوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی مگر فقہ سے یک گونہ اشتغال باقی رہا۔ آخر عمر تک آں رحمہ اللہ ان علوم کے درس وتدریس میں مصروف رہے۔

214۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مجلہ "برہان" دہلی ص55 مجریہ ماہ جولائی سنہ 1951ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ ۱۲۷۰ھ تا سنہ ۱۳۲۰ھ تک تقریباً باسٹھ سال آپ کا یہ فیض جاری رہا۔ علوم حدیث پر آپ کی نظر اس قدر وسیع تھی کہ لوگ آپ کو "بیہقیٔ وقت" پکارا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد تقی الدین الہلالی المراکشی (سابق استاذ حدیث الجامعۃ الاسلامیہ، المدینۃ المنورۃ) فرماتے ہیں کہ: "آپ اپنے وقت کے امام بخاری تھے"۔ [215] بعض سوانح نگاروں نے آپ کے تلامذہ کی تعداد پانچ صد نام بنام لکھی ہے لیکن آپ کے ایک نامور شاگرد علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے آپ کے تلامذہ میں سے محققین کاملین کی تعداد ایک ہزار تک اور باقی تلامذہ کی تعداد کئی ہزار تک بیان کی ہے۔ [216]

آپ کے تلامذہ میں ہندوستان کے علاوہ حجاز، مصر، شام، یمن، بلخ، بدخشاں، سمرقند، نجد اور بخارا وغیرہ کے طلبا بھی شامل تھے۔ آپ کی درس گاہ سے فیضیاب ہونے والے یہ ہزارہا جویان علم و دانش اقطاعِ عالم میں پھیل کر دین کی اشاعت و خدمت میں مصروف ہوئے اور ناقابلِ فراموش علمی خدمات انجام دیں۔ مولانا سید سلیمان ندوی آپ کی درس گاہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "علمائے اہل حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا۔ بھوپال ایک زمانہ علمائے اہل حدیث کا

---

[215] مجلہ صوت الجامعہ بنارس، مجریہ ماہ فروری سنہ ۱۹۶۴ء۔

[216] مقدمہ غایۃ المقصود ص ۱۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکز رہا۔ قنوج، سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور
اہل علم اس ادارہ میں کام کر رہے تھے۔ شیخ حسین عرب یمنی
ان سب کے سرخیل تھے اور دہلی میں مولانا سید نذیر حسین
صاحب کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث
مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رخ کر رہے تھے"۔[217]

مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی آپ کے چند مشہور تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السید عارف باللہ مولٰنا عبداللہ غزنوی، آپ کے صاحب زادہ عالی السید مولٰنا عبدالجبار غزنوی، شیخ پنجاب مولٰنا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی، مولٰنا حافظ عبداللہ مبارک پوری، صاحب عون المعبود مولٰنا شمس الحق عظیم آبادی ڈیانوی، مولٰنا عبدالرحمٰن مبارک پوری صاحب تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی، مولٰنا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولٰنا شاہ عین الحق پھلواروی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا احمداللہ پرتاب گڑھی، مولانا محمد سعید بنارسی، مولانا امیر حسن، مولانا امیر احمد اور مولانا محمد بشیر ساکنین قصبہ سہسوان"۔[218]

شیخ الکل رحمہ اللہ اپنی حدیثی خدمات کے متعلق بجا طور پر فرمایا کرتے تھے کہ: "میں نے صحاح ستہ کو گلستاں و بوستاں کر دیا ہے"۔

مولوی سید امیر علی حنفی شیخ الکل رحمہ اللہ سے اپنی سند بیان کرتے

---

[217] تراجم علمائے حدیث ہند ۱/۳۶۔

[218] ہندو[illegible] میں اہل حدیث کی علمی خدمات صفحہ ۲۰۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے کس درجہ احترام واکرام کو ملحوظ رکھا کرتے تھے ملاحظہ فرمائیں:

"إن إسنادی اتصل إلی الشیخ الإمام المصنف رحمه الله تعالیٰ، عن شیخنا الإمام شرف الأنام الزاهد العابد العالم الربانی الذی ما أحسبنی رأیت مثله بعینی هاتین مولانا سید نذیر حسین الدهلوی"[219]

یعنی "میری سند شیخ امام مصنف (یعنی حافظ ابن حجر عسقلانی) تک ہمارے شیخ امام، شرف الانام، زاہد وعابد، عالم ربانی کہ ان جیسا میری ان دونوں آنکھوں نے کسی کو نہیں دیکھا مولانا سید نذیر حسین دہلوی کے واسطہ سے پہنچتی ہے"۔

شیخ الکل رحمہ اللہ کی عظمت کا بخوبی اندازہ ایک مشہور صوفی خواجہ غلام فرید کے مندرجہ ذیل قول سے بھی لگایا جاسکتا ہے، منقول ہے:

"حضرت خواجہ محمد بخش نے عرض کیا کہ حضور لوگ مولوی نذیر حسین کو غیر مقلد اور وہابی کہتے ہیں، وہ کیسے آدمی تھے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ وہ تو ایک صحابی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کی عظمت کے لئے یہی کافی ہے کہ دنیا میں اس کی مانند کوئی نہ ہو۔ چنانچہ آج کل کے زمانے میں علم حدیث میں ان کی کوئی نظیر نہیں نیز وہ اس قدر بے نفس ہیں کہ اہل اسلام کے کسی فرقے کو برا نہیں کہتے اگرچہ لوگ ان کو منہ پر برا بھلا کہتے ہیں لیکن وہ کسی کو برا نہیں کہتے"۔[220]

---

[219] التذنیب ص ۲۴۔ [220] ارشادات فریدی مترجم مقبوس ۸۵ ص ۴۹۶۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوابِ صدّیق حسن خاں قنوجیؒ: ۔ اس صدی کی ایک اور اہم شخصیت یعنی محی السنہ نواب صدیق حسن خاں قنوجی ثم بھوپالی کے متعلق مولانا سید سلیمان ندوی صاحب کے تاثرات آپ نے اوپر ملاحظہ فرمائے ۔ سابقہ صفحات میں آپ کی بلند پایہ علمی تصانیف کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے ۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی آں رحمہ اللہ کے لئے بجا طور پر " بحراً زخاراً لاساحل لہ " فرمایا کرتے تھے ۔ مولوی امام خاں نوشہروی فرماتے ہیں :

" السید نواب صدیق حسن خاں صاحب قنوجی مرحوم کی دستار فضیلت جس وقت طرّۂ شاہانہ سے مزین ہوئی تو ریاست بھوپال ایک سرے سے منبعِ علم و مرجعِ علماء ہو گئی ۔ حضرت والاجاہ علیہ الرحمہ نے ایک محفل علم سجائی ۔ مولٰنا قاضی بشیر الدین صاحب قنوجی مرحوم ، مولانا قاضی محمد مچھلی شہری ، مولانا سلامت اللہ جے راج پوری ، شیخ حسین عرب یمنی ، مولانا محمد بشیر سہسوانی بھوپال میں تشریف فرما ہیں ۔ متعدد مدارس علم و فن قائم ہوئے ، طلباء کھچے چلے آ رہے ہیں ۔ ریاست کے تمام مسلمان اس خدمت کی دینی برکتوں سے مالا مال ہو رہے ہیں ۔ گویا کہ علم و فن کے اعتبار سے بھوپال کی قسمت ہی جاگ اٹھی "۔ [221]

اور مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی فرماتے ہیں :

---

[221] ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ص ۲۶ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"نواب صاحب اصولاً شاہ ولی اللہ صاحب کے فقہی نقطۂ نظر کی بنیاد پر ۱۲۷۸ھ میں بلوغ المرام کی فارسی شرح مسک الختام، ۱۲۹۷ھ میں تجرید صحیح بخاری للشرحی کی شرح عون الباری، ۱۲۹۹ھ میں تلخیص صحیح مسلم للمنذری کی شرح السراج الوہاج تالیف فرمائیں۔ علاوہ ازیں اصحاب تحقیق کے لیئے اگر ایک طرف ہزاروں کے صرفہ سے ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار، ۱۳۰۰ھ میں ۵۰ ہزار روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری بولاق مصر سے شائع کرائیں تو دوسری طرف صحاح ستہ بشمول مؤطا امام مالک کے اردو تراجم و شروح لکھوا کر شائع کرنے کا بھی اہتمام کیا تاکہ عوام براہ راست علوم وسنت کے انوار سے متمتع ہو سکیں"۔ [۲۲۲]

اہل عرب میں سے علامہ محمد منیر الدمشقی[۲۲۳] علامہ عبدالعزیز الخولی اور ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب وغیرہ نے بھی علامہ نواب صدیق حسن خاں کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے لیکن ان کا تذکرہ طولِ محض کا باعث ہوگا۔

علامہ سید حسین بن محسن یمنی رح:۔ اس صدی کی ایک اور اہم شخصیت علامہ سید حسین بن محسن یمنی کے متعلق مولانا سید ابو الحسن علی

---

[۲۲۲] پندرہ روزہ "ترجمان" دہلی مجریہ مارچ ۱۹۶۸ء۔

[۲۲۳] انموذج ص ۳۸۸ بحوالہ پندرہ روزہ "ترجمان" دہلی مجریہ مارچ ۱۹۶۸ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحسنی الندوی صاحب کے تأثرات ملاحظہ فرمائیں :

"شیخ حسین بن محسن کا وجود اور ان کا درسِ حدیث ایک نعمتِ خداوندی تھا جس سے ہندوستان اس وقت بلادِ مغرب و یمن کا ہمسر بنا ہوا تھا اور اس نے ان جلیل القدر شیوخ حدیث کی یاد تازہ کر دی تھی جو اپنے خداداد حافظہ، علوِ سند اور کتب حدیث و رجال پر عبورِ کامل کی بنا پر خود ایک زندہ کتب خانہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ شیخ حسین بہ یک واسطہ علامہ محمد بن علی الشوکانی صاحب نیل الاوطار کے شاگرد تھے اور ان کی سند حدیث بہت عالی اور قلیل الوسائط سمجھی جاتی تھی۔ یمن کے جلیل القدر اساتذہ، حدیث کے تلمذ و صحبت، غیر معمولی حافظہ جو اہل عرب کی خصوصیت چلی آ رہی تھی۔ سالہا سال تک درس و تدریس کے مشغلے اور طویل مداولت اور ان یمنی خصوصیات کی بنا پر جن کی ایمان و حکمت کی شہادت احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ حدیث کا فن گویا ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گیا تھا۔ اور ان کے دفتر ان کے سینہ میں سما گئے تھے۔ وہ ہندوستان آئے تو علماء و فضلاء (جن میں بہت سے درس و صاحب تصنیف بھی تھے) نے پروانہ وار ہجوم کیا اور فن حدیث کی تکمیل کی اور ان سے سند لی۔

تلامذہ میں نواب صدیق حسن خاں، مولانا محمد بشیر سہسوانی، مولانا شمس الحق عظیم آبادی، مولانا عبداللہ غازیپوری،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا سلامت اللہ جے راج پوری، نواب وقار نواز جنگ، مولانا وحید الزماں حیدر آبادی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں"۔ [224]

مولانا علی میاں مزید فرماتے ہیں:

"میرے استاذ حدیث مولانا حیدر حسن خاں ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء، جو شیخ صاحب کے شاگرد تھے، فرماتے تھے کہ: "فتح الباری" جس کی تیرہ [13] ضخیم جلدیں ہیں اور ایک مقدمہ کی علیحدہ جلد ہے، شیخ صاحب کو تقریباً حفظ تھی"۔ [225]

علامہ عبداللہ محدث غازی پوریؒ:

اس دور کے ایک اور عبقری علامہ عبداللہ محدث غازی پوری کے متعلق سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"اس درس گاہ (مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی درس گاہ) کے تیسرے نامور مولانا عبداللہ محدث غازی پوری ہیں جنہوں نے درس و تدریس کے ذریعہ خدمت کی اور کہا جا سکتا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع ان کے سوا کسی اور ان کے شاگردوں میں نہیں ملا"۔ [226]

---

[224] حیات عبدالحی ص ۶۳ (طبع دہلی)۔ [225] نفس مصدر ص ۷۹-۸۰ (طبع کراچی)۔ [226] تراجم علمائے حدیث ہند ۲۶/۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ:۔ اس صدی کے ایک اور مشہور محدث علامہ شمس الحق ڈیانوی (عظیم آبادی) کے متعلق مولانا سید عبدالحی الحسنی فرماتے ہیں:

"ثم رجع إلى بلده وعكف على التدريس والتصنيف والتذكير وبذل جهده في نصرة السنة والطريقة السلفية وإشاعة كتب الحديث"۔[226]

یعنی "پھر آپ واپس اپنے وطن لوٹے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور تذکیر و وعظ میں مصروف ہوئے اور اپنی ساری توجہ سنت کی حمایت اور کتب حدیث کی اشاعت کی طرف مبذول کر دی۔"

آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی فرماتے ہیں:

"آپ کے درس میں عرب و فارس کے طلبا بھی دیکھے گئے ہیں اور بہت لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا"۔[228]

مولانا ابوالحسنات عبدالشکور ندوی آپ کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا ڈیانوی وہ مایہ ناز ہستی ہے جس پر اس آخری دور میں ہندوستان جس قدر چاہے فخر کر سکتا ہے۔ تمام عمر خدمتِ علم حدیث میں بسر کر گئے۔ حدیث کے لیے آپ کے ہاں اکثر مدنی، یمنی اور نجدی عرب طلباء

---

[226] نزہۃ الخواطر ۸/ ۱۷۹۔ [228] اہل حدیث امرتسر مجریہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آتے تھے۔ مرحوم نے فن حدیث میں سنن ابی داود کی وہ بہترین شرح لکھی جس کو پڑھ کر عرب وعجم کی زبان سے بے ساختہ صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ہے۔ التعلیق المغنی علی الدارقطنی بھی مرحوم کی عمدہ تصنیف ہے۔"[229]

مولانا خلیل احمد سہارنپوری حنفی نے آپ کی شرح "غایۃ المقصود" کی عظمت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے:

"یہ شرح ابوداود کے پوشیدہ خزانوں کو کھولنے والی اور تمام جواہرات سے بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف پر اپنا کرم و فضل فرمائے انہوں نے شرح کا حق ادا کر دیا ہے۔"[230]

علامہ محمد منیر دمشقی (م ۱۲۶۹ھ) آپ کی مشہور کتاب "عون المعبود" کے متعلق فرماتے ہیں:

"کل من جاء بعده من شیوخ الهند وغیره استمدوا من شرحه."[231]

یعنی "مصنف کے بعد ہند و بیرونِ ہند کے تمام علماء نے آپ کی اس شرح سے استفادہ کیا ہے۔"

آپ کے حالات زندگی اور دینی و علمی خدمات کی تفصیل کے لیے "حیاة المحدث شمس الحق وأعماله" تالیف محمد عزیر سلفی کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔

---

[229] ہندوستان کی قدیم درس گاہیں ص ۴۷۔ [230] بذل المجهود شرح سنن ابی داود ۱/۱۱۔ [231] النموذج من الاعمال الخیریة ص ۶۲۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبد الرحمٰن مبارک پوریؒ :-

اسی دور کے ایک اور مشہور محدث مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری تھے جن کی تصانیف و اساتذہ کا تذکرہ مختصراً اوپر گزر چکا ہے۔ آپ کے تبحر علمی کا تذکرہ کرتے ہوئے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے سابق استاذ حدیث ڈاکٹر محمد تقی الدین المراکشی جنہیں علامہ مبارک پوری سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا اپنے مضمون "ہندوستان میں اہل حدیث" قسط ۲ (مترجم آزاد رحمانی) میں فرماتے ہیں:

> "میں اپنے رب کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ اگر تیسری صدی ہجری کی شخصیت ہوتے تو آپ کی تمام وہ حدیثیں جنھیں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یا آپ کے اصحاب سے روایت کرتے صحیح ترین احادیث ہوتیں اور ہر وہ چیز جسے آپ روایت کرتے حجت بنتیں اور اس بات میں کسی دو آدمی کا بھی اختلاف نہ ہوتا۔" ۲۳۲ے

علامہ مبارک پوری کے مشہور تلامذہ میں مولانا عبد السلام مبارکپوری (صاحب سیرۃ البخاری)، مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوری مدظلہ (صاحب مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح)، مولانا عبد الجبار محدث کھنڈیلوی، مولانا امین احسن اصلاحی (صاحب تدبر قرآن)، شیخ عبد اللہ نجدی قویعی ثم

۲۳۲ے مجلہ "صوت الجامعہ" بنارس مجریہ ماہ رجب ۱۳۹۴ھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المصری، و. عبدالقادر تقی الدین الہلالی المراکشی، حکیم مولوی عبدالسمیع شفا اثری مبارک پوری (صاحب ترجمہ علامہ مبارک پوری) اور والد محترم مولانا محمد امین اثری رحمانی مبارک پوری (صاحب تحفۂ حدیث، کتاب روزہ) زید مجدہ وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ آں رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات زندگی کے لیئے تذکرہ علمائے حال، تراجم علمائے اہل حدیث، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، معجم المؤلفین للشیخ محمد رضا کحالہ، نزہۃ الخواطر، تذکرہ علماء مبارک پور للقاضی اطہر مبارک پوری، حیات عبدالحی لأبی الحسن علی الندوی، ماہنامہ صوت الجامعہ بنارس، مقدمہ مختارات الاحادیث و الحکم النبویہ عبدالوہاب عبداللطیف مصری، مجلہ الحج مکہ مکرمہ اور علامہ مبارک پوری کی علمی خدمات پر مولوی عبدالکبیر عبدالقوی حفظہ اللہ کی غیر مطبوعہ بحث وغیرہ کی طرف مراجعت مفید ہوگی۔[۲۳۳]

یہ ہے ہندوستان میں چودہ سو سالہ محدثین کرام اور علمائے حق کی اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کی گئی جانفشانیوں کی ایک مختصر سی تاریخی جھلک۔ واضح رہے کہ زیرنظر کتابچہ میں مذکوران علما اور خدام دین کے علاوہ بے شمار اصحاب علم وقلم اور بھی گزرے ہیں مگر یہاں ان کے اسمائے گرامی طوالت محض سے بچنے کی غرض سے ترک کر دئے گئے ہیں۔

۲۳۳ھ تذکرہ علمائے حال ص۴۳، نزہۃ الخواطر ۸/۲۴۲، مقدمہ مختارات الاحادیث والحکم النبویہ للشیخ عبدالوہاب ص۳، تذکرہ علمائے مبارکپور ص ۱۴۵ ـ ۱۵۶، مجلہ صوت الجامعہ بنارس مجریہ ماہ فروری، مئی و اگست ۱۹۷۴ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں محدثین کی خدمات کے ثمرات

بزبان سید سلیمان ندوی :- ایک مرتبہ مولانا سید سلیمان ندوی نے اپنے ہمعصر مولانا مناظر احسن گیلانی کی ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ہندوستان میں علمائے حدیث کی انہی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا:

"صحاح ستہ کی تعلیم ہی کا یہ اثر ہے کہ شاہ صاحب کے عہد سے آج تک بحمد اللہ اس ملک میں بدعات کا زور گھٹ رہا ہے اور سنت کا شوق بڑھ رہا ہے اور اب فقہاء بلکہ صوفیاء بھی ہر عربی عبارت کے ٹکڑے کو حدیث کا رتبہ نہیں دیتے اور نہ اقوال تابعین و مرسلات و منقطعات کو حدیث مرفوع و متصل کا ہم پایہ سمجھا جاتا ہے۔" الخ [۲۲۴]

مختصر یہ کہ یہ ان تمام علمائے کرام کی شب و روز مساعیٔ جمیلہ کا ہی نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں آج بھی اسلام نہ صرف اپنی اصل ہیئت میں باقی ہے بلکہ تصوف اور تقلید جامد کے طوفانی سیلاب کے سامنے ڈٹ کر کھڑا ہے۔

عالم اسلام کا ہندوستانی علماء کی علمی خدمات پر خراج تحسین :-

عالم اسلام کے متعدد اہل دانش و بینش نے ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اشاعت اسلام بالخصوص علم حدیث کی خدمات سے کے

---

[۲۲۴] ماہنامہ معارف اعظم گڈھ مجریہ دسمبر ۱۹۴۴ء۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں ہندوستان کے علماء حدیث کے مقتدیٰ ہونے کا اعتراف برملا کیا ہے چنانچہ استاذ محمد ابوزہو مصری علامہ زاہد کوثری حنفی کے حوالہ سے "ارض ہند و پاک میں اشاعت حدیث" کے زیر عنوان لکھتے ہیں :

"..... ایسے آڑے وقت میں جب کہ لوگ حدیث کے لئے کمربستہ نہ تھے اور ہمتیں پست ہو گئی تھیں، اہالیانِ ارضِ پاک و ہند نے حدیث نبوی اور اس کے علوم کی جو خدماتِ جلیلہ انجام دی تھیں انھیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ برصغیر کے علماء ایسے تھے جنہوں نے صحاح ستہ کی نہایت مفید شرحیں لکھیں اور ان پر قیمتی حواشی تحریر کئے۔ احادیثِ احکام سے متعلق علماء نے ضخیم کتب تصنیف کیں، نقد رجال، علل حدیث کے ذکر و بیان اور شرح الآثار کے ضمن میں ان کے احسانات ناقابل فراموش ہیں۔ اسی طرح مختلف علوم الحدیث اور ان کے متعلقات کے بارے میں بھی ان کی تصانیف کچھ کم قابلِ قدر نہیں۔"[۲۳۵]

اسی طرح علامہ سید رشید رضا مصری (م ۱۳۵۴ھ) بھی ہندوستان کے علماء حدیث کو ان کی مساعیٔ جمیلہ پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں :

"ولولا عناية إخواننا علماء الهند بعلوم

---

۲۳۵ تاریخ حدیث و محدثین، اردو ترجمہ الحدیث والمحدثون لأبی زہو، مترجم غلام احمد حریری ص ۵۸۸ - ۵۸۹، مقالات محمد زاہد الکوثری ص ۷۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحديث في هذا العصر يقضي عليها بالزوال من أمصار الشرق فقد ضعفت في مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر للهجرة حتى بلغت منتهى الضعف في أوائل هذا القرن الرابع عشر." [236]

یعنی " اگر اس زمانہ میں ہمارے ہندوستانی اہل علم بھائیوں کی علم حدیث کی طرف خصوصی توجہ اور خدمات نہ ہوتیں تو مشرق کے علاقوں سے علم حدیث مفقود ہو چکا ہوتا۔ مصر، شام، عراق اور حجاز میں (علماء کے عدم التفات کے باعث) دسویں صدی ہجری سے ہی علم حدیث کمزور پڑ چکا تھا اور اب چودھویں صدی ہجری کے اوائل تک ضعف کا یہی عالم ہے۔"

ایک اور مصری محقق علامہ عبدالعزیز الخولی فرماتے ہیں :

" ولا يوجد في الشعوب الإسلامية على كثرتها واختلاف أجناسها من دني الحديث قسطه من العناية في هذا العصر مثل إخواننا مسلمي الهند أولئك الذين وجد بينهم حفاظ للسنة دارسون لها على ما كانت تدرس في القرن الثالث حرية في الفهم ونظرا في الأسانيد." [237]

یعنی " شعوب اسلامیہ کی کثرت اور اجناس مختلف ہونے کے باوجود ان میں کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جس نے اس زمانہ میں ہمارے ہندوستانی

[236] مقدمہ مفتاح کنوز السنۃ ص ق [237] مفتاح السنۃ ص ۱۶۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان بھائیوں کے مثل تعلق بالحدیث کا تقاضا پورا کیا ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن میں سنت کے حفاظ پائے جاتے ہیں اور جو اس کا درس تیسری صدی ہجری کی طرح ہی حریّتِ فکر اور اسانید پر پوری بصیرت کے ساتھ دیتے ہیں"۔

آں موصوف ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"وفی الھند الآن طائفۃ کبیرۃ تھتدی بالسنۃ فی کل أمور الدین ولا تقلد أحداً من الفقھاء ولا المتکلمین وھی طائفۃ المحدثین"۔

یعنی "ہندوستان میں اب بھی ایسی جماعت موجود ہے جو تمام امورِ دین میں صرف سنت سے رہنمائی حاصل کرتی ہے اور فقہاء و متکلمین میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتی۔ یہ محدثین کی جماعت ہے"۔

پھر آں موصوف نے اس جماعت کے اعلام میں شاہ ولی اللہ اور نواب صدیق حسن خاں وغیرہ کو شمار کیا ہے۔

علامہ محمد منیر دمشقی اس طائفہ مبارکہ کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وھی نھضۃ عظیمۃ أثرت علی باقی البلاد الإسلامیۃ فاقتدی بھا غالب البلاد الإسلامیۃ فی طبع کتب الحدیث والتفسیر"۔ [۲۳۸]

یعنی "یہ عظیم تحریک دوسرے بلاد اسلامیہ پر مؤثر ہوئی تو اکثر بلاد اسلامیہ نے کتبِ احادیث و تفسیر کی طباعت میں ان کی اقتداء کی"۔

---

[۲۳۸] أنموذج من الأعمال الخیریۃ ص۴۶۸۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دمشق یونیورسٹی کے استاذ ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب "سنن الترمذی" کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"وقد شرح سنن الترمذی عدد من العلماء من أجمع هذه الشروح عارضة الأحوذی للامام محمد بن عبدالله (ابن العربی) المعافری وتحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی للامام محمد بن عبد الرحمن المبارکفوری الهندی" [۲۳۹]

یعنی "بہت سے اہل علم نے سنن ترمذی کی شرح لکھی ہیں ۔ سب سے جامع شروح میں سے امام ابن العربی کی عارضۃ الاحوذی اور امام محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری ہندی کی تحفۃ الاحوذی ہے"۔

دیکھیئے مصنف موصوف نے کس قدر شرح صدر سے ایک ہندستانی مصنف کو "الامام" کے لقب سے یاد کر کے علماءِ ہند کی خدمات کا اعتراف کیا ہے ۔ اسی طرح آں موصوف سنن النسائی کے ضمن میں لکھتے ہیں :

"ومن أجود طبعاته المحققة سنن النسائی بالتعلیقات السلفیة بتحقیق فضیلة الأستاذ محمد عطاء الله الفوجیانی الأمرتسری طبع المکتبة السلفیة بلاهور فی باکستان" [۲۴۰]

یعنی "سنن النسائی کی محقق اور عمدہ طبع وہ ہے جو فضیلۃ الاستاذ محمد عطاء اللہ (حنیف) بھوجیانی امرتسری کی تعلیقات وتحقیقات کے ساتھ پاکستان میں مکتبہ سلفیہ لاہور سے شائع ہوئی ہے"۔

اس سے قبل ڈاکٹر موصوف نے "سنن ابی داود" کی شرح "عون المعبود"

---

[۲۳۹] لمحات فی المکتبۃ والبحث والمصادر ص ۱۶۴ ۔ [۲۴۰] نفس مصدر ص ۱۶۳ ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر بھی بطورِ خاص کیا ہے۔[۲۴۱]

حاصل کلام یہ کہ اقلیم ہند میں اشاعت اسلام کا سہرا فقط محدثین اور علمائے حق کے سر ہے، صوفیاء کا اس میں قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ اشاعت اسلام کے لیے جد وجہد بنیادی طور پر ان کے لائحہ عمل کا جزو نہ تھی بلکہ انھوں نے تصوف کو اسلام کے روبرو ایک متوازی دین بنا کر کھڑا کر دیا تھا۔ الحمدللہ اس معاملہ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے استاذ ڈاکٹر اشتیاق احمد ظلّی اصلاحی صاحب بھی ہم سے متفق نظر آتے ہیں کہ صوفیاء کرام نے برصغیر میں اشاعتِ اسلام کے لیے سرے سے کوئی کاوش نہیں کی، چنانچہ اپنے ایک مضمون "اسلام کی توسیع واشاعت میں صوفیاء کرام کا حصہ" میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"یہ حقیقت ہے کہ اشاعتِ دین کے لیے سعی کرنا تصوف کے بنیادی مقاصد میں کبھی شامل نہیں رہا۔"[۲۴۲]

ڈاکٹر ظلّی صاحب کی اس پرحقیقت شہادت سے ہمارا یہ موقف مزید مؤکد ہو جاتا ہے کہ برصغیر میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں صوفیاء کرام کے غیر معمولی کردار کا جو تأثر انتہائی مؤثر اور دلآویز انداز میں پیش کیا گیا اور چہار سو شائع ہے وہ محض ایک مغربی مستشرق عالم کی ذہنی اُپج ہے، کوئی متوازن تاریخی حقیقت نہیں۔ واللہ أعلم بالصواب۔

---

[۲۴۱] لمحات فی المکتبہ والبحث والمصادر ص۱۹۲۔

[۲۴۲] ہفت روزہ "آئین" لاہور (ماہنامہ ایڈیشن) مجریہ ماہ دسمبر ۱۹۸۶ء ص۴۵۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مراجع ومصادر

۱ اخبار الاخیار ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۳۲ھ

۲ انفاس العارفین ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ مطبوعہ المعارف لاہور

۳ الآثار ۔ محمد بن حسن الشیبانی ۔ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ پاکستان سنہ ۱۴۰۷ھ

۴ اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب ۔ محمد درویش حوت البیروتی ۔
دار الکتاب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۳ء

۵ الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ ۔ ملا علی القاری بتحقیق الزغلول ۔
دار الکتب العلمیہ بیروت سنہ ۱۹۸۵ء

۶ الاعلام ۔ خیر الدین زرکلی ۔ دار العلم للملایین بیروت

۷ الاصابہ فی تمیز الصحابۃ ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ دار الکتاب العربی بیروت

۸ الاستیعاب فی أسماء الصحابہ للقرطبی المالکی علی ہوامش الاصابہ ۔
دار الکتاب العربی بیروت

۹ اتحاف النبلاء المتقین باحیاء مآثر الفقہاء المحدثین ۔ نواب صدیق حسن
خاں ۔ مطبعۃ النظامی، کانپور سنہ ۱۲۸۹ھ

۱۰ ابجد العلوم ۔ ابی الطیب صدیق حسن خاں القنوجی، تحقیق عبدالجبار
زکار ۔ منشورات وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دمشق سنہ ۱۹۷۸ء

۱۱ آب کوثر ۔ شیخ محمد اکرام ۔ فیروز سنز کراچی سنہ ۱۹۵۲ء

۱۲ مجلہ اہلحدیث امرتسر ۔ مجریہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۲۳ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳ انموذج من الاعمال الخیریۃ ۔ منیر الدمشقی ۔ طبع دمشق

۱۴ انوار اقبال ۔ ڈاکٹر محمد اقبال ۔ طبع پاکستان

۱۵ اقبال نامہ ۔ ڈاکٹر محمد اقبال ۔ طبع پاکستان

۱۶ ارشادات فریدی مترجم ۔ صوفی فاؤنڈیشن بھاولپور

۱۷ الہام الرحمٰن فی تفسیر القرآن ۔ عبیداللہ سندھی ۔ طبع پاکستان

۱۸ ہفت روزہ "آئین" لاہور ۔ مجریہ ماہ دسمبر ۱۹۸۸ء

۱۹ امام الکلام ۔ ابی الحسنات عبدالحی لکھنوی ۔ طبع لکھنؤ ۱۳۰۴ھ

۲۰ الایماضات علی اغلاط مصنف الاسکات ۔ ملا شعیب کابلی ۔ مطبع انوار محمدی ۱۲۹۸ھ

۲۱ البنایہ شرح الہدایہ ۔ بدرالدین عینی ۔ نول کشور ۱۲۹۳ھ

۲۲ بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ ۔ جلال الدین سیوطی ۔ دار احیاء الکتب العربیۃ ۱۹۶۴ء

۲۳ بذل المجہود شرح سنن ابی داود ۔ خلیل احمد سہارنپوری ۔ طبع دار اللواء بالریاض

۲۴ مجلہ "برہان" دہلی ۔ مجریہ ماہ جولائی ۱۹۵۱ء و مارچ ۱۹۵۴ء

۲۵ البدایۃ والنہایۃ ۔ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر ۔ مکتبۃ المعارف بیروت ۱۹۷۱ء

۲۶ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۔ مناظر احسن گیلانی ۔ طبع پاکستان

۲۷ پرانے چراغ ۔ شبلی نعمانی ۔ طبع ہند

۲۸ التذنیب ۔ سید امیر علی (فی آخر تقریب التہذیب) نولکشور بالہند ۱۲۵۶ھ

۲۹ تذکرۃ المحدثین ۔ ضیاء الدین اصلاحی ۔ طبع ہند

۳۰ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ۔ شاہ اسمٰعیل شہید ۔ طبع ہند

۳۱ تذکرۃ المنتہی فی رد الاسکات المعتدی ۔ نور محمد ملتانی ۔ مطبع انوار محمدی ۱۲۹۸ھ

۳۲ التعلیق الممجد علی موطا الامام محمد ۔ ابی الحسنات عبدالحی لکھنوی ۔ المصطفائی لکھنؤ ۱۲۹۷ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳ تفسیر احمدی ۔ ملاجیون ۔ مطبوعہ کریمی بمبئی

۲۴ تاریخ مبارک شاہی یحیٰی سرہندی ۔ طبع کلکتہ

۲۵ تاریخ فیروز شاہی ۔ ضیاء الدین برنی بتصحیح سرسید احمد خاں ۔ طبع کلکتہ ۱۸۶۲ء

۲۶ تاریخ فرشتہ ۔ قاسم فرشتہ ۔ طبع پاکستان

۲۷ تاریخ ہند ۔ توقیر پاشا ۔ طبع علی گڑھ

۲۸ تاریخ یحیٰی بن معین ۔ نشر مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی مکۃ المکرمۃ ۱۳۹۹ھ

۲۹ تاریخ بغداد ۔ ابی بکر احمد بن علی الخطیب ۔ مطبعۃ السعادۃ سنہ ۱۳۴۹ھ

۳۰ تاریخ حدیث و محدثین ۔ (اردو ترجمہ الحدیث و المحدثون) مترجم غلام احمد حریری ۔ ناشران قرآن لمیٹیڈ لاہور

۳۱ تاریخ اسلام ۔ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی ۔ طبع ہند

۳۲ تاریخ الطبری ۔ دار المعارف بمصر

۳۳ التاریخ الکبیر ۔ امام بخاری ۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۳۸۲ھ

۳۴ التاریخ الصغیر ۔ امام بخاری ۔ دار الوعی بحلب مصر سنہ ۱۳۹۶ھ

۳۵ تاریخ التراث العربی لفؤاد سزکین ۔ تعریب د. فہمی ابی الفضل ۔ الهیئۃ المصریۃ العامۃ للتألیف و النشر، القاہرہ سنہ ۱۹۷۱ء

۳۶ تاریخ دعوت و عزیمت ۔ سید ابو الحسن علی الندوی ۔ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام لکھنؤ سنہ ۱۹۷۸ء

۳۷ تاریخ مشائخ چشت ۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی ۔ ادارہ ادبیات دہلی ۱۹۸۰ء

۳۸ تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی ۔ عبد الرحمٰن مبارکپوری ۔ نشر السنہ ملتان ۱۴۰۲ھ

۳۹ تلبیس ابلیس لابن الجوزی مع تجنیس تدلیس مترجم مولوی عبد الحق اعظمی ۔ اعظم گڈھی ۔ مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۳۲۳ھ و میر محمد کتب خانہ کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰ توحید خالص (گھر کے چراغ) قسط اول۔ ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی
ادارہ توحید علی گڑھ
۵۱ تصوف اور تعمیر سیرت للمودودی۔ ترتیب عاصم نعمانی۔ اسلامک پبلیکیشنز لاہور
۵۲ تقریب التہذیب۔ ابن حجر عسقلانی۔ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۵ء
۵۳ تہذیب التہذیب۔ ابن حجر عسقلانی۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ
حیدر آباد دکن ۱۳۲۵ھ
۵۴ تجرید اسماء الصحابہ۔ امام ذہبی۔ دار المعرفۃ بیروت
۵۵ التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ۔ شمس الدین السخاوی
نشر اسعد طرابزونی الحسینی القاہرۃ ۱۳۹۹ھ
۵۶ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔ جمال الدین المزی
مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۳ھ
۵۷ تذکرۃ الحفاظ۔ ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی۔
دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ۱۹۶۸ء
۵۸ تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس۔ ابن حجر عسقلانی۔
دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء
۵۹ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان و نصیحۃ المسلمین۔ سید اسماعیل شہید۔
میر محمد کتب خانہ کراچی
۶۰ تفسیر مظہری۔ ثناء اللہ پانی پتی۔ طبع حیدر آباد دکن
۶۱ تذکرہ علمائے مبارک پور۔ قاضی اطہر مبارک پوری۔ طبع ہند
۶۲ تذکرہ۔ ابو الکلام آزاد۔ طبع دہلی
۶۳ تقصار من تذکار جیود الاحرار۔ نواب صدیق حسن خاں۔ طبع ہند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۴ تراجم علمائے حدیث ہند۔ ابویحییٰ امام خاں نوشہروی۔ مطبعہ جید دہلی ۱۳۵۶ھ

۶۵ التعلیق المنصور علی فتح الغفور۔ سید بدیع الدین شاہ الراشدی (مخطوطہ)

۶۶ تراجم الشیوخ۔ شیخ محمد عابد السندی (مخطوطہ)

۶۷ تذکرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ طبع پاکستان

۶۸ تذکرہ علمائے حال۔ طبع پاکستان ۱۳۵۵ھ

۶۹ التفہیمات الالٰہیہ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ المجلس العلمی ڈابھیل سورت

۷۰ پندرہ روزہ "ترجمان" دہلی۔ مجریہ مارچ ۱۹۶۸ء

۷۱ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند۔ سید عبدالحی الحسنی۔ طبع پاکستان

۷۲ الثقات۔ امام ابن حبان۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۳ھ

۷۳ الجرح والتعدیل۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی۔
دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۳۴۴ھ

۷۴ جامع التحصیل فی أحکام المراسیل۔ صلاح الدین کیکلدی العلائی۔
وزارۃ الاوقاف بالجمہوریۃ العراقیہ بغداد ۱۳۹۸ھ

۷۵ الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیہ۔ عبدالقادر قرشی حنفی۔ میر محمد کتب خانہ کراچی

۷۶ الجامع الصحیح۔ امام بخاری۔ مع فتح الباری۔ دار المعرفہ بیروت

۷۷ حسرت نامہ۔ ضیاء الدین برنی۔ طبع ہند

۷۸ حجۃ اللہ البالغہ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مطبوعہ نور محمد کراچی

۷۹ الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ۔ ابی طیب نواب صدیق حسن خاں
مطبعۃ المکتبۃ العلمیۃ لاہور ۱۳۹۷ھ

۸۰ حیات عبدالحیؒ۔ سید ابوالحسن علی الندوی۔ طبع دہلی

۸۱ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ علی گڑھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۲ ماہنامہ "حکمت قرآن" لاہور۔ انجمن خدام القرآن لاہور ج ۵ عدد شمارہ ۲ سنہ ۱۹۸۶ء

۸۳ حیاۃ العلامہ المحدث ابی العلی محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری۔ عبدالکبیر عبدالقوی (مخطوط)

۸۴ خطبات شبلی۔ طبع ہند

۸۵ خطوط اقبال مرتب رفیع الدین ہاشمی۔ مکتبہ خیابان ادب لاہور

۸۶ خیرالمجالس۔ حمید قلندر۔ تصحیح پروفیسر خلیق احمد نظامی

۸۷ خزینۃ الاصفیاء۔ مفتی غلام سرور۔ مطبع نول کشور

۸۸ خلافت راشدہ اور ہندوستان۔ قاضی اطہر مبارکپوری۔ ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۷۲ء

۸۹ دو قدیم صوفی۔ میاں اخلاق احمد۔ طبع پاکستان

۹۰ الدر الثمین۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ مشمولہ المسلسلات۔ مکتبہ یحیویہ سہارنپور ۱۹۶۵ء

۹۱ ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند۔ مجریہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۸۳ء

۹۲ الرسالۃ المستطرفہ لبیان مشہور کتب السنۃ المشرفہ۔ سید شریف محمد بن جعفر الکتانی مطبعہ دارالفکر دمشق سنہ ۱۹۶۴ء

۹۳ زبدۃ المقامات۔ خواجہ محمد ہاشم کشمیری۔ طبع پاکستان

۹۴ سلاطین دہلی کے مذہبی رجحانات۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ ادارہ ادبیات دہلی ۱۹۸۱ء

۹۵ سیرالاولیاء۔ سید محمد بن مبارک علوی کرمانی۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان لاہور سنہ ۱۹۷۸ء

۹۶ السعایۃ۔ ابی الحسنات عبدالحی لکھنوی۔ طبع لکھنؤ

۹۷ السنن الکبریٰ۔ ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی۔ مصورہ عن طبعۃ حیدرآباد، بدارالفکر بیروت۔

۹۸ سنن الدارقطنی۔ علی بن عمر الدارقطنی۔ دارالمحاسن للطباعۃ القاہرہ سنہ ۱۳۸۶ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۹ سؤالات محمد بن عثمان بن ابی شیبہ لعلی بن المدینی فی الجرح والتعدیل۔ مکتبۃ المعارف الریاض ۱۹۸۴ء

۱۰۰ سنن الدارمی۔ ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت

۱۰۱ سفر السعادۃ۔ للفیروزآبادی۔ مطبعۃ دارالعصور ۱۳۴۲ھ

۱۰۲ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ وأثرہا السیئ فی الأمۃ۔ للشیخ محمد ناصرالدین الألبانی۔ المکتب الاسلامی ۹۹، ۱۳۸۹ھ

مکتبۃ المعارف، الریاض ۸۸، ۱۹۸۷ء

۱۰۳ سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ غلام علی آزاد بلگرامی۔ طبع ہند

۱۰۴ سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ۔ مکتبۃ السلفیہ لاہور

۱۰۵ سوانح خواجہ معین الدین چشتی۔ وحید احمد مسعود۔ سلمان اکیڈمی کراچی

۱۰۶ شرح سفر السعادۃ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ طبع ہند

۱۰۷ شذرات الذہب فی اخبار من ذہب۔ ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی دارالآفاق الجدیدۃ۔ بیروت

۱۰۸ شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ۔ عبیداللہ سندھی۔ طبع پاکستان

۱۰۹ شہپر جبریل۔ ڈاکٹر این میری شمل مترجم ڈاکٹر محمد ریاض۔ طبع پاکستان

۱۱۰ شرح مسند ابی حنیفہ۔ محمد عابد سندھی۔ (مخطوط)

۱۱۱ مجلہ "صوت الجامعہ"۔ بنارس۔ ماہ فروری، مئی، اگست ۱۹۷۴ء

۱۱۲ الضعفاء والمتروکون۔ امام نسائی۔ دارالوعی۔ حلب، مصر ۱۳۹۶ھ

۱۱۳ الضعفاء والمتروکون۔ امام دارقطنی۔ مکتبۃ المعارف، الریاض

۱۱۴ الضعفاء الصغیر۔ امام بخاری۔ دارالوعی۔ حلب ۱۳۹۶ء

۱۱۵ الضعفاء الکبیر۔ ابی جعفر محمد بن عمرو العقیلی۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۴ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

116 ماہنامہ "ضیائے حرم" لاہور مجریہ ماہ جولائی ۱۹۸۵ء ج ۵ عدد شمارہ ۱۰

117 الطبقات الکبریٰ ۔ ابن سعد ۔ دار صادر بیروت ۱۳۷۶ھ

118 العلل ۔ ابن المدینی ۔ دار الوعی ۔ حلب

119 العرف الشذی ۔ انور شاہ کشمیری ۔ طبع ہند

120 عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ۔ بدر الدین عینی ۔ مطبعۃ المنیریہ ۱۳۴۸ھ

121 العبر فی خبر من غبر ۔ امام ذہبی ۔ طبع الکویت ۱۹۶۰ء

122 العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین ۔ تقی الدین محمد بن احمد الحسنی الفاسی ۔
مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ ۔ القاہرہ ۱۳۸۰ھ

123 عجالہ نافعہ ۔ شاہ عبد العزیز (مع فوائد جامعہ) ۔ نور محمد کتب خانہ کراچی

124 غیث الغمام علی حواشی امام الکلام ۔ ابی الحسنات عبد الحی لکھنوی ۔ لکھنو ۱۳۰۴ھ

125 فصل الخطاب مع الکتاب المستطاب ۔ انور شاہ کشمیری ۔ طبع ہند

126 فتح المغطا شرح المؤطا ۔ ابن الہمام ۔ (مخطوط)

127 فتویٰ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی در اثبات رفع الیدین ۔ مکتبۃ السلفیہ لاہور ۱۳۷۴ھ

128 فتوح البلدان ۔ البلاذری ۔ طبع مصر

129 الفہرست ۔ ابن الندیم ۔ دار المعرفہ ۔ بیروت

130 فوات الوفیات ۔ محمد بن شاکر الکتبی تحقیق د ۔ احسان عباس ۔ دار صادر بیروت ۱۹۷۴ء

131 فتاویٰ عزیزی ۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ۔ طبع پاکستان

132 فیوض الحرمین ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

133 فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۔ محبوب المطابع دہلی

134 فقہائے ہند تیرہویں صدی ہجری ۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی ۔ طبع لاہور

135 فوائد الفؤاد ۔ امیر حسن سنجری تصحیح محمد لطیف ملک ۔ طبع لاہور ۱۹۶۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۶ الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة ۔ محمد بن علی الشوکانی ۔ مطبعة السنة المحمدیة بمصر سنہ ۱۹۴۸ء

۱۳۷ فتح الباری شرح صحیح البخاری ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ دار المعرفة ۔ بیروت

۱۳۸ سہ ماہی "فکر و نظر" ۔ مجریہ ماہ اکتوبر تا دسمبر سنہ ۱۹۸۸ء

۱۳۹ قرآن کریم ۔ طبع تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

۱۴۰ الکامل فی الضعفاء ۔ ابن عدی ۔ طبع بیروت سنہ ۱۹۸۴ء

۱۴۱ الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث ۔ برہان الدین الحلبی
احیاء التراث الاسلامی بغداد سنہ ۱۹۸۴ء

۱۴۲ الکنیٰ والاسماء ۔ امام مسلم ۔ تحقیق عبد الرحیم القشقری ۔ سنہ ۱۹۸۴ء

۱۴۳ الکنیٰ والاسماء ۔ الدولابی ۔ طبع حیدر آباد دکن سنہ ۱۳۲۲ھ

۱۴۴ کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنة الناس
اسماعیل بن محمد العجلونی ۔ مؤسسة الرسالہ بیروت سنہ ۱۹۸۵ء

۱۴۵ لمحات فی المکتبة والبحث والمصادر ۔ دکتور محمد عجاج الخطیب ۔ دار الفکر بدمشق

۱۴۶ مقالات محمد زاہد الکوثری ۔ مطبعة الانوار سنہ ۱۳۷۳ھ

۱۴۷ مفتاح کنوز السنة ۔ محمد فؤاد عبد الباقی ۔ دار احیاء التراث العربی بیروت

۱۴۸ مفتاح السنة ۔ عبد العزیز الخولی ۔ دار الکتب العلمیة بیروت

۱۴۹ مجلہ "محدث" ، مجلس التحقیق الاسلامی لاہور ۔ جلد ۱۸ عدد شمارہ ۳ ـ ۶
مجریہ نومبر سنہ ۱۹۸۷ء تا فروری سنہ ۱۹۸۸ء

۱۵۰ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۔ نواب صدیق حسن خاں ۔ طبع ہند

۱۵۱ مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ۔ ملا علی القاری ۔ مطبعة المیمنیہ سنہ ۱۳۰۹ھ

۱۵۲ مجموعہ مقالات عزیری ۔ (مخطوط)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵۳ معجم الادباء۔ یاقوت الحموی۔ دارالفکر بیروت سنہ ۱۴۰۰ھ
۱۵۴ مقالات۔ سید سلیمان ندوی۔ طبع پاکستان
۱۵۵ المعرفۃ والتاریخ۔ ابی یوسف یعقوب بن سفیان البسوی۔
مؤسسۃ الرسالہ بیروت سنہ ۱۴۰۱ھ
۱۵۶ المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین۔ امام محمد بن حبان البستی۔
دارالباز۔ مکۃ المکرمۃ
۱۵۷ مقدمہ ابن الصلاح مع التقیید والایضاح۔ دارالحدیث للطباعۃ والنشر
والتوزیع، بیروت سنہ ۱۹۸۴ء
۱۵۸ میزان الاعتدال فی نقد الرجال۔ ابی عبداللہ محمد بن احمد الذہبی۔ دارالمعرفہ بیروت
۱۵۹ مقدمہ تحفۃ الاحوذی۔ محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری۔ نشرالسنۃ، ملتان سنہ ۱۴۰۲ھ
۱۶۰ مجلہ "معارف"۔ ماہ اپریل سنہ ۱۹۵۴ء
۱۶۱ مکتوبات قدوسیہ۔ مطبعہ احمدی دہلی
۱۶۲ معرفۃ الثقات من رجال اہل العلم والحدیث ومن الضعفاء وذکر مذاہبہم و
اخبارہم۔ ابی الحسن احمد بن عبداللہ العجلی، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورہ سنہ ۱۹۸۵ء
۱۶۳ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الھیثمی۔
دارالکتاب العربی بیروت سنہ ۱۹۸۲ء
۱۶۴ مقدمہ غایۃ المقصود فی حل سنن ابی داود۔ شمس الحق عظیم آبادی۔ طبع انصاری دہلی
۱۶۵ مسلک الانصاف۔ سید رشداللہ شاہ۔ (مخطوط)
۱۶۶ خود نوشت مقدمہ مدارج النبوۃ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ مدینہ پبلشنگ کراچی
۱۶۷ ماہنامہ "معارف" اعظم گڑھ۔ دارالمصنفین شبلی منزل مجریہ ماہ دسمبر سنہ ۱۹۴۴ء
۱۶۸ مکتوبات مجدد الف ثانی۔ ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

١٦٩ مبدأ و معاد ۔ شیخ احمد سرہندی ، مترجم مولانا زواری ۔ طبع پاکستان

١٧٠ مآثر الکرام ۔ آزاد بلگرامی ۔ طبع ہند

١٧١ مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل و لطائف الاخبار ۔ محمد طاہر الفتنی ۔ طبع لکھنؤ ١٢٨٣ھ

١٧٢ المستدرک علی الصحیحین ۔ امام محمد بن عبد اللہ الحاکم ۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن ١٣٣٤ھ

١٧٣ مسند احمد ۔ امام احمد بن حنبل ۔ مطبعۃ المیمنیہ بمصر ١٣١٣ھ

١٧٤ المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع ۔ ملا علی القاری بتحقیق عبد الفتاح ابو غدہ مکتبۃ الراشد ، الریاض ١٩٨٤ء

١٧٥ نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ ۔ جمال الدین الزیلعی ۔ دار الحدیث بمصر

١٧٦ نزہۃ الخواطر و بہجۃ المسامع و النواظر ۔ شریف عبد الحی الحسنی ۔ طبع ہند

١٧٧ نقش آزاد ۔ ابو الکلام آزاد ۔ طبع ہند

١٧٨ النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر و القاہرۃ ۔ جمال الدین ابو المحاسن بن تغری بردی طبع دار الکتب المصریۃ ١٩٣٢ء

١٧٩ وصیت نامہ (مطبوع در مجموعہ وصایا اربعہ) ۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی ۔ طبع ہند

١٨٠ الہدی الساری مقدمہ فتح الباری ۔ ابن حجر عسقلانی ۔ دار المعرفۃ بیروت

١٨١ ہندوستان کی قدیم درس گاہیں ۔ ابو الحسنات عبد الشکور الندوی ۔ طبع ہند

١٨٢ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات ۔ ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی ۔ طبع لاہور

183 Sufis of Bijapur - Richard Maxwell Eaton - Princeton Univ. Press 1978

184 The Muslim Community of Indo-Pak Subcontinent

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

185 Gabriel's Wings - Dr. N. Mary Schamel - London

186 Epigraphia Indica - Sten Konow - A.M.U. Library

187 A History of Sufism in India - Saiyed Athar-Abbas, Delhi 1978

188 Preaching of Islam - Prof. T.W. Arnold - Lahore 1961.

189 Indo-Muslim Polity - Yousuf Hussain. A.M.U. Lib.

190 The History of Qannauj. R.S. Tirpathi. A.M.U. Lib.

191 Life and Times of Fariduddin Ganje-Shakar - K.A. Nizami, Aligarh

192 Some Aspects of Religion & Polotics in India During 13th Century - K.A. Nizami Idarah-e-Adbiyat, Delhi 1974

193 New World of Islam - Lothrap Staderd. A.M.U. Lib.

194 Is.tudies in Islamic Culture in the Indian Environment - Aziz Ahmad Oxford Univ. Press, 1964.

وغـــيرهـــا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عربی ماھنامہ مجلہ «صوت الأمہ»

جامعہ سلفیہ بنارس کی طرف سے شائع ہونے والا یہ ماھنامہ برصغیر کی جماعت اہل حدیث کا پہلا عربی رسالہ ھے۔ اس کا اجراء ۱۳۸۹ھ میں عمل میں آیا اور بحمد اللہ اب تک جاری ھے۔ علمی، ادبی اور اصلاحی مضامین پر مشتمل یہ مجلہ اپنی گوناگوں خوبیوں کے لحاظ سے عرب اور مسلم دنیا میں ممتاز ھے۔

عقیدۂ اسلام کی توضیح وتشریح اور شرک وبدعت کی تردید کے باب میں مجلہ کی خدمات کا ہر طبقہ میں اعتراف کیا جاتا ھے ہندوستانی مسلمانوں کے عالم اسلام کے ساتھ ربط وتعلق کا یہ ایک عمدہ ذریعہ ھے۔

++++++++++++++++

اردو ماھنامہ «محدث»

جامعہ سلفیہ بنارس کا نقیب اور کتاب وسنت کا ترجمان یہ مجلہ ۱۹۸۲ء میں جاری ہوا ھے۔ قدیم وجدید مسائل میں اسلام کی جامع تعلیمات کی طرف رہنمائی، عالم اسلام کے واقعی حالات کی عکاسی، شرک وبدعت اور اسلام دشمن نظریات وتحریکات کی نقاب کشائی اور تردید اس مجلہ کا امتیاز ھے۔ پوری مسلم دنیا اور بالخصوص جماعتی حلقوں میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ھے، مسلمانوں کی فکری رہنمائی کے باب میں اس کا کردار نمایاں ھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری ہندی اور انگریزی مطبوعات

	—﴿ انگریزی ﴾—	قیمت
سیرۃ البخاری :	علامہ عبد السلام مبارکپوری رحمہ اللہ	-/۶۰
	ترجمہ : پروفیسر محمد رفیق خاں	
محمد بن عبد الوہاب :	مولانا مسعود عالم ندوی	-/۶۰
	ترجمہ : پروفیسر محمد رفیق خاں	
ریاض الاخلاق :	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	-/۴۵
	ترجمہ : پروفیسر محمد رفیق خاں	
صلاۃ الرسول :	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	-/۱۵
	ترجمہ : پروفیسر محمد رفیق خاں	
شرح العقیدۃ الواسطیۃ :	علامہ محمد خلیل ہراس	-/۳۰
	ترجمہ : پروفیسر محمد رفیق خاں	
	—﴿ ہندی ﴾—	
صلاۃ الرسول :	مولانا محمد صادق سیالکوٹی	-/۱۶
	ترجمہ : عبد الرحمن انصاری	
تقویۃ الایمان :	مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ	-/۲۵
	ترجمہ : عبد القیوم سلفی	
اسلام اور مانو سماج :	ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری	-/۶
	ترجمہ : ماسٹر احمد حسین	
خاتون اسلام :	ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری	
	ترجمہ : احسن انصاری	زیر طبع
منیہ دھرم ایک یا انیک :	عزیز الحق عمری	"

مکتبہ سلفیہ ریوڑی تالاب ، وارانسی — ۲۲۱۰۱۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ ان اغلاط کی تصحیح کے بعد کتاب کا مطالعہ فرمائیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۴	صوفیاء کا مرہون منت	صوفیاء کی مرہون منت
۲	۲	" " "	" " "
۳	۴	" " "	" " "
۱۵	۱	" " "	" " "
۲۰	۴-۵	نے اس بری طرح	نے بری طرح
۲۹	۴	مطرف بن الشیخه	مطرف بن الشخیر
۲۹	۵	تقریب التهدیب	تقریب التهذیب
۹۹	۱۸	العقد الثمین للفارسی	العقد الثمین للفاسی
۱۰۱	۱۴	کے تلمید	کے تلمیذ
۱۶۲	۸	دہلوی	دھلوی
۱۷۱	۱۷-۱۸	له اهل اسلام	که اهل اسلام
۱۹۹	۱	مجله « صوت الأمة »	« صوت الامه »
۱۹۹	۱۲	۱۹۸۲ء میں	۱٤۰۲ھ میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جامعہ سلفیہ

مرکزی دارالعلوم بنارس

ہندوستان میں علوم دینیہ اور عربی زبان وادب کی عظیم مرکزی درسگاہ ہے. اس کا نصب العین کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی ترویج واشاعت اور مسلک سلف کے مطابق طلبہ کی تعلیم و تربیت ہے. ۱۳۸۵ھ میں تعلیم کے آغاز سے اس وقت تک اس ادارہ نے اہم تدریسی وتصنیفی خدمات انجام دی ہیں.